

خمار عشق نانر خان

Episode 16 to 30

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

خمار عشق نادر خان

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں [/https://ezreaderschoice.com](https://ezreaderschoice.com)

آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

یہ کیا کر دیا تم نے؟" اکرم خان پوری قوت سے چلائے تھے۔ ان کے گردن کی رگیں تن گئیں تھی اور سینہ تیزی سے پھول پچک رہا تھا۔ ان کے غصہ کو جگانے کی وجہ ان کا بیٹا ولی اکرم خان سامنے کھڑا تھا۔ وہ ولی جوان کا غرور تھا۔

جس پر انہیں کبھی شک و شبہ نہیں ہوا تھا۔

وہ ان کا ولی عہد تھا۔

ان کا جانشین اور آج ان کے اسی بیٹے نے ایک بہت بڑی مصیبت کھڑی کر دی تھی۔

"ولی میں پوچھتا ہوں کہ تم نے اپنا آپا کیوں کھویا؟" وہ اس کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑنے لگے۔

"اپنے ضعیف باپ اور دادا کا سر جھکانا تم سے کیسے برداشت ہو گا مجھے بتاؤ۔"

"وہ زندہ ہے بابا۔ اس کو ہسپتال پہنچا دیں ورنہ اس کا دم نکل جائے گا۔" ولی نے سپاٹ لہجے میں کہا تو اکرم خان لپک کر فرش پر ڈھیر منصور گل شیر خان پر جھکے۔

اس کی نبض چل رہی تھی۔ فوراً ہی انہوں نے پیچھے کھڑے اپنے خاص آدمی کو اشارہ کیا تھا۔

"بادل خان اس کو جلدی اسپتال لے کر جاؤ۔ میں اس کے باپ کو بتاتا ہوں۔" وہ عجلت میں کہتے فون ڈائل کرنے لگے۔

"گل شیر، منصور زخمی ہو گیا ہے۔"

خمار عشق نادر خان

فون کے دوسری طرف سفید براق قمیض اور گھیردار شلوار پہنے ایک شخص اضطراری طور پر کھڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر گھنی مونچھیں تھیں اور آنکھوں کا تاثر بہت سخت تھا۔ یہ شخص سردار گل شیر خان تھا۔ جو اپنے چھوٹے بیٹے پر جی جان چھڑکتا تھا۔ "کیا مطلب زخمی ہو گیا؟ وہ تو اپنی ماں کے ساتھ تمہاری حویلی گیا تھا۔" ان کی بھاری آواز فون کے پار اکرم خان نے ضبط سے سنی۔

"ہمیں بھی نہیں پتہ پوری بات۔ تم اسپتال پہنچو۔ ہم بھی ادھر جا رہے ہیں۔" وہ عجلت میں کہتے اب ولی خان کی طرف مڑے۔

"کیا ہوا تھا ولی مجھے صاف صاف بتاؤ؟" وہ باپ تھے اپنی اولاد کو صفائی کا ایک موقع دے رہے تھے۔

"بابا۔ وہ نشے میں تھا۔ اس نے ہم پر حملہ کیا تو اپنا بچاؤ کرتے ہم سے اس کے سر پر وار ہو گیا۔" ولی نے ادھر ادھر دیکھتے بات مکمل کی۔

باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جھوٹ بولنے سے اس کا دل لرزتا تھا۔

اکرم خان سے اس کا نظریں چرانا چھپا نہیں تھا۔ پھر بھی انہوں نے کہا۔

"تم جانتے ہو کہ اس کا نتیجہ کیا ہو سکتا ہے؟"

ولی نے سر اثبات میں ہلایا۔

خمار عشق نادر خان

"اگر وہ مر گیا تو وہ تمہاری جان لے لیں گے۔ جتنا میں گلشیر خان کو جانتا ہوں وہ صبح جرگہ بٹھائے گا۔"
ان کی آواز میں اب ٹھہراؤ تھا۔

جو ہو چکا تھا اسے تبدیل نہیں کیا جاسکتا تھا تو اب حل نکالنا تھا۔
وہ ولی کو ساتھ لیے وہاں سے نیچے آئے تو تقریب میں افراتفری مچ چکی تھی۔
عورتیں اپنے بچوں کو سنبھالتی اپنے اپنے گھر کے مردوں کے ساتھ واپسی کے لئے روانہ ہو رہی تھیں۔
گل شیر خان علاقے کا دوسرا بڑا سردار تھا۔ کوئی بھی یہاں مزید ٹھہر کر اس سے دشمنی مول لینا نہیں
چاہتا تھا۔

جب بادل خان دو آدمیوں کی مدد سے خون میں لت پت منصور کو نیچے لے کر آیا تھا تو اس کی حالت سبھی
نے دیکھی تھی۔

برادری میں سب جانتے تھے کہ وہ اس گھر کا ہونے والا داماد تھا۔ اب ایسا کیا ہو گیا تھا کہ گھر کا ہونے والا
داماد زخمی حالت میں پایا گیا۔ منصور کی ماں اور بھابی اس کے ساتھ اسپتال روانہ ہو چکی تھیں۔
ولی نے نظریں ارزش کی تلاش میں دوڑائیں تو وہ ایک طرف سہمی ہوئی کھڑی نظر آئی۔ اس کی بیوی کے
چہرے پر زردی چھا گئی تھی۔ سبکتگین اس کی ٹانگوں سے لپٹا ہوا تھا۔ زینہ جمانہ کو سہارا دیتی کھڑی تھی۔
"ولی کیا ہوا ہے؟" عطیہ بیٹے اور شوہر کی طرف لپکیں۔

خمار عشق نادر خان

"اماں کچھ نہیں بس زرا جھگڑا ہو گیا تھا۔" ولی نے ان کی پریشانی کم کرنے کی کوشش کی۔
وہ سب بڑے کمرے میں آکر بیٹھ گئے۔ شہرام خان اور محسن بھی آچکے تھے۔ زینہ کو اچانک خیال آیا کہ
ماہ نوش وہاں نہیں ہے۔ وہ کھڑی ہوئی۔
"چچی میں ماہ نوش کو دیکھ کر آتی ہوں۔"



ولی نے جیسے ہی ماہ نوش کو جانے کے لئے کہا وہ تیزی سے پچھلی سیڑھیاں اتر کر اپنے کمرے کی طرف
بڑھی۔

آنسو اس کی آنکھوں سے تو اتر سے بہہ رہے تھے۔ وہ لڑکھڑاتی اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔
سب خواتین کھانے کے کمرے میں جمع تھیں۔ کسی کی اس پر نظر نہیں پڑی تھی۔ وہ کمرے میں آئی اور
دروازہ لاک کرتی فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔

!!! اللہ "یہ کیا ہو گیا۔۔۔" اس کا پورا بدن ہچکیوں کی زد میں تھا۔

رونے کی شدت سے اس کی سانس اکھڑنے لگی۔

"ہم۔۔ می۔۔ ہمیں۔۔ ہاتھ۔۔ ہاتھ۔۔ لگ۔۔ لگا۔۔ یا۔۔ اس۔۔ نے۔۔" ماہ نوش کی
آنکھوں میں خوف لہرایا تھا۔

خمار عشق نادر خان

وہیل جب منصور اسے کھینچ کر اپنا چہرہ ماہ نوش کے قریب لایا تھا۔ وہ منظر ماہ نوش کی نگاہوں کے سامنے سے ہٹ ہی نہیں رہا تھا۔

وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے شانے پکڑتی خود میں سمٹنے لگی۔

"غلیظ۔۔۔ غلیظ انسان۔۔۔" ماہ نوش کو یاد آیا منصور نے اس کی کلائی پکڑی تھی۔

اس نے سرخ انگارہ ہوتی آنکھوں سے اپنی خون آلود کلائیاں دیکھیں تھیں۔

کانچ کی چوڑیاں اس کی نرم و نازک ہتھیلی میں کئی جگہ گھسی ہوئی تھیں۔

اسے نہ خون نکلنے کا احساس ہو رہا تھا اور نہ ہی تکلیف کا۔ وہ خالی خالی آنکھوں سے اپنی کلائیاں دیکھنے لگی۔

"کاٹ دیں گے ہم۔۔۔ کاٹ دیں گے یہ نس۔۔۔" وہ دیوانہ وارا ٹھی تھی۔

دوپٹہ پھسل کر فرش پر گرا تھا۔

سنگھار میز پر رکھی چیزیں اس نے سرعت سے الٹ پلٹ کر نا شروع کی تھیں، اس کی آنکھیں کسی تیز

دھار چیز کی تلاش میں تھیں۔

"نہیں رہنا ہمیں۔۔۔ ایسے انسان سے جڑے کسی رشتے میں نہیں۔۔۔" اس کی زمر آ نکھیں ویران ہو

رہیں تھیں، آنسو بے مول ہوئی پھسل رہے تھے، منظر بار بار دھندلا جاتا۔

آخر اس نے سب چیزیں فرش پر پٹخنا شروع کر دیں۔

خمار عشق نانر خان

"کہاں ہے؟۔۔۔۔۔ چھری۔۔۔۔۔" وہ دیوانہ وار دوڑ کر دروازہ کھولنے لگی تاکہ باورچی خانے سے چھری لے آئے۔

جس لمحے زینہ ماہ نوش کو ڈھونڈتی اس کے کمرے کے دروازے پر پہنچی تھی عین اسی لمحے زینہ نے دروازہ کھولا تھا۔

زینہ تو اس کی اجڑی حالت دیکھ کر پوری جان سے کانپ گئی۔
"نوشی؟" وہ لپک کر اس تک پہنچی تھی۔

"زینہ۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔" ماہ نوش نے ہچکیوں کے درمیان بہ مشکل اس کا نام لیا تھا۔
زینہ نے تیزی سے اسے گلے سے لگایا تھا۔ وہ کمرے کے اندر اسے لیے چلی آئی تھی۔ ماہ نوش کی ہچکیاں زینہ کا دل چیرنے لگیں۔
"نوشی کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ پلیز۔"

"ہمیں۔۔۔۔۔ چھو۔۔۔۔۔ اس۔۔۔۔۔ نے" ماہ نوش نے ٹوٹا پھوٹا جملہ ادا کیا۔ وہ زینہ کے سینے میں سر چھپائے رو رہی تھی۔

"ہما۔۔۔۔۔ ہاتھ۔۔۔۔۔ پکڑا۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ ہمیں۔۔۔۔۔ ہمارے۔۔۔۔۔ چہرے
پر۔۔۔۔۔"

خمار عشق نادر خان

اس کا نازک بدن جھٹکوں کی زد میں لرز رہا تھا۔

"کس نے۔۔۔؟" پہلے تو زینہ کو سمجھ نہیں آیا لیکن اچانک ہی اس کی نظر میں منصور گل شیر خان کا خون میں لت پت وجود اور ولی کی آنکھوں میں اتر خون گھوم گیا۔

وہ ایک منٹ میں سب سمجھ چکی تھی۔

"نوشی گڑیا۔۔۔ ادھر دیکھو۔۔۔ میری طرف دیکھو چندا۔۔۔" زینہ نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔

"لالہ نے مارا اسے؟" وہ پوچھ رہی تھی مگر ماہ نوش نے نہ میں سر ہلایا۔ زینہ اچھنبے سے اسے دیکھنے لگی۔

"ہم نے۔۔۔ ہم نے اسے مار ڈالا۔۔۔" ماہ نوش کہہ کر پھر سے رونے لگی۔

"نوشی۔۔۔ نوشی۔۔۔ چندا وہ مرا نہیں ہے۔ زخمی ہے بس۔" زینہ اس کی کمر سہلاتی کہہ رہی تھی۔

ماہ نوش نے رونا بند کر کر زینہ کو اپنی سبز آنکھوں سے دیکھا۔ اب وہاں خوف کی جھلک دکھ رہی تھی۔

"تم یہاں بیٹھو ادھر آؤ۔ لالہ ہیں، بابا ہیں، چچا ہیں۔ کچھ نہیں ہو گا تمہیں۔" زینہ اسے دلا سے دیتی بیڈ پر

بٹھانے میں کامیاب ہو گئی۔

"لالہ نے کہا۔۔۔ لالہ نے کہا کہ میں وہاں نہیں تھی۔" ماہ نوش کو یاد آیا کہ ولی نے اسے کیا سمجھایا تھا۔

اس نے زینہ کے ہاتھوں پر اپنی گرفت مضبوط کی۔

خمار عشق نادر خان

"آپی۔۔۔ لالہ کو کچھ ہو گا تو نہیں۔۔۔؟ لالہ نے کہا کہ۔۔۔ وہ کہہ دیں گے انہوں نے اسے مارا ہے۔۔۔"

"نہیں ہو گا، انشاء اللہ۔ نہ تمہیں کچھ ہو گا اور نہ لالہ کو۔" زینہ نے مضبوط لہجہ میں کہا تھا۔
اس کی نظر اچانک ہی ماہ نوش کی کلائیوں ہر پڑی تھی۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ ولی نے الزام اپنے سر اسی لئے لیا ہے تاکہ ماہ نوش کی بدنامی نہ ہو۔

وہ انیس سال کی چھوٹی سی لڑکی۔ اس وقت خوفزدہ ہرنی کی طرح کانپ رہی تھی۔
"نوشی! تمہیں خود پہ قابو پانا ہو گا۔ میں تمہاری پٹی کروں گی۔ لیکن پہلے تم میرے ساتھ چلو۔ ہم منہ دھوئیں گے۔ لالہ نے تمہیں سمجھایا ہے نہ؟ کسی کو بھی پتہ نہ لگے کہ تم اس کمرے میں تھی۔" زینہ کی آواز پر ماہ نوش نے سر ہلایا تھا۔
وہ اسے لیے باتھ روم میں آئی۔

ماہ نوش نے ٹھنڈے پانی کے چھپاکے اپنے چہرے پر جا بجا مارے۔
وہ اب رو نہیں رہی تھی۔

اس نازک جان میں مزید رونے کی سکت نہیں بچی تھی۔

زینہ نے نرمی سے اس کا ہاتھ دوبارہ تھاما اور اسے کمرے میں لے کر آئی۔

خمار عشق ناز خان

ماہ نوش کو بیڈ پر بٹھا کر زینہ دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر لائی۔

چوڑیوں کے ٹکڑے چمٹی کی مدد سے دھیرے سے نکالے۔ خون جو رس رس کر بند ہو گیا تھا، چوڑی نکالنے کی وجہ سے کٹس میں سے پھر سے رسنے لگا۔

زینہ نے آہستگی سے زخم صاف کر کے ٹنکچر لگایا۔

شکر تھا کہ زخم گہرے نہیں تھے۔ وہ احتیاط سے پٹی باندھنے لگی۔

"نوشی گڑیا۔ ابھی تھوڑی دیر میں ہم باہر چلیں گے۔" زینہ اسے سمجھانے لگی۔

"سب کو یہی لگے گا کہ تم اس لیے رو رہی تھی کیونکہ منصور تمہارا منگیترا ہے اور لالہ تمہارے بھائی ہیں۔ اس کمرے سے باہر اب یہ بات مت کرنا۔ تم بھلے ہی خود کو اس درندے سے بچانے میں کامیاب ہو گئی ہو لیکن لوگ رائی کا پہاڑ بنادیں گے۔ تم سمجھ رہی ہونہ؟"

زینہ کو اتنا تواں دازا ہو گیا تھا کہ ماہ نوش کی عزت محفوظ تھی اور وہ خود کو بچانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ولی کی پستول کی ساری گولیاں منصور کے سینے میں اتر چکی ہوتیں۔

"تمہیں کہیں اور چوٹ لگی ہے؟" زینہ اس سے پیار سے پوچھنے لگی۔ جس پر ماہ نوش نے نہ میں سر ہلایا۔

زینہ نے اسے درد دور کرنے کی دوا دی اور پانی کا گلاس پکڑا دیا۔ ماہ نوش نے گھونٹ گھونٹ کرتے وہ پانی پیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

وہ کافی حد تک سنبھل گئی تھی اسے ہر حال میں لالہ کی بات ماننی تھی اور زینہ آپنی اسے جو سمجھا رہی تھی وہ اسے سمجھ آ رہا تھا۔ زینہ نے ماہ نوش کے بال ٹھیک کرنے میں اس کی مدد کی۔ وہ اسے ساتھ لیے باہر کی جانب بڑھی تھی۔



ولیمہ کی تقریب جلد اختتام کو پہنچ گئی تھی۔ وہ لوگ اس وقت اسکندر مینشن کے ہال میں بیٹھے تھے۔
"شکر ہے سب اچھے سے انجام پایا۔" اسکندر صاحب نے کہا۔
"بس یہ جمیلہ پھپھو نے بلا وجہ محاذ کھڑا کر دیا تھا۔" عرثمان کو شدید غصہ تھا۔ وہ باپ کے لحاظ میں کچھ کہتا نہیں تھا لیکن اس وقت اس سے ضبط نہ ہو سکا۔
"تو آئندہ اس کو بلانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ میرے بچوں کی خوشیوں میں رولا ڈال رہی تھی۔"
راحمہ بیگم بھی کم غصہ میں نہیں تھیں۔
"وہ تو بابا آنے آپ بالکل صحیح وقت پر آ گئیں۔" التان نے دادی کے ہاتھوں پر عقیدت سے بوسہ دیا۔
"بھی میں اب سونے جا رہی ہوں۔" راحمہ بیگم پوتے کے سر پر ہاتھ پھیرتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں تھی۔
"نیشا تم بھی کیا سوچ رہی ہو گی ہال میں یہ سب دیکھ کر۔" دریا کو بہو کی فکر تھی۔

خمار عشق نادر خان

وہ سب صوفوں پر آرام دہ طریقوں سے براجمان تھے۔ زینت بی چائے اور کافی سرو کر رہی تھیں۔
دریا کی بات سن کر نیشاپناشر ارہ اور میکسی سنبھالتی اٹھی تھی اور دریا کے برابر جا بیٹھی تھی۔
"آنے میں کچھ بھی نہیں سوچ رہی۔ آپ سب لوگ بہت اچھے ہیں۔ میں بہت خوش قسمت ہوں کہ مجھے التان نے اپنایا ہے۔" وہ گلوگیر آواز میں کہہ رہی تھی۔
التان کو اس وقت اس کی چھوٹی سی سرخ ہوتی ناک اتنی کیوٹ لگی تھی۔
اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو وہاں سے اٹھا کر لے بھاگے اور اس پر اپنی شدتیں نچھاور کر دے۔ لیکن وہ بے چارہ سب کے لحاظ میں کڑوی کافی کے گھونٹ بھرتا رہا۔
دریا نے البتہ آگے بڑھ کر اپنی بہو کو گلے لگا لیا تھا۔
"ہم بھی خوش نصیب ہیں کہ تم ہمارے خاندان کا حصہ بنی ہو۔" وہ دونوں ساس بہو آنسو بہانے لگیں تو ارمغان نے مداخلت کی۔
"آنے! گڑیا! بس بھئی۔ خوشی کے موقع پر کون روتا ہے؟" ارمغان نے کہا تو عرشان نے فوراً ماحول خوشگوار کرنے میں حصہ ڈالا، "اور کیا آنے۔ ایسا لگ رہا ہے ہم التان کی رخصتی کر کر آئے ہیں۔"
اس نے کہا تو دریا اور نیشاد دونوں کی ہنسی چھوٹ گئی۔
فرہاد نے دریا کے چہرے پر بکھری مسکان کو دیکھا تو خود بھی طمانیت سے مسکرائے۔

خمار عشق نادر خان

صرف ان سے محبت کی پاداش میں دریا نے ہمیشہ بہت کچھ برداشت کیا تھا۔
وہ اپنا ملک، اپنے لوگ سب چھوڑ کر یہاں بس گئی تھیں۔ پھر بھی آج جمیلہ آپا نے ان کے ساتھ بہت برا برتاؤ کیا تھا۔

فرہاد کو دریا سے معافی مانگنی تھی وہ اپنی جان سے زیادہ اس عورت سے محبت کرتے تھے۔ تب ہی تو سب کچھ چھوڑ کر انہیں اپنا جیون ساتھی بنالائے تھے۔

وہ دھیرے سے اٹھے تھے اور دریا کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔
"چلیں دریا۔ آپ لوگ بھی اب آرام کریں۔" وہ اپنی بیوی کا ہاتھ تھامتے وہاں سے چلے گئے تھے۔
دریا ان کی حرکت پہ کچھ گلابی ہوئیں تھیں۔

عرشمان اور ارمغان معاملہ کی نزاکت سمجھتے فوراً ہی منظر سے غائب ہوئے تھے۔
التان نے کافی کا کپ ایک طرف رکھا تھا اور چل کر نیشا کے پاس پہنچا تھا جواب رونے کے بعد سوں سوں کرتی اپنے آنسو ٹشو سے صاف کر رہی تھی۔

"نیشا؟" التان نے اسے پکارا تو اس نے سر اٹھایا۔
"ہیم؟" دوسرے ہی پل التان نے اسے بانہوں میں بھرتے صوفہ سے بیٹھے ہی اٹھالیا تھا۔
"ارے... "نیشا نے دھیمی آواز میں احتجاج کیا تھا لیکن التان کا کالر مضبوطی سے تھاما تھا۔

خمار عشق نادر خان

وہ اس کی آنکھوں سے عیاں جزبات دیکھتی ساکت ہوئی تھی۔

التان لمبے لمبے ڈگ بھرتا سیڑھیوں تک آیا تھا اور چند منٹ میں وہ اپنے کمرے کے دروازے پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے ہینڈل گھما کر کھولا لیکن اگلے ہی لمحے وہ ٹھٹک گیا تھا۔

کمرے میں لیمپ کی زرد روشنی کے ساتھ ساتھ بیڑی آپریڈ کینڈلز کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ بیڈ کے چاروں طرف پھولوں کی لڑیاں لٹک رہی تھیں۔ کمرے میں گلاب، للی اور ٹیوب روز کی بھینی بھینی مہک پھیلی تھی۔

ینیشا اور التان نے خوشگوار حیرت سے یہ ساری سجاوٹ دیکھی۔ التان اب بھی اسے اٹھائے ہوئے تھا۔ کمرے کا دروازہ وہ اندر آتے ہوئے لاک کر چکا تھا۔ "التان یہ سب کتنا خوبصورت ہے۔" ینیشا کی آواز میں کھنک تھی۔

"میری نظر میں تو اس وقت خوبصورت کہلانے کا حق صرف میری بانہوں میں قید میری بیوی کا ہے۔" التان نے آنچ دیتے لہجہ میں کہا تو ینیشا بلش ہوئی کمرے میں سب گلابوں کی ہم رنگ ہو گئی۔ التان نے آگے بڑھ کر اسے بیڈ پر بٹھایا تھا اور خود اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔ ینیشا سمجھنے کی کوشش ہی کر رہی تھی۔ تب ہی التان نے اپنی جیب سے ایک مچھلی ڈبیاز نکالی تھی۔

خمار عشق ناز خان

اس کے ہاتھوں میں نازک سی سنہری پازیب دمک رہی تھی۔ التان نے نیشا کا پاؤں اپنے گٹھنے پر رکھا اور اس کے شرارے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

نیشا نے گھبرا کر پیر پیچھے ہٹنا چاہا لیکن التان نے اس کی ایڑی تھام کر اس کی کوشش کو ناکام بنایا تھا۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بنا کچھ کہے بھی اسے خود سے دور جانے کے ارادے سے باز رکھ رہا تھا۔ التان نے ہاتھ بڑھا کر نیشا کا شرارہ اوپر کھسکایا تھا۔ وہ اس کے نازک پیوں میں وہ سنہری لڑی پہنانے لگا۔

نیشا کے سپید پیروں میں مقید ہو کر وہ طلائی پازیب اور دمکنے لگی۔ التان نے نرمی سے اپنی انگلیاں اس کے پاؤں میں بندھی پازیب پر پھیری تھیں۔ نیشا ہولے سے مسکرائی تھی۔

التان کی انگلیوں نے اچانک ہی اوپر کا سفر شروع کیا تھا۔ نیشا کی جان خشک ہوئی تھی۔ اس کا دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا جیسے پسلیاں توڑ کر باہر ہی نکل پڑے گا۔ وہ اس کی نرم اور گداز پنڈلیوں کو سہلا رہا تھا اور نیشا کے لیے اس کی قربت کے تقاضے سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ اس کا حلق خشک ہونے لگا۔

خمار عشق نادر خان

وہ پیچھے سرکنے کی ناکام کوشش کرتی۔ اپنے بھاری شرارہ کو اوپر کی جانب سرکتے دیکھ رہی تھی۔ التان کا ہاتھ بڑے استحقاق سے اس کے گٹھنے پر پہنچ چکا تھا۔

وہ اس کے لمس پہ کانپتی، آنکھیں موند گئی۔ التان کی پیش رفت مزید بڑھتی گئی اور نیشا کی برداشت کی حد ختم ہوئی تھی۔

وہ ایک جھٹکے سے اس کی بانہوں میں سمائی تھی۔ اس کے سینے سے لگی وہ اپنا آپ اس میں چھپا گئی تھی۔ اس کا یہ خود سپردگی کا انداز التان کے دل کی دھڑکن کو اور بڑھا گیا تھا۔

اس نے اپنی نازک سی بیوی کو بازوؤں میں بھرا تھا اور دھیرے سے اس کے لبوں پر اپنے لب رکھتا وہ اپنی محبتیں اس پر شدتوں سے لٹانے لگا۔



حویلی کے بڑے کمرے میں موجود سب نفوس خاموش تھے۔ سب آنے والے وقت کے بارے میں گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔

شہرام خان اپنی براق سفید قمیض پر سیاہ واسکٹ پہنے، اپنی سرداری کی نشانی اپنی پگ کو فخر سے سر پر سجائے بیٹھے تھے۔

خمار عشق نادر خان

ان کے دائیں طرف ان کے بیٹے اکرم خان تھے جو آج سلیٹی رنگ کے شلوار قمیض اور واسکٹ میں ملبوس تھے۔ اس وقت ان کے چہرے پر تفکر کی لکیروں نے جال بنا رکھا تھا۔

شہرام کے بائیں طرف ان کے داماد محسن خان تھے۔ جن کی آنکھوں میں اپنی بیٹی ماہ نوش کے لیے کرب صاف ظاہر تھا۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ ان کی بیٹی کا سہاگ بسنے سے پہلے ہی اجر گیا۔

وہ نہیں جانتے تھے کہ جسے وہ اپنی بیٹی کا محافظ بنانا چاہتے تھے موقع پاتے ہی آج اس نے اس کے ساتھ دست درازی کی کوشش کی تھی۔

وہ تو اللہ نے ان کے نصیب میں ایسا غم نہیں لکھا تھا۔

ماہ نوش نے بہادری سے منصور گل شیر خان کا مقابلہ کر کر اس کے سر پر زبردست وار کیا تھا۔ اس حقیقت سے ماہ نوش کے علاوہ دواور نفوس واقف تھے۔

ایک تو سامنے بیٹھا اس کا بڑا بھائی تھا، ولی اکرم خان۔ جس نے اپنی بہن کو بچانے کی خاطر یہ الزام اپنے سر لے لیا تھا کہ گھر کے ہونے والے داماد سے لڑائی کے باعث خود کو بچاتے ہوئے وہ اس پر وار کر بیٹھا۔

اور دوسری تھی، زینہ اکرم خان، جس نے ماہ نوش کو حوصلہ تو دے دیا تھا لیکن اب اس کے خود کی دل کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

کبھی اس کو یہ ہول اٹھتے کہ اگر ماہ نوش خود کو نہ بچا پاتی تو کیا ہو جاتا، کبھی اس کا دل اپنے بھائی کے لیے فخر سے لبریز ہو جاتا۔ اس کے ماں جائے نے بہن پر آنچ نہیں آنے دی تھی اور کبھی اس کا دل یہ سوچ کر ڈوبنے لگتا کہ اگر جرگہ میں کوئی ایسا ویسا فیصلہ ہو گیا تو کیا ہو گا۔

اس سب کے درمیان بیٹھی ماہ نوش بالکل ساکت تھی۔

اس کی کم سن آنکھوں نے اپنے ہونے والے شوہر کو لے کر زیادہ نہیں پر چند خواب تو دیکھے ہی تھے۔ اب ارمانوں کی سیج اجڑی تو اجڑی اس کے اندر ایک شدید عدم تحفظ کا احساس جگا گئی۔ وہ اپنے گھر میں تھی۔ اپنوں سے گھری ہوئی اور ایسے میں وہ دیدہ دلیری سے دندناتا گھس آیا تھا۔

وہ اسے گناہ کے دلدل میں گھسیٹنا چاہتا تھا۔ اس کے غلیظ ارادوں نے اسے تمام مردوں کی نیتوں پر شک کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

وہ سر جھکائے بیٹھی ہونٹ کاٹ رہی تھی۔ اس کی حالت پر اس کی ماں جمانہ محسن خان اپنے سہاگ کے اجڑنے کا ڈر سمجھ رہی تھیں۔

وہ دل مسوس کر اس وقت کو کوس رہی تھیں جب انہوں نے ہونے والی سمدھیانے کو دعوت پر بلایا تھا۔ ان سب میں ایک انسان اور تھی جو دو جانوں کی ذمہ داری اٹھائے ہوئے تھی۔ جس کی آنکھوں کے گوشوں پر بار بار نمی ابھر رہی تھی۔

خمار عشق نامر خان

ارزش ولی خان، جس کا شوہر اس کی جان، خطرے میں تھا اور وہ ضبط کی انتہا پر ساکن لبوں سے اسے تک رہی تھی۔



ارمغان نہاد ہو کر تازہ دم ہو چکا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ اب چند بزنس کالز اٹینڈ کرے گا جو انٹرنیشنل مارکیٹ سے ملحقہ تھی۔ اس نے اپنا فون اٹھایا تو ماتھے پر شکنیں نمودار ہوئیں۔

"شاہنواز کی بارہ مسڈ کالز! اللہ خیر کرے۔" اس کی نیلی آنکھوں میں تشویش کے سائے لہرائے اور اس نے کال بیک کا بٹن پریس کیا۔

پہلی بیل پر ہی فون کنکٹ ہو گیا۔

"سرایک اہم خبر ہے۔" شاہنواز کی آواز میں پریشانی تھی۔

"کیا بات ہے شاہنواز؟" ارمغان کا یہ پرسنل گارڈ اس کا دستِ خاص تھا۔

زینہ سے ترکی میں الگ ہونے کے خیال سے ہی ارمغان کے دل کو کچھ ہوا تھا اسی لئے اس نے اپنا ایک بندہ زینہ کی حفاظت پہ مامور کیا تھا۔

وہ بندہ زینہ کا پیچھا کرتے اس کی حویلی کے آس پاس ہی تعینات تھا۔ ارمغان تک خبریں شاہنواز پہنچا رہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"سرحولی میں آج دعوت تھی۔"

"میں جانتا ہوں یہ بات۔" ار مغان کو باتیں دہرانا پسند نہیں تھا۔

"وہاں میڈم کے بھائی ولی خان کی کسی سے جھڑپ ہو گئی، مقابل اس وقت بے ہوش ہے مگر حالت کریٹیکل ہے۔ مسئلہ یہ ہے سر کہ وہ بندہ علاقے کے اثرورسوخ رکھنے والے سردار گل شیر خان کا بیٹا ہے۔" وہ اتنا کہہ کر سانس لینے لگا۔

"تو اب جرگہ بیٹھے گا اور فیصلہ ولی خان کے خلاف ہو گا؟" ار مغان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"سر ہمارے بندے نے اندر کی خبر دی ہے کہ۔۔۔" شاہنواز اپنی بات پوری کرنے سے جھجک رہا تھا۔
"اپنی بات مکمل کرو۔" ار مغان نے سرد آواز میں حکم دیا۔

"وہ۔۔۔ ونی کا فیصلہ مانگیں گے۔" شاہنواز کی بات مکمل ہوئی ہی تھی کہ ار مغان زوردار آواز میں گرجا،
"کس کی جرات ہوئی؟" اس کی نیلی آنکھوں میں ایک بہت خوفناک تاثر نظر آ رہا تھا، وہ اپنی جگہ سے
کھڑا ہو چکا تھا۔ بازو کے پٹھے کھچ گئے تھے اور گردن کی رگیں تن گئی تھیں۔

"شاہنواز ایک ٹیم تیار کرو۔ میں وہاں صبح ہونے سے پہلے پہنچ جاؤں گا۔" کسی گیدڑ نے شیر کو لکار دیا
تھا۔ اور شیر چاہے تو اسے ایک ہی جست میں چیر پھاڑ کر برابر کر دے اور یہی اب ہونے والا تھا۔



خمار عشق نامر خان

قسط نمبر 17

#خمارِ عشق

#رائٹر_نازخان

☢ کاپی پیسٹ کرنے سے اجتناب کریں۔ کسی بھی ویب سائٹ پر اپلوڈ کرنے سے پہلے اجازت طلب کریں۔ ☢



ارمغان نے فون بند کیا تو اس کی آنکھوں میں ایک بہت خوفناک سا تاثر تھا۔
زینہ کے لئے وہ بہت پوزیز یو تھا۔ یہ دودن اس نے اس کی جدائی میں ماہی بے آب کی طرح گزارے تھے۔

وہ فون بستر کی طرف اچھال کر اضطراب سے کمرے کے چکر لگانے لگا۔
"کیسے بچاؤں اسے !!!" ارمغان نے اپنے بالوں میں اپنی انگلیاں پھنسائیں تھی۔
اس کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔ کسی بھی قیمت پہ وہ زینہ کو ایک فرسودہ رسم کی بھیٹ چڑھنے نہیں دے سکتا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے سراٹھایا تھا۔ ارمغان فرہاد اسکندر نیچے پر پہنچ چکا تھا۔

خمار عشق نادر خان

اس نے آگے بڑھ کر اپنا فون دوبارہ اٹھایا تھا۔ ایک نمبر ڈائل کیا تھا جنہوں نے رات کے اس پہر بھی دوسری بیل پر فون ریسو کیا تھا۔

"ارشاد صاحب۔" ارمان نے فون کنیکٹ ہوتے ہی اسکندز کے خاندانی وکیل کا نام لیا تھا۔
"جی ارمان صاحب۔"

ارشاد مکرم ایک ادھیڑ عمر آدمی تھے۔ فرہاد صاحب کے ساتھ وہ پچھلے بیس سال سے کام کر رہے تھے۔ وہ ان کے ذاتی عمور کی دیکھ بھال کرتے تھے جبکہ بزنس ڈیلز کے لئے ان کی ماتحتی میں ایک بڑی ٹیم کام کرتی تھی۔

"ارشاد صاحب ایک چیز کا بندوبست کرنا ہے لیکن صبح ہونے سے پہلے مجھے شہر سے باہر پہنچنا ہے اور وہ ڈاکیومنٹ مجھے درکار ہوگا۔" ارمان انہیں تفصیل بتانے لگا۔
پوری بات سمجھنے کے بعد ارشاد صاحب مستعدی سے کھڑے ہو چکے تھے۔

"آپ فکر نہ کریں ارمان صاحب، میں استنبول فون کرتا ہوں۔ دو گھنٹے میں وہ دستاویز آپ تک پہنچ جائے گی۔"

"ارشاد صاحب دو گھنٹے بہت زیادہ ہیں۔ مجھے وہ دستاویز ایک گھنٹے کے اندر چاہیے۔" ارمان نے سر داور دو ٹوک لہجے میں کہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

اسے یہاں سے نکلنا تھا۔ تین گھنٹے کا راستہ ہی تھا، صبح ہونے سے پہلے اسے زینہ کے پاس پہنچنا تھا۔
"جی میں پوری کوشش کرتا ہوں۔"

ارشاد صاحب نے کوئی بحث نہیں کی۔ انہیں پتہ تھا کہ ارمان اسکندر اگر کچھ طلب کر رہا ہے تو وہ اسے ہر حال میں چاہیے۔ وہ نہ سننے کا عادی نہیں تھا۔

"اور ایک بار بات" ارمان نے انہیں دوبارہ مخاطب کیا تھا۔ وہ انہیں پھر سے کچھ ضروری ہدایات دینے لگا۔

ارشاد صاحب چونک تو رہے تھے لیکن وہ کوئی تبصرہ نہیں کر سکتے تھے۔

وہ جیسے جیسے اس کی بات سن رہے تھے ان کے ماتھے پر پسینہ کی بوندیں چمکنے لگیں تھیں۔

فرہاد صاحب کو جب معلوم ہو گا تو وہ ان سے باز پرس کریں گے، ناراض بھی ہونگے لیکن ارمان اسکندر کے فیصلے کو اس کے والد بھی چیلنج نہیں کرتے تو وہ، اس کے وکیل کون ہوتے تھے۔

"جی بہتر ارمان صاحب۔ ایبٹ آباد میں سارا انتظام کر دیا جائے گا۔" انہوں نے جواب دیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔" ارمان نے فون بند کیا تھا اور اپنا سفری بیگ تیار کرنے لگا تھا۔

وہ جو کرنے جا رہا تھا اس طرح سے کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن اب مجبوری تھی۔

خمار عشق نادر خان

اگر وہ یہ قدم نہ اٹھاتا تو وہ زینہ کو ہمیشہ کے لیے کھودیتا اور ار مغان فرہاد اسکندر زینہ اکرم خان کو کسی قیمت پر بھی کسی اور کا ہونے نہیں دے سکتا تھا۔

وہ باہر نکلا تو عرشان جو اپنے کمرے سے نکل کر جم کی طرف جا رہا تھا اسے دیکھ کر رکا۔

"آبی؟ کہیں جا رہے ہیں؟" عرشان نے بیگ دیکھ کر پوچھا تھا۔

"عرش تم سوئے نہیں؟" ار مغان نے الٹا سوال پوچھا۔

"آبی پتہ نہیں کیوں آج میرا دل گھبرا رہا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے میرا کوئی اپنا کسی تکلیف میں ہے۔"

عرشان نے اپنے دل کے احساسات بڑے بھائی کے سامنے عیاں کیے۔

شام سے ہی وہ عجیب سے واہموں میں گھر رہا تھا۔ بنیادی طور پر عرشان کا مزاج حساس تھا۔ اس کی انٹیوشن کبھی غلط نہیں ہوتی تھی۔

جس رات ار مغان کے ساتھ حادثہ ہوا تھا عرشان کو ایسا ہی محسوس ہوا تھا لیکن وہ اسے التان کے ساتھ ہوئے واقعات کے تناظر میں سمجھتا رہا۔

اب آج شام سے ہی اس کے سب گھر والے اس کی آنکھوں کے سامنے محفوظ تھے لیکن عرشان بہت بے چین تھا۔

خمار عشق نادر خان

ابھی بھی وہ سو نہیں پا رہا تھا تو جم میں کچھ دیر ورزش کر کر سونے کا ارادہ کر رہا تھا۔ اب ارمغان کو یوں سفر کے لیے تیار دیکھ کر وہ چونکا تھا۔

"عرش" Sevgimi kurtaracağım

(میں اپنی محبت کو بچانے جا رہا ہوں۔)

ارمغان کی بات پر عرشان نے سراٹھایا تھا۔

اس کی سیاہ آنکھوں میں حیرت در آئی تھی۔ اس نے اپنے آبی کی نیلی آنکھوں میں جھانکا جہاں ایک

اضطراب ہلکورے کے رہا تھا۔ ایسے تو اس نے انہیں کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"آبی میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔" عرشان نے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ دونوں؟" التان کی آواز پر ان دونوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔

"تیار ہو جاؤ بیٹا، ہم بھابی کو بچانے جا رہے ہیں۔" عرشان نے شرارت سے کہا تھا۔

التان نے اپنے ہونٹ سیٹی بجانے کے سے انداز میں سکیرٹے تھے۔ اس کے چہرے پر اچانک ہی بڑی

جاندار چمک آئی تھی۔

"چلیں۔ میں بھی بارات میں شامل ہوں۔"

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

التان اور عریشان لباس تبدیل کرنے کے لئے اپنے کمرے کی طرف دوڑے تھے۔ جبکہ ارمغان نے ایک بار اور کال ملائی تھی۔



"ارزش؟" ولی کی آواز پر ارزش نے تڑپ کر دیکھا تھا۔
وہ جو سبکدوش کو تھپک تھپک کر سلاچکی تھی فوراً ہی بستر سے اتر کر اس کی طرف لپکی تھی۔
ولی نے اس کے کانپتے وجود کو اپنے مضبوط حصار میں لیا تھا۔
"خان؟ اب کیا ہوگا؟" وہ اس کے سینے سے لگی پوچھ رہی تھی۔
ولی نے اپنی عزیز از جان بیوی کی آنکھوں میں خوف کے سائے دیکھے تو اس کا دل تڑپ گیا۔
وہ چاہ کر بھی اپنی جان کو اس کرب سے نہیں نکال سکتا تھا۔ اس کی بہن کی عزت اس کے لئے مقدم تھی۔

"ارزش کچھ نہیں ہوگا۔" ولی اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھتا کہہ رہا تھا۔
"اگر آپ کو کچھ ہوا خان تو میں۔۔۔۔" ارزش اپنی بات مکمل کرتی اس سے پہلے ہی ولی نے اس کے لبوں پر اپنی انگلی رکھی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"کچھ۔ نہیں۔ ہوگا۔ اللہ مظلوم کی مدد کرتا ہے اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس وقت منصور گل شیر خان مظلوم نہیں ہے۔" ولی کی آواز میں دکھ تھا۔

"خان مجھے آپ پر پورا بھروسہ ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ آپ نے کسی وجہ سے ہی ایسا قدم اٹھایا ہوگا۔" ارزش نے اس کا بازو تھامتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"بس پھر تم پریشان بھی مت ہو۔ انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" ولی اسے خود میں بھینچتا کہہ رہا تھا۔ تب ہی اس کے فون کی گھنٹی بجی تھی۔

ایک ہاتھ سے ارزش کو سنبھالے، دوسرے ہاتھ سے فون نکالتا وہ بنا نمبر دیکھے ہی فون کان سے لگا گیا تھا۔

"ہیلو۔۔" ولی نے دوسری طرف مخاطب کی بات سنتے ارزش کا گال تھپتھپایا تھا۔

"ایک منٹ۔۔" وہ فون کان سے لگتا کمرے سے باہر نکل کر اسٹڈی کی طرف بڑھا۔

"جی اب کہیے آپ کون بات کر رہے ہیں؟" ولی نے غور سے فون سے آتی آواز کو سننا شروع کیا۔ اس کے ماتھے پر پہلے شکنوں کا جال بنا لیکن آہستہ آہستہ وہ مطمئن ہونے لگا۔

التان کمرے میں آیا اور تیزی سے اپنی جیکٹ نکال کر پہننے لگا۔ نیشا بے خبر سو رہی تھی۔

خمار عشق نامر خان

وہ خود بھی تھوڑی دیر پہلے ہی شاہ لے کر آیا تھا اور سونے ہی والا تھا جب پانی کا جگ خالی پا کر کچن چلا آیا تھا۔ تب ہی اس نے عریشان اور ارمان کو دیکھا تھا۔

اب ایسا تو ہو نہیں سکتا تھا کہ ارمان کو ان کی مدد چاہیے ہو اور وہ پیچھے ہٹ جائیں۔ وہ اپنے بھائیوں کے لئے پہاڑ کی چوٹی بھی سر کر سکتا تھا۔ یہ تو صرف ایک سفر تھا۔

وہ گاڑی کی چابی اور والٹ جیب میں رکھتا ہوا نیشا کے پاس آیا تھا۔

اس کے سرہانے بیٹھتے اس نے اس کے چہرے پر آئی لٹ کو پیچھے کیا تھا۔

وہ سوتے میں بھی کتنی حسین لگ رہی تھی۔ التان نے جھک کر اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھے تھے۔ اس کے چہرے پر یہ دیکھ کر مسکراہٹ آئی تھی کہ اس کی بیوی اتنی بے خبری سے سو رہی تھی۔

قصور اس میں خود التان کا اپنا تھا جس نے اس کو اپنی شدتوں میں گھیر کر اتنا ہلکا کر دیا تھا۔ وہ اس پر ایک بھرپور نگاہ ڈالتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"کل لازمی نیشا کے لیے فون منگوانا ہوگا۔" التان کو ایک بار پھر نیشا کے پاس فون کی کمی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔

وہ اس کے لئے ایک نوٹ لکھتا سائڈ ٹیبل پر رکھ کر چلا آیا۔ باہر ارمان اور عریشان بھی تیار کھڑے تھے۔

خمار عشق نامر خان

وہ تینوں ایک دوسرے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کرتے باہر نکلے تھے۔ ار مغان نے اپنی پجیر و نکالی تھی۔ جبکہ عر شمان اور التان، عر شمان کی جیب کی طرف بڑھے تھے۔ گارڈز کی تین گاڑیاں ان کے ساتھ تھیں۔ وہ سب سڑک پر نکلے تھے۔

عر شمان نے گروپ کال کر کر ار مغان اور التان کو لائن پہ لیا تھا۔ کانوں میں ایر پوڈ لگائے وہ تینوں ایک دوسرے سے منسلک ہو گئے تھے۔

"آبی ہم جا کہاں رہیں ہیں؟" عر شمان نے پوچھا تھا۔

"وہ ایبٹ آباد کے پاس ایک گاؤں میں رہتی ہے۔" ار مغان نے پن لوکیشن سینڈ کی تھی۔

"آبی یہ گاؤں کی ٹیار بھابی آپ کو کہاں مل گئیں؟" التان نے شرارت سے پوچھا۔

"ترکی میں۔" ار مغان نے مختصراً نہیں بتایا۔

"اوہہہہ! تو انہوں نے آپ کی جان بچائی تھی؟" عر شمان نے پوری بات سن کر کہا تھا۔

"ہاں اور مجھے اب کسی بھی طرح اس کی جان بچانی ہے۔" ار مغان نے کہتے ہوئے اچانک گاڑی سائڈ پر لگائی تھی۔

ارشاد صاحب اپنی گاڑی سے اتر کر کھڑے تھے۔ وہ لپک کر ار مغان کی کھڑکی کے پاس آئے تھے۔

خمار عشق نادر خان

"ارمغان صاحب یہ وہ دستاویزات ہیں جو آپ نے منگوائی ہیں۔ باقی انتظام ایبٹ آباد والے فارم ہاؤس میں کروایا جا رہا ہے۔" ارشد صاحب نے جلدی سے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ ارشد صاحب۔" ارمغان نے بریف کس لے کر سیٹ پر رکھا تھا اور گاڑی تیز رفتاری سے اگے بڑھائی تھی۔

گاڑیوں کا یہ قافلہ موٹروے پر دوڑتا چلا جا رہا تھا۔ عریشان اپنی شال اوڑھے پیسجر سیٹ پر منتقل ہو چکا تھا جبکہ التان مہارت سے جیپ ڈرائیو کر رہا تھا۔ فضا میں صبح ہونے کے آثار پیدا ہو چکے تھے۔ وہ صرف راستے میں فجر کی نماز کے لیے رکے تھے ورنہ ان کا یہ قافلہ ہوا سے باتیں کر رہا تھا۔



صبح کا اجالا پھیل چکا تھا۔ خان حویلی میں سب نفوس خاموش تھے۔ رات پریشانی کے سبب سب نے آنکھوں میں کاٹی تھی۔

شہرام خان، اکرم خان، محسن خان اور ولی خان، بے داغ لباس پہنے نکھرے نکھرے سے جرگہ میں جانے کے لیے تیار تھے۔

شہرام خان اپنی پگ سنبھالتے کہنے لگے: "چلو اکرم، گل شیر خان اپنے حامیوں کے ساتھ پہنچنے والا ہوگا۔ محسن تم نے اپنے لوگوں کو بتا دیا ہے؟" وہ اب اپنے بھتیجے اور داماد سے پوچھنے لگے،

خمار عشق نادر خان

"جی آغا جان۔ انشاء اللہ فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا۔"

"چلو ولی خان۔ اپنا سراٹھا کر چلو۔" شہرام خان کو پوتے پر پورا بھروسہ تھا۔

اگر ولی کہہ رہا تھا کہ منصور سے اس نے اپنے آپ کو بچانے کے لیے اس پر وار کیا تھا تو وہ سب اس بات کو سچ مانتے تھے۔

شک و شبہ کی گنجائش نہیں تھی۔ وہ بلاوجہ گھر آئے مہمان کا سر کیوں پھاڑے گا۔

وہ تینوں گاڑیوں کی طرف بڑھے تب ہی ماہ نوش کی آواز آئی تھی۔

"لالہ۔۔" وہ اپنی چادر سنبھالتی دوڑ کر اس کے پیچھے آئی تھی۔

ولی نے پلٹ کر اپنی معصوم بہن کو دیکھا تھا۔ اس کی سبز آنکھوں میں ویرانی تھی۔ چہرہ رور و کر متورم ہو رہا تھا۔

"لالہ سب ٹھیک ہو جائے گا نہ؟" وہ اپنا ہونٹ کچلتی اس سے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں گڑیا۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تم ہمت رکھو۔" ولی اس کے سر پر ہاتھ رکھتا گاڑی میں بیٹھ گیا۔

گاڑی تیزی سے بڑے میدان کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔

READERS CHOICE



خمار عشق نادر خان

مرکزی میدان میں علاقے کے معززین پہنچ چکے تھے۔ دائرے کی شکل میں جرگے میں شریک عملدین وہاں بیٹھ چکے تھے۔

گل شیر خان اپنے بیٹوں کے ساتھ غصہ سے بھرا ہوا ولی کو گھور رہا تھا۔ شہرام خان اپنے گھر والوں کے ساتھ دوسری طرف موجود تھے۔

چونکہ یہ جھگڑا علاقے کے دو بڑے خاندانوں کے درمیان ہوا تھا، راتوں رات ہی یہ خبر آس پاس کے سبھی گاؤں میں پھیل گئی تھی۔ گاؤں کے لوگ بھی ہجوم لگا کر فیصلہ سننے کے منتظر تھے۔ جرگے کی کاروائی شروع کی گئی۔

"سردار صاحبان! ہمارا چھوٹا بیٹا منصور گل شیر خان کل شہرام خان کی دعوت پر اس کی حویلی میں منعقد تقریب میں شامل ہوا۔ وہاں اکرم خان کے بیٹے نے ہمارے بیٹے کے سر پر زبردست وار کر کے اسے زخمی کر دیا۔ ہمارا بیٹا اس وقت زندگی اور موت کے پتھ میں جھول رہا ہے۔ ہم مجرم کو سزا دینے کی اپیل کرتا ہے۔" گل شیر خان کی آواز پر مجمع پر سکتہ چھایا تھا۔

"اکرم خان تمہیں اپنا موقف بیان کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔" جرگے میں موجود مشران دونوں طرف کے حالات سننے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے تھے۔

خمار عشق نامر خان

"یہ سچ ہے کہ منصور گل شیر خان کل ہمارا مہمان تھا مگر وہ نشے کی حالت میں ہمارے بیٹے ولی خان سے لڑپڑا جس کے باعث اپنا بچاؤ کرتے ہوئے ہی ولی نے اس پر وار کیا۔" اکرم خان کی بات مکمل ہوتے ہی گل شیر خان کا بڑا بیٹا جہانگیر چلا یا تھا۔

"یہ سراسر الزام ہے معزز سردار۔ ہمارا بھائی بے قصور ہے۔"

"اصل بات تو وہ خود ہی بتا سکتا تھا پر وہ بے ہوش ہے۔ ہم جاننا چاہتے ہیں کہ کیا سردار گل شیر خان صلح کی کوئی شرائط منوانا چاہتے ہیں؟"

"ہمیں خون بہا میں ساتھ والے گاؤں کی زمین اور سیب کے باغات دیے جائیں کیونکہ ہمارے بیٹے کی منگ وہاں موجود ہے ہی ہم چاہتے ہیں کہ اکرم خان اپنی بیٹی کا نکاح بدلے کے طور پر ہمارے جہانگیر سے کر دے۔" گل شیر خان نے اطمینان سے کہا تھا۔

"ہمارا یہ بھی مطالبہ ہے کہ محسن خان کی بیٹی کا نکاح آج ہی ہمارے بیٹے منصور سے کر دیا جائے۔" انہوں نے مزید کہا تھا۔

جس پر محسن اور اکرم خان طیش سے کھڑے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ سینہ دھوکنی کی طرح پھول پچک رہا تھا۔

خمار عشق نامر خان

"یہ کیا بکواس ہے؟ منصور ابھی زندہ ہے تو آپ خون بہا کیسے مانگ رہے ہیں؟" محسن کی گرجدار آواز گونجی۔ "جب وہ بے ہوش ہے تو اس کا نکاح ہو کیسے سکتا ہے؟"

"ہم رقم دینے کو تیار ہیں لیکن یہ مطالبات ناجائز ہیں۔" اکرم خان کابس نہیں چل رہا تھا کہ گل شیر خان کو گولی سے اڑا دیں۔ زینہ کے بارے میں سوچا بھی کیسے انہوں نے۔ اور یہ بے ہوش انسان سے کیسے نکاح ہو سکتا تھا؟"

"تمہارے غصہ کا کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ہمارا بیٹا بھی ہم کو ایسے ہی پیارا تھا۔ وہ تو تمہارے ساتھ ہمارا رشتہ داری ہے تو ہم نکاح کی بات کر رہا ہے ورنہ ہم تو سیدھا ونی کی بات کرتا۔" گل شیر خان نے اطمینان سے کہا تو اکرم صاحب کی رگیں تن گئیں۔

محسن بھی افسوس سے ماہ نوش کے ہونے والے سسر کو دیکھنے لگا۔

"کیا اس نے اپنی نوش کے لیے غلط گھرانہ منتخب کیا تھا؟" وہ تاسف سے سوچنے لگا۔

"بے غیرت۔۔۔" اکرم خان کے گل شیر خان کو لکارنے سے پہلے ہی اچانک میدان دھول سے بھرنے لگا۔

چار گاڑیوں کا ایک قافلے تیزی سے آکر رکا تھا۔

پچھلی گاڑیوں سے چھلانگیں لگا کر اسلحہ بردار گارڈز باہر آئے اور لپک کر پتھر و کا دروازہ کھولا تھا۔

خمار عشق نادر خان

پجیرو سے نکلنے والی شخصیت کو سب ہی لوگ دلچسپی سے دیکھنے لگے۔

چھ فٹ سے نکلتا ہوا قد، سفید بے داغ رنگت اور بھورے بال۔ آنے والے نے سفید ڈریس شرٹ اور گرے رنگل فری ڈریس پینٹ پہن رکھی تھی جس کا ہم رنگ ویسٹ کوٹ اس کے کثرتی بدن کو نمایاں کر رہا تھا۔

بھورے بال سلیقہ سے سر پر جمے تھے اور آنکھوں پر کالے چشمے کی عینک تھی جسے اس نے عملدین کے قریب پہنچ کر اتارا تھا۔ اس کی نیلی آنکھوں میں موجود تاثر خون جمانے کی حد تک سرد تھا۔
"ابھی یہ کون ہے؟ پہلے ہمارا فیصلہ کرو سردار، اکرم خان کی بیٹی کو ہمارا نکاح میں دو۔" جہانگیر بے صبری کی انتہا پہ تھا لیکن اگلے ہی لمحے اس کی روح فنا ہوئی۔

"کس کی جرأت کہ ارمغان فرہاد اسکندر کی بیوی کا نام اپنی زبان پر لائے؟" ارمغان کی آواز تھی جیسے شیر کی دھاڑ۔ وہاں موجود سب افراد کو سانپ سونگھ گیا۔

ارمغان فرہاد اسکندر جس انداز سے جہانگیر خان کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی تو سٹی گم ہو چکی تھی۔

وہ آدمی اپنی نگاہوں کے تاثر سے ہی اس کی کھال اتارنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

جہانگیر خان نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟" اکرم خان اس خوبرونو جوان کو دیکھ کر ششدر رہ گئے۔

خمار عشق نادر خان

"یہ سچ ہے بزرگوار۔ میں اپنی عزت کا نام یوں سرعام لینے کی پاداش میں کسی کی بھی زبان کھینچ سکتا ہوں۔" ار مغان نے انتہائی ادب سے اکرم خان کو دیکھا تھا۔ جبکہ آخری بات کہتے ہوئے اس نے پھر سے نظروں کا زاویہ اور لہجہ بدلاتھا۔

اس کے تیور دیکھ کر جرگے میں کھلبلی مچ گئی تھی۔ ار مغان جانتا تھا کہ یہ لوگ صرف طاقت کی زبان سمجھتے ہیں اسی لئے وہ ان کو ان ہی کی زبان میں کھلی تنبیہ کر رہا تھا۔

گل شیر خان بھی دلچسپی سے اس نووارد کو دیکھ رہا تھا۔

"میں انہیں جانتا ہوں بابا یہ جو بات کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے۔" ولی نے اطمینان سے جواب دیا تھا۔ ار مغان نے کل رات ہی اس سے فون پر بات کی تھی۔

"جہاں تک ہماری اطلاع ہے۔ اکرم خان کی بیٹی کنواری ہے۔ تو یہ آدمی کیسے اسے اپنی بیوی کہہ رہا ہے؟ کیا اس کے پاس کوئی ثبوت ہے؟" گل شیر خان نے عمائدین سے پوچھا۔

"کیا آپ اپنے رشتہ کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں؟" جرگے میں شامل ایک سردار نے ار مغان کو مخاطب کیا۔

"میں ثابت کر سکتا ہوں۔" ار مغان کے اشارے پر شاہ نواز نے آگے بڑھ کر میرج سرٹیفکیٹ جرگہ قائدین کی طرف بڑھایا تھا۔

خمار عشق نامر خان

"جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں ہماری شادی پچھلے ہفتے ہی استنبول میں انجام پا چکی ہے۔" ار مغان نے کہا تو گل شیر خان کو معاملہ ہاتھ سے نکلتا نظر آیا۔

سچ تو یہی تھا کہ وہ ایک لالچی انسان تھا۔ شہرام خان کی زمینوں اور پیسے پر اس کی ہمیشہ سے نظر تھی۔ اس نے سوچا تھا کہ حویلی کی دونوں سیٹیاں اس کے گھر آجائیں گی تو آہستہ آہستہ شہرام خان کی جائیداد وہ ہتھیلیا لے گا۔ لیکن عین وقت پہ یہ ترک شہزادہ ٹپک پڑا۔



جاری ہے

قسط نمبر 18

#خمارِ عشق

#رائٹر_ناز خان

READERS CHOICE

⚠️⚠️ کاپی پیسٹ کرنے سے اجتناب کریں۔ ⚠️⚠️

This episode contains suicidal themes. ∞

خمار عشق نادر خان

ماہ نوش ولی کے جانے کے بعد دیر تک سڑک کو تکتی رہی۔ اس کو عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔
"سب ٹھیک ہو جائے گا نہ؟" وہ خود کلامی کرتی بھاری قدموں سے واپس اندر داخل ہوئی۔
"زینہ اگر ولی کو کچھ ہو گیا تو میں کیا کروں گی..." ارزش کی سسکیوں کی آواز نے ماہ نوش کے قدم جکڑ لیے۔

"بھابی لالہ بالکل صحیح سلامت واپس آئیں گے آپ خود کو سٹریس مت دیں۔" زینہ کی آواز میں ارزش کی حالت کے پیش نظر تشویش تھی۔

ماہ نوش کا دل کٹنے لگا۔ وہ وہاں مزید نہیں رک سکتی تھی۔

دل بہت گھبرانے لگا تھا۔ بے اختیار ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے باہر کی طرف چل پڑی تھی۔

اس کے قدموں میں تیزی آئی تھی اور اب وہ اندھا دھند بھاگ رہی تھی۔

سڑک پر ایک بوڑھا آدمی اس کے یوں بھاگنے پر اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے روکنے کے لئے آگے بڑھا تھا اور ماہ نوش کو اس میں منصور کی شبیہ دکھی تھی۔

"خبردار! ہاتھ ہٹاؤ۔" وہ اس سے انگلی دکھاتی اور تیزی سے بھاگنے لگی۔

اس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ وہ جتنے ذہنی دباؤ میں تھی اس کا اس وقت پینک ہو جانا فطری عمل تھا۔ وہ بھاگتے ہوئے ایک چھا بڑی والے سے بری طرح ٹکرا گئی، اس کا سامان ادھر ادھر بکھر گیا۔

خمار عشق نادر خان

"اواندھی ہے کیا؟" چھا بڑی والا اپنا نقصان ہوتے دیکھ کر ماہ نوش کی جانب لپکا۔ لیکن وہ اس کو پتھر اٹھاتے دیکھنے پر رک گیا۔

ماہ نوش نے اب پہاڑی کی طرف کا رخ کر لیا تھا۔ چادر پھسل کر گھسٹ رہی تھی۔ اس میں جا بجا جھاڑیاں اور دھول لگ رہی تھی۔ مگر وہ جیسے اپنا ہوش کھو چکی تھی۔

وہ پہاڑی کے کٹاؤ کی طرف پہنچ چکی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بو چھاڑ ہو رہی تھی۔ وہ کھائی کے کنارے پر کھڑی تھی، اس کے ذہن میں ایک بار پھر کل رات کا منظر چلنا شروع ہوا۔ منصور کا اس کا ہاتھ پکڑنا، اسے خود کی طرف کھینچنا، وہ ہزیانی انداز میں رونے لگی۔

"نہیں۔۔۔ رہنا۔۔۔ ہمیں۔۔۔ یہاں۔۔۔"

"مر۔۔۔ جائیں۔۔۔ گے۔۔۔ ہم۔۔۔" وہ سسکتی خود کے وجود سے ہی نالاں تھی۔



"ہاں التان؟" عریشان نے فون کان سے لگایا تھا۔

"میں فارم ہاؤس پہنچ گیا ہوں۔ یہاں پر تقریباً وکیل صاحب نے سب ہی کچھ تیار کروالیا تھا۔ بس ایک انتظام نہیں تھا وہ میں نے کروادیا ہے۔" التان کی آواز میں شرارت تھی۔

شہر سے نکلنے ہی التان ایبٹ آباد والے فارم ہاؤس پر ہی رک گیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

جبکہ عریشان اور ارمان پہاڑوں سے گھری اس وادی میں پہنچے تھے۔ ارمان نے عریشان کو حویلی کی لوکیشن بھیج کر آس پاس رہنے کو کہا تھا۔

ارمان کو شک تھا کہ جرگے میں اپنی ہار کے باعث گل شیر خان کے آدمی ان پر حملہ بھی کر سکتے تھے۔ وہ اپنے گارڈز کے ساتھ اکیلا ہی وہاں گیا تھا۔ اپنے بھائیوں کی جان خطرے میں ڈالنے کا رسک وہ نہیں لے سکتا تھا۔

عریشان اپنی جیب میں بیٹھا اس وادی اور اس کی خوبصورتی میں کھویا ہوا تھا۔ اس کے اندر کا آرٹسٹ بیدار ہو رہا تھا۔

ڈیش بورڈ سے اپنی جیبی سکیچ بک نکالتا وہ مہارت سے اس کے مومی صفحے پر چار کول سے ان خوبصورت کٹاؤ والی چٹانوں کو بنانے لگا۔

ہوا اچانک ہی تیز ہوئی تھی۔ شاید کوئی طوفان آنے والا تھا۔ تب ہی اچانک کوئی چیز عریشان کے چہرے سے آکر لپٹی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کپڑے کو آنکھوں پر سے ہٹایا۔

وہ ایک سرخ آنچل تھا۔ جس کی کناری پر پھندنے لٹکے ہوئے تھے۔ عریشان نے چونک کر دیکھا۔ اس نے اپنی جیب پہاڑی سے نیچے پارک کی تھی۔

"تو کیا یہ آنچل اوپر موجود کسی کی ملکیت تھا؟"

خمار عشق نامر خان

وہ جیب سے باہر آیا تھا۔ اسے ایسا لگا جیسے اس نے کسی لڑکی کے رونے کی آواز سنی ہو۔

"کیا کوئی مصیبت میں ہے؟"

اپنی سلیٹی شال سنبھالتا وہ گن نکالتا اوپر کی طرف بھاگا تھا۔

خطرے کے پیش نظر وہ تینوں بھائی اپنی گنز لے کر نکلے تھے۔ ان تینوں نے ہتھیار چلانے کی باقاعدہ ٹریننگ لے رکھی تھی اور لائسنس شدہ اسلحہ عموماً شکار کے لیے استعمال کرتے تھے۔

عرشمان تیزی سے اونچی نیچی زمین پر بھاگتا پہاڑی پر پہنچا۔

کھائی کے دہانے پہ کوئی نازک سی دوشیزہ کھڑی تھی۔ اس کے بھورے بال دھوپ میں سرخ تاروں کی طرح چمک رہے تھے۔

عرشمان کو احساس ہوا کہ وہ پہاڑی سے کودنے کا ارادہ کر رہی ہے۔

یہ لمحہ بہت نازک تھا اگر وہ اسے آواز دیتا تو اسے دیکھ کر فوراً گود جاتی۔

اسے خاموشی سے اس کے قریب پہنچنا تھا۔ عرشمان دبے پاؤں اس کی طرف بڑھا، گن اس نے جیب میں رکھ لی تھی۔

READERS CHOICE



خمار عشق نامر خان

ینیشا کی آنکھ کھلی تو صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔ وہ انگڑائی لیتی اٹھی اور نظریں التان کی تلاش میں دوڑائیں۔

"یہ التان کہاں چلے گئے؟" اسے کچھ عجیب سا لگا۔

گزری رات کے لمحات یاد کرتی وہ شرم سے دوبارہ لال ہوئی۔

کل التان کے جذبات بہت منہ زور تھے وہ ایک حد تک اس کا ساتھ دے پائی تھی لیکن آخر کار اس کی بس ہو گئی تھی اور وہ اس سے دور جاتی تھکن سے چور ہو کر سو گئی تھی۔ اسے یہی لگا تھا کہ وہ کچھ دیر بعد اسے جگا دیگا لیکن خلاف معمول وہ دن چڑھے تک سوتی رہی تھی۔ ینیشا کے معصوم ذہن میں خوف نے سراٹھایا۔

"کہیں التان اس سے ناراض تو نہیں ہے؟"

وہ اسے ڈھونڈتی اٹھ گئی۔ اس نے اپنا بھاری دوپٹہ اٹھایا تو اس کے کونے سے لگ کر سائڈ کی میز پر رکھی ساری چیزیں بکھر گئیں۔

ینیشا نے دو چار چیزیں اٹھا کر واپس رکھیں لیکن اس کی نظر اس کاغذ کے ٹکڑے پر نہیں پڑی جواب بستر کے نیچے چلا گیا تھا۔

ینیشا اٹھ کر باتھ روم اور ڈریسنگ روم چیک کرنے لگی۔ وہ کمرے میں کہیں نہیں تھا۔

خمار عشق نادر خان

ینیشا کی نظر قد آدم آئینہ پہ پڑی تو اپنی حالت دیکھ کر وہ پھر سے گلابی ہو گئی۔ اس نے سوچا نہاد ہو کر تازہ دم ہو جائے پھر التان کو دیکھتی ہے۔ شاید وہ نیچے ناشتا کر رہا ہو۔

ینیشا نے گلابی رنگ کا انگر کھا منتخب کیا۔ ہلکا سا میک اپ کرتی وہ ہاتھوں میں گلابی چوڑیاں پہنتی بالکل گلابی کڑیا لگ رہی تھی۔ اس کے پاؤں میں التان کی دی ہوئی طلائی پازیب چمک رہی تھی۔ وہ سر پر دوپٹہ لیتی سیڑھیاں اتر کر ڈائینگ ٹیبل کی طرف جا رہی تھی۔ جب ہی زینت بی نے اسے مخاطب کیا۔

"ینیشا بی آپ کے کوئی مہمان آئے ہیں۔ بیگم صاحبہ نے آپ کو بلایا ہے۔"

"میرے مہمان؟ کون ہو سکتا ہے؟" ینیشا سوچتی ہوئی ڈرائنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔

التان اسے اب تک کہیں نظر نہیں آیا تھا شاید وہ بھی آنے کے ساتھ مہمانوں کے کمرے میں تھا۔



ماہ نوش نے ایک نظر نیچے دیکھا، کھائی گہری تھی۔

وہ اب رو نہیں رہی تھی۔ اس کے اندر ایک سناٹا چھا گیا تھا۔

ہوا اچانک تیز ہوئی تھی۔ اس کے بھورے بال اس کی کمر پر پھسلے ہوئے تھے۔

سر کی چادر تو وہ پہلے ہی کہیں گرا چکی تھی۔ اور سرخ اوڑھنی ہوا کے دوش پر اڑ کر نہ جانے کہاں چلی گئی تھی۔ مگر اسے ہوش ہی کہاں تھا۔

خمار عشق نادر خان

وہ کم سن لڑکی اس بات کا بوجھ برداشت کرنے سے قاصر تھی کہ اس کے جرم کی سزا اس کے بھائی کو مل جائے گی۔ وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتی خود کو ختم کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔

اس نے ایک قدم آگے بڑھایا تھا۔۔

تب ہی عقب سے کسی نے بہت زور سے اسے کمر سے تھاما تھا۔

ماہ نوش کے حلق سے خوف کے باعث ایک چیخ بلند ہوئی تھی۔

عرشمان اس کی کمر کو مضبوطی سے تھامے اسے پہاڑی کے کنارے سے دور گھسیٹ رہا تھا۔

ماہ نوش نے اس اچانک افتادہ زبردست مزاحمت کی تھی، عرشمان کو ڈر تھا کہ اگر اسے چھوڑ دیا تو یہ لڑکی کہیں کو دہی نہ جائے۔ وہ اسے نہ چھوڑنے کی کوشش میں اپنا توازن کھو بیٹھا تھا اور وہ دونوں ہی ڈھلان پر لڑھکتے ہوئے گرے تھے۔



گل شیر خان نے اس ترک شہزادے کے وجہ سے رنگ میں بھنگ پڑتے دیکھا تو اس نے فوراً ہی ٹریک تبدیل کیا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"معزز سرداران اگر اکرم خان کی بیٹی پہلے ہی شادی شدہ ہے تو ہمارا مطالبہ ہے کہ ہمیں سیب اور خوبانی کے تین باغ اور چار کروڑ روپے دئے جائیں۔ علاوہ ازیں محسن خان کی بیٹی کو ہمارے جہانگیر سے ونی کر دیا جائے۔" وہ کہہ کر رکاوٹ اور محسن کا ضبط ٹوٹ گیا۔

وہ طیش میں آگے بڑھتا گل شیر پر پل پڑنے والا تھا جب ہی ولی نے آگے بڑھ کر اسے روکا تھا۔

"اس کی نوبت نہیں آئے گی۔ منصور خان ایک اوباش انسان ہے اور ہم اپنے خاندان کی عورت کو ایسے گھر میں بیاہنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔" ولی کی گرجدار آواز پر سب نے اس کی طرف دیکھا تھا۔ ارمغان نے شاہنواز کو اشارہ کیا۔ جس نے ایک فائل عمائدین کی طرف بڑھائی تھی۔

"اس فائل میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ منصور خان کو اسلام آباد اور پنڈی میں قابل اعتراض کلبرز میں کئی مرتبہ دیکھا گیا ہے۔ تصویری شواہد کے ساتھ ساتھ، اس کے کارڈ کی رسیدیں بھی موجود ہیں۔" ارمغان نے سر دلہجے میں کہا تھا۔

ہجوم میں چہ مگوئیاں ہونے لگیں۔ علاقے کے معزز سردار کے بیٹے کے کر توت جان کر سب حیران تھے۔

ارمغان پوری تیاری سے آیا تھا۔ اس کا مقصد صرف زینہ کو ہی بچانا نہیں تھا جب اسے پتا چلا تھا کہ زینہ کی بہن ایک بد قماش انسان کے چنگل میں پھنسی ہے تو اسے اس کو بھی محفوظ کرنا تھا۔

خمار عشق نادر خان

جہانگیر خان بپھر گیا تھا۔

"یہ سب کیا بکواس کرے جارہا ہے؟"

وہ تن فن کرتا ار مغان کی طرف بڑھاتا لیکن ار مغان کے گارڈ نے فوراً ہی اپنی گنزارخ اس کی طرف کیا تھا۔

خود کی طرف ایک درجن بندوقیں دیکھ کر جہانگیر رک گیا تھا۔ معاملہ بالکل ہی ان کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

تب ہی جرگے کے مشران کی آواز گونجی تھی۔

"آپ سب سے جرگے کے احترام کی اپیل کی جاتی ہے۔ ہم فیصلے پر پہنچ چکے ہیں، منصور خان ولد گلشیر خان ہماری اقداروں کے خلاف حرکتوں میں ملوث پایا گیا ہے۔ اس کے چال چلن کو دیکھتے ہوئے، یہ جرگہ اس کی محسن خان کی بیٹی سے منگنی کو منسوخ قرار دیتا ہے۔ ولی اکرم خان نے اپنے بچاؤ میں منصور خان کو زخمی کیا جس کی پاداش میں جرگہ ولی خان پر دو کروڑ روپے جرمانہ عائد کرتا ہے۔"

یہ الفاظ سنتے ہی شہرام خان کے چہرے پر اطمینان کی جھلک آئی تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

دوسری طرف گل شیر خان اور جہانگیر خان پیچ و تاب کھا کر رہ گئے تھے۔ دو کروڑ جیسی رقم تو بہت معمولی تھی وہ تو زمین ہتھیا نے کے چکر میں تھے۔ جوان کے ہاتھ تو کیا آتی الٹا منصور کے کالے کر توت سب نے سامنے آگئے تھے۔ ان کی بہت سسکی ہوئی تھی۔

وہ خون آشام نگاہوں سے ار مغان کو گھورتے وہاں سے چلے گئے تھے۔

ولی نے آگے بڑھ کر ار مغان سے مصافحہ کیا تھا۔

"شکریہ ار مغان صاحب۔ آپ صحیح وقت پر آئے۔" ولی کی آواز میں تشکر تھا۔

"شکریہ کیسا ولی صاحب۔ میں ایسا کسی قیمت پر ہونے نہیں دے سکتا تھا۔" ار مغان نے کہا تھا۔

"ولی! اس لڑکے سے کہو ہماری حویلی آئے۔ ہم سر عام اپنے گھر کی عزت کے بارے میں بات نہیں

کریں گے۔" شہرام خان کی گرجدار آواز پر ولی نے ار مغان کو حویلی آنے کی دعوت دی۔

وہ سب اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر آگے بڑھے ہی تھے کہ اچانک ان کی گاڑیوں پر گولیاں برسنے لگیں تھیں۔

جہانگیر خان کے آدمیوں نے ان پر حملہ کر دیا تھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

ارمغان کی گاڑی کے پیچھے دو گارڈز کی گاڑیاں تھیں جبکہ اکرم خان اور شہرام خان کی گاڑی سب سے آگے تھی۔ ولی اور محسن دوسرے نمبر کی گاڑی میں تھے۔ دونوں گاڑیوں میں ان کے ایک ایک گارڈ تھے۔ اچانک ہونے والی فائرنگ پر سب سیٹوں کے نیچے ہو گئے۔

"آغا جان! اکرم خان کو باپ کی فکر تھی۔"

"ہم ٹھیک ہے اکرم۔" انہوں نے جواب دیا تو اکرم خان کی جان میں جان آئی تھی۔

"سمندر خان جوابی فائر کرو۔ ڈرائیور گاڑی تیز چلاؤ۔" وہ ہدایات دیتے دل ہی دل میں ولی اور محسن کی حفاظت کی دعا کرنے لگے۔

"سر آپ ٹھیک ہیں؟" شاہنواز نے ارمغان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ تم گارڈز سے کہو بھرپور جواب دیں۔" ارمغان کی غصے میں ڈوبی آواز ابھری تھی۔ یہ گاڑیوں کا قافلہ جوابی فائرنگ کرتا آگے بڑھ رہا تھا۔ جہانگیر کے آدمی بھی صرف گولیاں برسا کر اپنا غصہ نکال رہے تھے۔ جب ان پر تار بٹ توڑ جوابی فائرنگ ہوئی تو وہ پسپا ہو گئے۔

ویسے بھی گاڑیاں اب شہرام خان کے علاقے میں داخل ہو چکی تھیں اور وہاں چپے چپے پر اس کے آدمی تھے۔ ایسے میں وہ فائرنگ بند کر کے پیچھے رہ گئے۔



خمار عشق نادر خان

جاری ہے۔

قسط نمبر 19

#خمارِ عشق

#رائٹر نادر خان

⚠️ کاپی پیسٹ کرنے سے اجتناب کریں۔ کسی بھی چینل یا ویب سائٹ پر اپلوڈ کرنے سے پہلے اجازت طلب کریں۔ ⚠️



"چھوڑو ہمیں۔۔۔" ماہ نوش اپنی کمر کے گرد اس کی انگلیوں کا لمس محسوس کرتی تڑپی۔
عرشمان کو ڈر تھا کہ اس کے چھوڑتے ہی وہ کہیں پہاڑ سے کود نہ جائے تب ہی وہ اسے پہاڑی کے کنارے سے دور گھسیٹ رہا تھا۔
ماہ نوش نے اس کے ہاتھوں پر مکے برسانے شروع کر دیے اور عرشمان اپنا توازن برقرار نہ رکھ پانے کے باعث اسے ساتھ لیے ہی گرا۔

خمار عشق نادر خان

وہ دونوں لڑھکتے ہوئے ڈھلان پر دور تک پھسلتے چلے گئے۔ آخر کار عریشان نے ایک درخت کی نکل ہوئی جڑیں پکڑ کر خود کو مزید پھسلنے سے روکا تھا۔

ماہ نوش تو ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوئی تھی۔ ابھی عریشان ٹھیک سے سنبھلا بھی نہیں تھا کہ اس کا دماغ جھنجھناٹھا۔

ماہ نوش نے پوری قوت سے اس کے گال پر تھپڑ رسید کیا تھا۔ عریشان کی سیاہ آنکھوں میں خون اتر اٹھا۔ وہ غصہ سے اس کی طرف مڑا اور ایک ہاتھ اس کے سر کے پیچھے لے جا کر ماہ نوش کا چہرہ زبردستی اپنے سامنے گھمایا۔

چاہتا تو وہ یہ تھا کہ اس بد تمیز لڑکی کو ایسی سنائے کہ اس کی عقل ٹھکانے لگ جائے مگر جب اس کی سیاہ آنکھیں ان زمر دپتلیوں سے ٹکرائیں تو عریشان کے دل کی دھڑکنیں تھم گئیں۔

وہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ان نگاہوں میں جھانک رہا تھا جو کب سے اس کی آئیڈیل تھیں۔ اس سے ملے بنا ہی وہ کب سے اس کا منتظر تھا۔

اس کی ان گنت تصویریں بنا کر دل نے اس سے کتنی بار راز و نیاز کی باتوں میں شریک کیا تھا۔ عریشان اس لمحے میں بالکل کھو گیا۔ بس اس کی آنکھوں کے گہرے سمندر میں ڈوبتا چلا گیا۔

خمار عشق نادر خان

ماہ نوش جو پہلے ہی اس اجنبی مرد کے خود کو چھونے پر چراغ پا تھی اب اس کے خود کو یوں آنکھیں پھاڑے دیکھنے پر بری طرح جھنجلا گئی۔

"بے شرم آدمی چھوڑو ہمیں۔"

اس کے چلانے اور اس کی آغوش میں یوں مچلنے پر عرشان کو ہوش آیا کہ جس کو وہ یوں مبہوت ہو کر تک رہا ہے وہ اس کے تخیل کی جھلک نہیں بلکہ جیتی جاگتی لڑکی ہے۔

وہ فوراً ہی اسے چھوڑ کر کھڑا ہوا تھا جو اپنے کپڑے جھاڑتی کھڑی ہو چکی تھی۔

"شرم نہیں آتی؟ کسی لڑکی کو ہاتھ لگاتے ہوئے؟" ماہ نوش نے ڈپٹ کر عرشان کو لتاڑا تھا۔

عرشان اب بھی اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا۔ اسے خود کو اس طرح دیکھتے پا کر ماہ نوش کو احساس ہوا کہ وہ بنا چادر اور دوپٹے کے ایک غیر مرد کے سامنے کھڑی ہے۔ وہ ایک دم ہی رخ بدل گئی۔

عرشان کو بھی اس لڑکی کی پوزیشن کا احساس ہوا۔ اس نے اپنی سلیٹی شال اٹھائی جو ان کے گرنے کے باعث زمین بوس ہو چکی تھی۔ وہ ایک قدم آگے آیا اور ماہ نوش کے عقب سے اس کی جانب شال

بڑھائی۔

ماہ نوش نے ایک نظر شال کو دیکھا اور جھپٹ کر وہ شال عرشان سے لی تھی۔

وہ ایک لمحے میں ہی خود کو اس شال میں پوری طرح چھپا گئی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"ہمیں ہاتھ کیوں لگایا تھا؟ معلوم نہیں ہے کتنا گناہ ہوتا ہے نامحرم کو چھونے سے۔" ماہ نوش چادر اوڑھتے ہی دوبارہ عرشان کی کلاس لینے کے لئے تیار ہو چکی تھی۔

"نامحرم کا چھونا گناہ ہوتا ہے یہ پتہ ہے۔ حرام موت مرنے کا کیا گناہ ہوتا ہے یہ نہیں پتا؟" عرشان سلگ کر بولا تھا۔

"حرام موت؟" ماہ نوش نے حیرت سے دہرایا۔

"خودکشی حرام ہے۔ اگر میں ایک لمحے کی بھی دیر کرتا تو آپ اس پہاڑی سے کود نہیں جاتیں؟" وہ دھاڑا تو ماہ نوش کو ہوش آیا۔

وہ یہ کیا کرنے جا رہی تھی؟

ایک گناہ کے بوجھ کو نہ ڈھونا پڑے اس لئے وہ خود کو ایسے گناہ میں ملوث کرنے جا رہی تھی جس کی معافی بھی نہیں ملتی۔

وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی تھی؟

ماہ نوش کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔
عرشان کو بھی احساس ہوا کہ وہ اس سے کافی سخت لہجے میں بات کر رہا ہے۔

"آئی ایم سوری۔ میں شاید زیادہ ہی کہہ گیا۔۔۔" وہ اس بار نرم لہجے اختیار کر گیا۔

خمار عشق نادر خان

"آپ نے ٹھیک ہی کہا۔۔ ہم اپنے ہوش میں نہیں تھے۔" ماہ نوش نے سر جھکائے جواب دیا تھا وہ اپنے جوتے کی نوک سے مٹی پر آڑی تر چھی لکیریں بنا رہی تھی۔

عرشمان نے ایک بار پھر اسے غور سے دیکھا وہ شاید اٹھارہ انیس سال کی لگ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کے گرد حلقے رت جگے کے غماز تھے۔ نہ جانے کیا ہوا تھا اس کے ساتھ جو وہ ایسا قدم اٹھانے جا رہی تھی۔ "میں آپ کو آپ کے گھر پہنچا دوں؟" عرشمان کو اسے یوں اکیلا چھوڑ کر جانا مناسب نہیں لگ رہا تھا۔ "نہیں۔ ہم چلے جائیں گے۔۔" ماہ نوش نے گہرا کر سر اٹھایا تھا۔

عرشمان ابھی اصرار کرنے ہی والا تھا کہ کہیں دور سے گولیاں چلنے کی آوازیں آنے لگیں۔ "لالہ!" ماہ نوش ولی کے بارے میں سوچ کر سفید پڑ گئی۔ اس کا تھکا ہوا ذہن مزید دباؤ برداشت نہ کر سکا اور وہ لہرا کر نیچے گرتی اگر عرشمان اسے سنبھال نہ لیتا۔ گولیوں کی آوازیں قریب آتی جا رہی تھیں۔

"آبی!" عرشمان کو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ لڑکی حویلی سے ہی تعلق رکھتی ہے۔ کیونکہ ار مغان نے ان دونوں کو مختصر ایہاں کی صورتحال بتائی تھی۔

عرشمان نے احتیاط سے اس کے چادر میں لپٹے نازک وجود کو بازوؤں میں بھرا تھا اور تیزی سے پہاڑی سے نیچے اترتا چلا گیا تھا۔

خمار عشق نامر خان

جرگے میں کیا فیصلہ ہوا تھا یہ تو اسے نہیں پتہ تھا لیکن ایسے اس لڑکی کو بیچ راستے پر چھوڑ کر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

عرشمان نے احتیاط سے اس کے بے ہوش وجود کو سیٹ پر بٹھایا تھا اور خود تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر آیا تھا۔

جیپ اسٹارٹ کرتے ہوئے ایک خیال کے تحت وہ ماہ نوش کی طرف مڑا تھا اور چادر کا کونہ اس کے چہرے پر ڈال دیا تھا۔

وہ بحر حال ایک اجنبی تھا اور اس کی جیپ میں کسی کے گھر کی عزت کو دیکھ کر کوئی باتیں نہ بنائے اسی لئے وہ محتاط ہو رہا تھا۔

گولیوں کی آوازیں اب بھی آرہی تھیں۔ عرشمان نے ارمغان کی بھیجی ہوئی پن لوکیشن آن کی اور جیپ کو تیزی سے حویلی کی جانب بھگانے لگا۔

عرشمان بہ مشکل دس منٹ میں حویلی کے صدر دروازے پر پہنچ چکا تھا۔ وہاں موجود گارڈیوں ایک اجنبی کو دیکھ کر آگے آیا۔

"جی؟ کس سے ملنا ہے بابو؟" وہ اپنی کڑک دار آواز میں پوچھنے لگا۔

"حویلی میں کوئی ہے جس سے میری بات ہو سکے۔ کوئی مرد؟" عرشمان نے پوچھا۔

خمار عشق نادر خان

"نی جو بات کرنی ہے ام سے کرو بابو۔" گارڈاب یہ تو کہہ نہیں سکتا تھا کہ سارے مرد جرگہ پر گئے ہیں۔
عرشمان کو اس بات کا اندازہ تھا۔

ابھی وہ تذبذب کا شکار تھا کہ ایک آواز پر چونکا۔

"ہم سے بات کرو۔ ہم حویلی کا مرد ہے۔" عرشمان نے مڑ کر دیکھا تو سبکتگین اپنا سینہ ٹھوک کر سامنے کھڑا تھا۔ اس چھوٹے سے گول مٹول بچے کو دیکھ کر عرشمان کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔
جب ہی جمانہ جو سبکتگین کو آوازیں دیتی پیچھے آئی تھیں۔ اس نوجوان کو دیکھ کر سکتے میں چلی گئی تھیں۔
جمانہ کو لگا جیسے وقت کا پہیہ بہت تیزی سے پیچھے گھوما ہو۔ وہ پلک جھپکتے ہی تیس برس پہلے جا کھڑی ہوئی ہوں۔ جب پہلی بار اس یونانی دیوتا کو دیکھ کر اس پر دل ہار بیٹھی تھیں۔
کچی عمر کا پہلا پیار بھلائے نہیں بھولتا۔

پینتالیس سالہ جمانہ ماضی کی دھول میں اٹی پندرہ سالہ جمانہ کے روبرو آ کھڑی ہوئی تھی۔
وہی سیاہ بال، وہی سیاہ آنکھیں۔۔۔ مسکرانے کا انداز بھی وہی۔

یہ کیسے ممکن تھا کہ فرہاد کا عکس پھر سے جمانہ کی چوکھٹ پر آ کھڑا تھا؟
"ہائے فوفو کو کیا ہوا ہے؟" سبکتگین جو جیپ کی سیٹ پر پہنچ چکا تھا ماہ نوش کو پہچان گیا تھا۔ وہ اپنے
چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اس کو ہلاتا پوچھ رہا تھا۔

خمار عشق نانر خان

"ماہ نوش؟!!" جمانہ کا سکتہ ٹوٹا تھا۔

"کیا ہوا ہے ماہ نوش کو۔" وہ اپنی چادر برابر کرتی جیپ کی طرف لپکی تھیں۔

"دیکھیے میں۔۔۔۔" عریشان نے کچھ کہنے کی کوشش کی تھی مگر جمانہ نے سخت نظروں سے اسے گھورا تھا۔

"آپ چپ ہی رہیے۔ ماہ نوش۔۔۔۔ ماہ نوش۔۔۔۔" انہوں نے اسے جھنجھوڑ ڈالا تو وہ ہوش میں آتی فوراً سیدھی ہوئی۔

"اماں۔۔۔۔ لالہ۔۔۔۔ گولیاں چل رہی ہیں جرگے میں۔۔۔۔" ماہ نوش ارد گرد سے بے خبر ماں کو دیکھتے ہی کہنے لگی۔

"تم جرگے کی فکر چھوڑو۔ اپنی فکر کرو۔" جمانہ نے آواز دھیمی رکھی تھی مگر عریشان اس دبی دبی آواز میں بھی ان خاتون کے غصے کو محسوس کر سکتا تھا۔

"تم ایسے کسی غیر مرد کی گاڑی میں ہو۔ اگر تمہارے آغا صاحب نے دیکھ لیا تو تمہارا کیا حال کریں گے تمہیں اندازا بھی نہیں ہے۔" جمانہ نے ماہ نوش کا بازو دبوچتے ہوئے اسے جیپ سے نیچے اتارا تھا۔

"آہ۔۔۔ اماں۔۔۔ وہ انہوں نے مجھے بچایا۔۔۔۔" ماہ نوش اس طرح کھینچے جانے پر تکلیف سے کراہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"آپ انہیں آرام سے تو۔۔۔ پلیز میری بات سنیں۔۔۔" عریشان تڑپ کر آگے آیا تھا لیکن جمانہ نے اسی وقت ایک ہاتھ اٹھا کر اسے رکنے کا اشارہ کیا تھا۔
"بس۔۔۔"

"تمہارا شکریہ کہ تم نے اس گھر کی عزت کو گھر تک پہنچایا۔ آگے کیا کرنا ہے کیا نہیں اس کا فیصلہ ہم خود کریں گے۔ شکر مناؤ کہ میرے شوہر اس وقت یہاں نہیں ہیں۔ ورنہ تم یہاں کھڑے رہنے کے قابل نہ ہوتے۔ اب یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ اس چوکھٹ کو پار کرنے کی خوش فہمی دل سے نکال دو۔" جمانہ کی آواز اونچی نہیں ہوئی تھی مگر اس کے ہر لفظ سے رعب اور دبدبہ ٹپک رہا تھا۔
عریشان نے حیرت سے ان خاتون کو دیکھا تھا۔
ان کی زمر دی پتلیوں میں سختی تھی اور چہرے پر ایک تنبیہ کرتا تاثر جبکہ ان کے عقب میں ایک اور زمر دی پتلیاں تھیں جن میں اب خوف ہلکورے لے رہا تھا۔
عریشان ان آنکھوں میں چھپی التجا پڑھ سکتا تھا۔ وہ خاموشی سے پیچھے ہٹا تھا۔
جمانہ ماہ نوش کو اپنے ساتھ گھسیٹتی دروازہ بند کر چکی تھیں۔
عریشان بنا کچھ کہے جیپ میں آ بیٹھا اور اسے حویلی کے حدود سے دور لے گیا۔

خمار عشق نانر خان

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

READERS CHOICE

خمار عشق نانر خان

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں [/https://ezreaderschoice.com](https://ezreaderschoice.com)

آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

کچھ ہی پلوں کے بعد شہرام خان اور اکرم خان کی گاڑی ایک جھٹکے سے حویلی کے کمپاؤنڈ میں آکر رکی تھی۔ پیچھے موجود محسن خان اور ولی خان کی گاڑی بھی فوراً ہی اندر داخل ہوئی تھی۔

خمار عشق نامہ خان

"اکرم، ولی سے کہو اس لڑکے کو اندر مردان خانہ میں لے کر آئے۔" شہرام خان نے ایک نظر سب پر ڈال کر یہ اطمینان کر لیا تھا کہ گولیوں سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ وہ حکم صادر کرتے سیدھے اندر بڑھے تھے۔

"زینہ!!!!!!" ان کی دھاڑ پر جہاں ساری عورتوں کو مردوں کے جرگہ سے لوٹنے کی خبر ملی تھی وہیں عطیہ نے اپنا دل تھاما تھا۔

"ایسا کیا ہو گیا کہ آغا صاحب زینہ کو اس طرح بلارہے ہیں۔" وہ گھبراتے اپنی چادر سر پر جماتی بڑے کمرے کی طرف بھاگیں تھی۔

جمانہ جو اتنی دیر میں صرف ماہ نوش سے یہ ہی پوچھ سکیں تھی کہ وہ عریشان سے کیسے ملی ہے۔ باپ کی گرجدار آواز پر کانپ گئی تھیں۔

"ماہ نوش یہ چادر تبدیل کرو اور حلیہ ٹھیک کر کر باہر آنا۔ تمہارے دادا کو پتہ نہ چلے کہ تمہاری مدد کسی غیر مرد نے کی تھی۔" وہ اسے انگلی دکھاتی کہہ کر باہر لپکیں۔

ماہ نوش نے خاموشی سے عریشان کی سلیٹی شال خود کے گرد سے علیحدہ کی۔ وہ ماں کو پوری بات بتانے کی ہمت نہیں کر سکی تھی بس یہی کہا تھا کہ سڑک پر گولیاں چلیں تو وہ بدحواس ہو گئی اور عریشان کی جیب کے سامنے آگئی تب ہی اس نے اسے گھر پہنچانے میں مدد کی۔

خمار عشق نادر خان

جمانہ کی تسلی تو نہیں ہوئی تھی لیکن شہرام خان کی آمد پر ان کا دھیان جرگہ کی طرف چلا گیا تھا۔
حویلی کی ساری خواتین اپنے چادر دوپٹہ برابر کرتی بڑے کمرے میں پہنچی تھیں۔
زینہ نے نیلے رنگ کا لباس پہن رکھا تھا جس کے دوپٹہ اور قمیض پر شیشہ لگے ہوئے تھے۔ وہ بڑا سا چادر
نما دوپٹہ اوڑھے دادا کے سامنے گئی تھی۔
"جی آغا صاحب؟"

ارزش بے قراری سے ولی کو ڈھونڈ رہی تھی جو اس وقت ار مغان کے ساتھ مردان خانے میں تھا۔
"تم اپنا سامان اٹھاؤ اور اپنے شوہر کے ساتھ یہاں سے چلی جاؤ۔" شہرام خان دھاڑے تھے۔
"شوہر؟" زینہ نے حیرت سے انہیں دیکھا تھا۔
عطیہ بیگم اور راحت بیگم بھی نا سمجھنے کے سے انداز میں یہ سب دیکھ رہی تھیں۔
"شہرام یہ کیا کہہ رہے ہو؟" راحت بیگم شہرام خان کے مرحوم بھائی کی بیوہ تھیں، اگر حویلی میں کوئی
ان کے فیصلے پر سوال کر سکتا تھا تو وہ راحت بیگم ہی تھیں۔
شہرام خان ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ وہ ان سے عمر اور رشتے میں تو بڑی تھیں ہی لیکن جمانہ کی
ساس بھی تھیں۔

"بھابی صاحبہ یہ لڑکی ترکی میں شادی کر چکی ہے۔" شہرام کی آواز تھی یا صور۔ سب سکتے میں آگئے۔

خمار عشق نادر خان

"نہیں آغا صاحب!! یہ سراسر جھوٹ ہے۔" زینہ کو تو اپنی سماعت پر یقین نہیں آیا۔
"جھوٹ ہے تو وہ کاغز جھوٹا ہے جو وہ لڑکا بھرے جرگہ میں لے کر آیا ہے؟ اگر تم اس کی بیوی نہیں ہو تو وہ تمہارے نام کے ساتھ اپنا نام جوڑے ہم سب کے سامنے تن کر کیسے کھڑا ہے؟ وہ جھوٹا ہے تب ہی تمہارے لالہ کے ساتھ ابھی مردانہ میں بیٹھا ہے؟" شہرام خان کی گرجدار آواز حویلی کے در و دیوار سے ٹکرائی۔

"کون؟ کون سا لڑکا؟" زینہ سب کچھ بھلا کر مردان خانے کی طرف بھاگی۔
"زینہ رکو۔۔۔" عطیہ اسے یوں مردان خانے کی جانب دوڑتا دیکھ کر اس کے پیچھے لپکیں۔
ارزش کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ بھی چلی جائے کم از کم ولی کو دیکھ تو لے گی۔
کوئی بتا ہی نہیں رہا تھا کہ ولی ٹھیک ہے یا نہیں۔ لیکن وہ خود پر ضبط کیے جہاں کھڑی تھی وہیں کھڑی رہی۔

جمانہ نے محسن کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تھا۔ جس نے سر ہلا کر اس کو تسلی دی تھی۔
فی الحال وہ بھی مردان خانے کی طرف چل پڑے تھے۔ جہاں ولی اور اکرم خان اس گھر کے داماد کے ساتھ موجود تھے۔

خمار عشق نادر خان

"کون سالڑکا؟" زینہ نے دھڑ سے دروازہ کھولا تھا۔ سامنے بیٹھے انسان کو دیکھ کر اس کے قدم رکے تھے۔

"ارمغان؟ آپ؟" زینہ کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔

"زینہ۔۔" ارمغان نے نظر اٹھائی تو اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھ کر دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔

وہ ہمیشہ کی طرح اپنا سر ڈھکے۔ اس کے سامنے آئی تھی۔ ارمغان نے پہلی بار اسے ثقافتی لباس میں دیکھا تھا۔ اج اس کی ہیزل آنکھوں میں کاجل کی باریک سی لکیر بھی تھی۔ بے اختیار ہی ارمغان کی نیلی آنکھوں میں ایک نرم تاثر ابھرا تھا، اسے اتنے دنوں بعد یوں سامنے دیکھ کر ارمغان کے گال پر خفیف سا گڑھا اپنی چھب دکھلا کر غائب ہوا تھا۔

"تم جانتی ہو نہ اسے؟" شہرام خان کی عقب سے آتی آواز پر وہ پلٹی تھی۔

"ہاں۔ آغا صاحب میں ترکی میں ملی تھی ان سے۔۔۔۔"

"تو پھر جاؤ اور اس کے ساتھ ترکی ہی واپس چلی جاؤ۔ ہمارے گھر میں اب تمہاری جگہ نہیں ہے۔" وہ اسے بات مکمل کیے بنا گھر سے بے دخل کر چکے تھے۔

خمار عشق نادر خان

"لیکن آغا صاحب۔۔۔ ار مغان آپ بتائیں؟ میں نے کب آپ سے شادی کی؟" زینہ دادا کو نہ سمجھ سکی تو ار مغان کی طرف بڑھی۔

"آغا صاحب کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے آپ بتائیں نہ سب کو کہ سچ کیا ہے؟"

"سچ؟" ار مغان کا دل اس کی آنکھوں میں چھپے درد پر کٹ رہا تھا لیکن وہ حالات کے ہاتھوں۔ مجبور تھا۔ "سچ ہی تو بتایا ہے میں نے سب کو۔ آپ اور میں ترکی میں ملے تھے اور وہاں ہم ایک ہی گھر میں ٹھہرے تھے۔۔۔" ار مغان کی آواز میں سپاٹ تھی۔

وہ آدھا سچ بول رہا تھا۔

"زینہ تم پر میں نے اپنی جان سے بھی زیادہ بھروسہ کیا اور تم نے مجھے یہ صلہ دیا۔" اکرم خان کی زبان پر شکوہ تھا۔

"بابا میں۔۔۔"

زینہ باپ کے شکستہ لہجے پر تڑپ ہی گئی تھی۔

"بابا میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔۔ کیا ثبوت ہے اس کے پاس؟" وہ بھری ہوئی ار مغان کے مقابل آکھڑی ہوئی تھی۔

ار مغان سے اس کا درد برداشت نہیں ہو رہا تھا لیکن وہ مجبور تھا۔

خمار عشق نادر خان

اگر وہ کہہ دیتا کہ جرگہ میں جو کچھ اس نے کہا ہے وہ جھوٹ تھا تو گل شیر خان کے آدمی اس کے وہاں سے جاتے ہی زینہ اور اس کی بہن دونوں کو وہاں سے لے جاتے۔

زینہ کے گھر والوں پر جرگہ کو دھوکہ دینے کا الزام الگ لگ جاتا۔

ارمغان نے بڑے ضبط سے اگلا جملہ کہا،

"ایک ثبوت تو وہ ہے جو جرگہ میں سب دیکھ چکے ہیں، دوسرا ثبوت آپ خود ہیں زینہ۔۔۔۔۔ سب کے سامنے چلا چلا کر آپ نے مجھے اپنا شوہر مانا تھا۔ میرے آدمی باہر موجود ہیں وہ سب اس بات کے گواہ ہیں۔"

زینہ نے حیرت اور تاسف کے ملے جلے انداز سے ارمغان کو دیکھا تھا۔
وہ کیوں کر رہا تھا ایسا؟

زینہ نے اس کی جان بچائی تھی اور وہ اسے یوں جیتے جی مار رہا تھا۔
"زینہ۔۔۔ ادھر دیکھ۔۔۔ کیا کہہ رہا ہے یہ؟"

"تو نے کہا تھا سب کے سامنے کہ یہ تیرا شوہر ہے؟"
"رہ رہی تھی تو اس کے ساتھ ایک ہی گھر میں؟" عطیہ بیگم کو یقین نہیں آ رہا تھا، وہ بیٹی کو صفائی کا ایک موقع دینا چاہتی تھیں۔

خمار عشق نامہ خان

وہ کمرے کے وسط میں زینہ کے دائیں طرف آکر کھڑی ہوئیں اور اس کو بازو سے تھامتی اس سے پوچھ رہی تھیں۔

"اماں۔۔۔اماں۔۔۔" زینہ ہچکیاں لیتی ماں کو سچ بتانے کی کوشش کرنے لگی۔

"میں۔۔۔" ٹھہری تھی اس گھر میں لیکن عظمیٰ اور مایہ بھی۔۔۔" عطیہ بیگم کی برداشت جواب دے گئی۔

ان کی بیٹی اتنی بے شرمی سے سب کے سامنے اعتراف کر رہی تھی۔

ان کا ہاتھ پہلی بار اپنی جان سے عزیز اولاد پر اٹھا تھا۔ پوری قوت سے اپنا ہاتھ انہوں نے زینہ کے چہرے کی طرف بڑھایا تھا لیکن عین موقع پر ار مغان زینہ کے سامنے آیا تھا۔

عطیہ بیگم حیرت سے اس چھ فٹ کے نوجوان کو دیکھ رہی تھیں جس کے سفید گال پر ان کی پانچوں انگلیاں چھپ گئی تھیں۔

زینہ اس کی چوڑی پشت کے عقب میں بالکل چھپ گئی تھی۔

"معزز خاتون، آپ سے گزارش ہے کہ زینہ اب ار مغان اسکندر کی عزت ہے۔ اس پر ایک کھروچ بھی میں برداشت نہیں کروں گا۔" ار مغان کی آواز دھیمی تھی لیکن لہجہ دو ٹوک تھا۔

خمار عشق نادر خان

اس کی نیلی آنکھوں میں اٹھتا طوفان ایک واضح اشارہ تھا کہ وہ زینہ کے ساتھ کسی قسم کی بدسلوکی نہیں
سہے گا۔

"تو ٹھیک ہے پھر۔ لے جاؤ اپنی بیوی کو یہاں سے۔ جس پل تمہارے نام کے ساتھ اس کا نام جڑا تھا اسی
پل اس گھر سے اس کا ناطہ ٹوٹ گیا تھا۔" اکرم خان کی آواز پر زینہ بلک بلک کر رونے لگی تھی۔
"یہ سب سچ نہیں ہے۔۔۔"

"بابا۔۔۔"

لالہ۔۔۔

وہ سب کی طرف رخ کرتی رحم طلب نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔
ولی کا دل ٹپ رہا تھا۔ وہ تو الٹا اس بات کا شکر منا رہا تھا کہ ار مغان نے آکر جرگہ میں زینہ اور ماہ نوش کو
گل شیر خان کے چنگل سے بچا لیا۔ مگر دادا اور باپ کے سامنے وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔
یہی حال محسن کا تھا۔ وہ کہنا چاہتے تھے کہ جو ہوا اچھا ہوا اور ار مغان اور زینہ کے رشتے کی وجہ سے ہی ماہ
نوش بھی وئی ہونے سے بچ گئی لیکن وہ بھی بے بس تھے۔

"بابا۔۔۔ آغا صاحب۔۔۔" زینہ بلکتی آگے بڑھی تھی تب ہی ار مغان نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے
روکا تھا۔

خمار عشق نامہ خان

اس کے قدم بھلے ہی رک گئے تھے مگر وہ اپنے آنسوؤں کو نہیں روک پائی تھی۔
وہ اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتی بلک رہی تھی۔

شہرام خان نے ہنکارا بھرا تھا اور اندر کے کمروں کی طرف بڑے بڑے قدم لیتے چلے گئے تھے۔
باقی سب نے بھی ان کی تقلید کی تھی۔ اکرم خان عطیہ بیگم کو اپنے ساتھ لے گئے تھے جبکہ محسن خان
خاموشی سے اندر چلے گئے تھے۔

"لالہ۔۔۔" زینہ نے ایک آخری بار ولی کو دیکھ کر دہائی دی تھی۔
ولی کی آنکھوں میں چھپا کرب اور التجا مغان کی نظروں سے چھپا ہوا نہیں تھا۔ اس نے سر کے اشارے
سے اسے تسلی دی تھی۔
خود اس نے اپنے آپ کو کس طرح پتھر کر رکھا تھا یہ وہ ہی جانتا تھا ورنہ زینہ کے آنسو سیدھا اس کے دل
پر گر رہے تھے۔



جاری ہے۔
READERS CHOICE
قسط نمبر 20

#خمارِ عشق

خمار عشق ناز خان

#رائٹر_نازخان

#ارمغان_زینہ_نکاح_اسپیشل

☢کاپی پیسٹ کرنے سے اجتناب کریں۔☢



سب اسے یونہی روتا چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

کسی نے بھی اس کی آہ و بکا پر کان نہ دھرے تھے۔

زینہ کا دل چاہا کہ ساتھ کھڑے اس شخص کا منہ نوچ لے۔

کیسے دھڑلے سے آکر جھوٹ بول رہا تھا۔

اور تو اور جھوٹ کا ثبوت بھی لے کر آگیا تھا۔

وہ بھری ہوئی شیرنی کی مانند اس پر جھپٹی تھی۔

"کیوں کر رہے ہو تم ایسا؟" زینہ کی شہد رنگ آنکھیں اس وقت انگارہور ہی تھیں۔ اس نے غصے سے

اپنی مٹھیوں میں مقابل کی سفید شرٹ کا کالر پکڑا تھا۔

"ارمغان فرہاد اسکندر میں پوچھ رہی ہوں کہ کیوں کر رہے ہو تم یہ سب؟" وہ اس کی نیلی آنکھوں میں

اپنی شہد رنگ آنکھیں گاڑے سوال کر رہی تھی۔

خمار عشق نار خان

ارمغان نے بہت ضبط سے اس کی آنکھوں کے بھگے کنارے دیکھے تھے۔

وہ جس کو ہر غم سے بچانا چاہتا تھا۔ آج خود اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی وجہ بنا کھڑا تھا۔

لیکن وہ زینہ پر یہ بات عیاں نہیں ہونے دے سکتا تھا۔ اسے کسی بھی قیمت پر اسے یہاں سے نکالنا تھا۔

جو لوگ دن دیہاڑے علاقہ کے سردار کی گاڑی پر گولیاں برسا سکتے تھے۔ ان کا کیا بھروسہ تھا کہ رات کی تاریکی میں وہ کیا کرتے۔

ارمغان فرہاد اسکندر زینہ اکرم خان کو لے کر کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا۔ غلطی کی کوئی گنجائش ہی نہیں تھی۔

اس نے اپنے چہرے پر چٹانوں کی سی سخت طاری کر رکھی تھی۔ اس کی نیلی آنکھوں کا سرد تاثر دیکھ کر زینہ کا دل کانپ گیا تھا۔

ارمغان نے اچانک ہی اس کے نازک ہاتھ پر اپنے بھاری مردانہ ہاتھ کی گرفت مضبوط کی تھی۔ ایک جھٹکے سے کھینچ کر اس کا ہاتھ اپنے کالر سے علیحدہ کیا تھا۔ جب وہ بولا تھا تو اس کے لہجے میں صاف تنبیہ تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"اگر تم چاہتی ہو کہ میرے گارڈز تمہارے گھر والوں کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں تو چپ چاپ میرے ساتھ چلو۔ ورنہ میں تمہیں دوبارہ زبان سے کچھ نہیں کہوں گا ڈائریکٹ گولیوں کی زبان استعمال کروں گا۔" زینہ ارمغان کا اتنا سفاک لہجہ سن کر پوری جان سے کانپ گئی۔

یہ کس طرح کی بات کی تھی اس نے؟
وہ صدمے سے گنگ رہ گئی۔

اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

یہ تو وہ انسان تھا ہی نہیں جس سے وہ ملی تھی۔

ارمغان نے اس کے رد عمل کا انتظار کیے بغیر اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت کی سختی بڑھائی تھی اور حویلی کے دروازے کی طرف چل پڑا تھا۔

زینہ اس کے ساتھ بلا ارادہ ہی کھینچی چلی جا رہی تھی۔ اس ستمگر کی دھمکی اتنی شدید تھی کہ زینہ کے سارے احتجاج، ساری مزاحمت دم توڑ چکی تھی۔

وہ زینہ اکرم خان جو اتنی دبنگ تھی کہ اس کے سامنے کبھی کسی کی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ اونچی آواز میں بات کر سکے وہ زینہ اکرم خان اپنے عزیز از جان رشتوں کی زندگی کی خاطر ایک انجان آدمی کے ساتھ انجان سفر کی مسافر بن گئی تھی۔

خمار عشق نادر خان

زینہ کی آنکھوں میں فلم کی طرح مناظر چل رہے تھے۔

اس کی ماں عطیہ بیگم کا اس کے لاڈاٹھانا۔

اس کے بابا اکرم خان کا سب سے لڑکر اسے تعلیم دلوانا، اس کی ضدیں پوری کرتے اسے دادا کے عتاب سے بچانا۔

ولی لالہ کا ہمیشہ اس کے لیے پروٹیکٹو ہونا۔

وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن آنسوؤں کا گولا اس کے حلق میں پھنس رہا تھا۔

اس نے ڈبڈباتی نظروں سے حویلی کو آخری بار دیکھا تھا۔ باہر واقعی ارمغان کے درجن بھر گارڈ اسلحہ سے لیس تیار کھڑے تھے۔

زینہ کو اندازہ تھا یہ شخص محض دھمکی نہیں دے رہا تھا۔

وہ ایسے ہی اس کا ہاتھ پکڑے اسے ایک سلور پجیر کی پچھلی سیٹ پر لایا تھا۔ اس کا گارڈ تیزی سے اگلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔

"شاہنواز گاڑی کہیں رکنی نہیں چاہیے۔" ارمغان نے سرد آواز میں اسے حکم دیا تھا۔

شاہنواز ڈرائیور کو اشارہ کرتا خود اگلی سیٹ پر چوکس بیٹھا تھا۔

ارمغان زینہ کے ساتھ پچھلی سیٹ پر ہی بیٹھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں اب بھی زینہ کی کلائی قید تھی۔

خمار عشق نادر خان

گاڑی ایک جھٹکے سے آگے بڑھی تھی، گارڈز کی گاڑیوں نے اطراف سے ان کی گاڑی کو کور کر رکھا تھا۔ دوپہر میں جو کچھ ہو چکا تھا اس کے باعث ارمغان کے گارڈز نے بلٹس ری لوڈ کر لیں تھیں۔ وہ کسی بھی قسم کے خطرے سے نمٹنے کے لیے تیار تھے۔

زینہ ارمغان سے دور سرک کر اپنے اور اس کے درمیان فاصلہ بنائے بیٹھی تھی۔ اس کی طرف کا دروازہ آٹولاک تھا۔ وہ اپنی گردن گھمائے تاریک شیشوں کے پار غیر مرئی نقطہ پر نظریں جمائے بیٹھی رہی۔ ارمغان نے بھی اسے مخاطب کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ ایک ہاتھ سے فون نکالتا عریشان اور التان کو میسج کر رہا تھا۔

زینہ کے گاؤں سے ایبٹ آباد کا فارم ہاؤس بہ مشکل ایک گھنٹہ کی دوری پر تھا۔ جس طرح سے وہ برق رفتاری سے سفر کر رہے تھے۔ یہ راستہ چالیس منٹ میں کٹ گیا۔



گاڑیاں زنائے بھرتی ہوئی فارم ہاؤس کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی تھی۔ عریشان، التان اور وکیل صاحب پہلے ہی وہاں موجود تھے۔

گاڑی جیسے ہی رکی، زینہ نے اطراف کا جائزہ لیا۔ ارمغان نے دروازہ کھولتے ہی اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت دوبارہ سخت کی تھی۔

خمار عشق نامر خان

"اترو۔" ایک لفظی حکم تھا۔

زینہ نے اس کی پیروی کرتے۔ ایک ہاتھ سے اپنے سر پر موجود نیلا دوپٹہ کو ٹھیک سے جمایا تھا۔ اور دوسرے ہاتھ سے اس کے سنگ گاڑی سے باہر نکلی تھی۔

اس کی خود کو یوں سمیٹ کر رکھنے کی عادت پر ار مغان کی آنکھوں میں جو جوت جلی تھی اگر اس پل زینہ دیکھ لیتی تو کبھی ار مغان کے قابو میں نہ آتی۔

ایسے ہی صاف جزبات پنپ رہے تھے ان نیلی آنکھوں میں۔ لیکن ار مغان نے جلد ہی ان پر دوبارہ سختی کا خول چڑھا لیا تھا۔

وہ اسے لیتا اندر کے کمرے کی طرف آیا تھا۔ ڈرائنگ روم میں باقی مرد حضرات جمع تھے۔ وہ اسے کمرے میں لے آیا تو دھیرے سے اس کی کلائی کو اپنی قید سے آزاد کیا تھا۔

زینہ نے بے اختیار ہی اپنی نازک کلائی کو مسلاتھا جہاں اس کی انگلیوں کے نشان ثبت تھے۔

اس کی تکلیف ار مغان کی آنکھوں سے چھپی نہیں رہی تھی، وہ خود کو اس کی کلائی اتنی زور سے پکڑنے پر دل ہی دل میں سرزنش کرنے لگا۔

زینہ اپنی کلائی پر دوسرے ہاتھ کی انگلیاں مسل رہی تھی جب اس کے کانوں میں ار مغان کے الفاظ نے پھر دھماکا کیا۔

خمار عشق نادر خان

"پانچ منٹ میں ہمارا نکاح ہے۔ تیار ہو جاؤ۔" وہ اسی سرد لہجہ میں اس سے مطلع کر رہا تھا۔

زینہ نے جھٹکے سے سراٹھایا۔

"میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔" وہ دھیمی آواز میں کہتی چند قدم پیچھے ہٹی تھی۔ اس کی شہد رنگ آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔

"کان کھول کر سن لو ار مغان فرہاد اسکندر! میں اب تمہاری کسی دھمکی سے نہیں ڈروں گی۔" وہ ہتھے سے اکھڑ گئی تھی۔

سمجھ کیا رکھا تھا اس ظالم جلا دے اسے۔

ار مغان نے ایک ابرو اٹھا کر اسے دیکھا تھا جو شیرنی کی طرح بھری اسے گھور رہی تھی۔ اس کے اتنے سلیقہ سے دوپٹہ جما کر رکھنے کے باوجود ایک سنہری لٹ پھسل کر اس کے ماتھے پر لہرا رہی تھی۔

"میں تمہیں دھمکی نہیں دے رہا یہ بات تم اچھی طرح سے جانتی ہو۔ شرافت سے نکاح کے لئے تیار ہو جاؤ۔" وہ اسے صاف انداز میں جتا رہا تھا کہ زینہ کے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

ار مغان نے اس کی جانب ایک قدم بڑھایا تھا اور زینہ کی نظر اپنے برابر رکھے کانچ کے گلدان پر پڑی تھی جسے اگلے ہی لمحے اس نے کھینچ کر فرش پر دے مارا تھا۔

"خبردار جو تم میرے قریب بھی آئے تو۔۔۔" وہ انگلی اٹھاتی اسے وارن کر رہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"میں یہ نکاح نہیں کروں گی۔" زینہ حلق کے بل چلائی تھی۔

ارمغان کی آنکھوں میں اچانک ہی بہت خطرناک تاثر ابھرا تھا۔

وہ اپنے بھاری جوتوں تلے کانچ کے ٹکڑے مسلتازینہ کے قریب آیا تھا۔

اسے بازوؤں سے پکڑ کر اس کے نازک وجود کو دیوار سے لگایا تھا۔

زینہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑتی محسوس ہوئی تھی۔

وہ براہ راست اس کی آنکھوں میں جھانکتا اس کے سامنے آکھڑا تھا۔

اس کی نیلی آنکھوں میں سرد مہری رقم تھی۔

جب وہ بولا تو لہجہ برف سے بھی سرد اور چٹانوں کی سختی لیے ہوئے تھا۔

"تمہاری مرضی ہے! میں سب کے سامنے یہ ثابت کر چکا ہوں کہ تم میری بیوی ہو۔ مجھے کوئی فرق

نہیں پڑتا۔ فیصلہ تمہیں کرنا ہے۔ باہر آ کر یہ نکاح کرو گی یا میرے ساتھ ایسے ہی چلو گی۔ اتنا یاد رکھ لو کہ

مجھے روک پانا تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔"

وہ یہ کہہ کر رکنا نہیں تھا۔ لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔

تب ہی زینہ کے لب ہلے تھے۔

خمار عشق نادر خان

"مجھے یقین نہیں آتا کہ تم اس قدر گھٹیا انسان ہو اور مغان اسکندر۔ کاش میں نے تمہیں مرنے کے لیے وہیں چھوڑ دیا ہوتا۔"

زینہ کی آنکھوں میں خوف کے باعث آنسو آئے تھے۔

اس کی آواز دھیمی تھی لیکن ار مغان نے بہ خوبی سنی تھی۔ اس کا شکستہ لہجہ ار مغان کے دل پر بر چھیاں چلا گیا تھا لیکن وہ خود کو پتھر کا بنا کر اس کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا تھا۔

اس کے جاتے ہی زینہ کی رکی ہوئی سسکیاں بلند ہوئی تھیں۔

"یہ کہاں پھنس گئی ہوں میں؟"

"کیوں؟ آخر یہ کیوں ہو رہا ہے میرے ساتھ؟" وہ روتی بلکتی تڑپ رہی تھی۔

اس کو نوحہ کناں ہونے کا زیادہ وقت نہیں دیا گیا تھا۔ ہلکی سی دستک ہوئی تھی اور ایک ادھیڑ عمر ملازمہ اندر داخل ہوئی تھی۔

"بی بی چلیں۔" وہ گزارش کر رہی تھی۔

زینہ نے بے دردی سے اپنی آنکھیں رگڑیں تھیں۔ اپنے شال نماد وپٹے کو ایک بار ٹھیک سے اپنے وجود کے گرد لپیٹا تھا۔

وہ چہرہ نہیں چھپاتی تھی لیکن اپنے بالوں کے پردہ کا اسے ہمیشہ بہت خیال رہتا تھا۔

خمار عشق نامر خان

اس وقت بھی وہ اس چادر میں لپٹی سرخ عارض اور متورم چہرے کے ساتھ باہر آئی تھی۔



نکاح کا انتظام باہری کمرے میں کیا گیا تھا۔ زینہ کو ایک نسبتاً چھوٹے کمرے میں لے جایا گیا۔ اس کمرے میں ہال سے ملحقہ ایک کھڑکی تھی، جس کے ہٹ کھلے تھے، لیکن اس پر ایک جالی دار پردہ لٹک رہا تھا۔ زینہ صوفہ پر بیٹھ گئی۔ باہر کے کمرے کی کارروائی اسے صاف سنائی دے رہی تھی۔

نکاح خواں نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔

"زینہ اکرم بنتِ اکرم خان آپ کا نکاح حق مہر ایک کروڑ روپے سکھ رائج الوقت کے عوض ار مغان اسکندر بن فرہاد اسکندر کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ کیا آپ کو قبول ہے؟" کمرے میں سکوت چھا گیا تھا۔ زینہ کی آنکھوں سے بے آواز آنسو بہہ رہے تھے۔

وہ پلکیں اٹھائے پردہ کے اس پار اس شتمگر کو دیکھ رہی تھی۔

ار مغان کی نظریں بھی اسی پر ٹکی تھیں۔

وہ اس طرح سے بیٹھے تھے کہ ار مغان کے علاوہ باقی افراد کی پیٹھ کھڑکی کی طرف تھی۔

صرف ار مغان اور زینہ ایک دوسرے کو تک رہے تھے۔ ان کے درمیان حائل وہ سفید مہین پردہ بھی ساکت تھا۔

خمار عشق نادر خان

زینہ اپنے دل کی دھڑکنیں شمار کرتی اپنی شہد رنگ آنکھیں سے اس شخص کو دیکھے گئی۔

ارمغان کی نیلی آنکھوں میں چھائی سختی ہنوز برقرار تھی۔

بظاہر ساکن بیٹھے اس ترک شہزادے کے دل کی دنیا میں طلاطم برپا تھا۔

اگر زینہ نے انکار کر دیا تو وہ کیا کرے گا؟

ارمغان کا دل یہ سوچ کر ڈوب رہا تھا۔

وہ اب اسے کیسے بچائے گا؟

کس طرح ان بھیڑوں کے چنگل سے اپنی محبت کو دور رکھ پائے گا؟

تب ہی زینہ کی آواز نے اسے زندگی کی نوید دی تھی۔

"قبول ہے۔"

ارمغان کے گالوں پر بے اختیار ہی اس گڑھے نے اپنی چھب دکھلائی تھی۔ جس زینہ نے زہر خند نگاہوں

سے گھورا تھا۔ نکاح خواں اس کی رضامندی پوچھنے کے بعد ارمغان سے سوال کر رہا تھا جس نے سوچنے

میں بالکل بھی وقت ضائع نہیں کیا تھا۔

جیسے ہی ایجاب و قبول کا سلسلہ ختم ہوا تھا۔ التان اور عریشان اٹھ کر ارمغان کے گلے لگ گئے تھے۔

"آبی مبارک ہو۔"

خمار عشق نادر خان

"بہت بہت مبارک ہو آبی۔" وہ دونوں گرم جوشی سے اپنے بڑے بھائی کو مبارکباد دے رہے تھے۔
زینہ سپاٹ چہرے کے ساتھ اس سنگمر کو اپنی بربادی پر خوش ہوتے دیکھ رہی تھی۔ تب ہی التان اس کی
طرف گھوما تھا۔

"بھابی مبارک ہو۔ میں التان آپ کا سب سے چھوٹا دیور۔" وہ چہکتا ہوا ہاتھ ہلا رہا تھا۔ زینہ اسے سرد
نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

"الٹی۔۔۔ اسے پریشان مت کرو۔" ار مغان نے دھیرے سے کہا تھا۔ جس کی آواز زینہ تک نہیں پہنچی
تھی۔

وکیل صاحب نکاح کے کاغذات پر ار مغان، زینہ اور گواہان کے دستخط لے چکے تھے۔ اب انہیں
ار مغان کے حکم کے مطابق نکاح کل تک رجسٹر کروانا تھا۔

وہ یہ سوچنا بھی نہیں چاہتے تھے کہ فرہاد صاحب کا کیار د عمل ہو گا کیونکہ حکم عدولی تو وہ کسی طور ار مغان
کی بھی نہیں کر سکتے تھے۔ وہ کاغذات سمیٹتے بیگ میں رکھ کر کھڑے ہو گئے۔

"ار مغان صاحب اب اجازت دیجئے۔"
"آئیے ارشد انکل میں باہر چھوڑ آتا ہوں آپ کو۔" التان نے پیشکش کی تھی۔



خمار عشق نادر خان

التان سب کو باہر چھوڑ کر پلٹنے ہی لگا تھا کہ اس کا سیل فون بجنے لگا۔

"آنے کی کال آگئی، لگتا ہے انہیں محسوس ہو گیا ایک اور بہو آگئی ہے۔" التان کی شوخیاں عروں پر تھیں۔ اس نے مسکراتے ہوئے فون کان سے لگایا،

"السلام علیکم آنے جم۔"

"التان۔۔۔" جواب میں دریا بیگم کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

التان کے چہرے کی مسکراہٹ پل میں ہوا ہوئی تھی۔

"ندا آنے؟" (کیا ہوا ہے آنے)

"التان نیشا کی چچی اسے یہاں سے صبح ایک گھنٹہ کا کہہ کر لے کر گئیں تھی۔ اب شام ہونے والی ہے

اور وہ ابھی تک واپس نہیں آئی ہے، پہلے ہی تم اس سے کچھ کہے بغیر چلے گئے۔۔۔ وہ بہت اپ سیٹ

تھی۔۔۔ لیکن اب۔۔۔" دریا بیگم روہانسی ہو رہی تھیں۔

"آنے آنے۔۔۔ آپ پریشان مت ہوں۔ آپ ڈرائیور کو اس کے گھر بھیجیں۔ میں آتا ہوں۔۔۔" التان

انہیں تسلی دیتا کہنے لگا۔

"التان ڈرائیور کو بھیجا تھا۔ وہ کہہ رہا ہے کہ گھر پہ تالا لگا ہوا ہے۔ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔۔۔۔۔ تم ہو

کہاں اس وقت۔۔۔"

خمار عشق نامر خان

"آنے میں ایبٹ آباد میں ہوں۔ میں دو گھنٹے میں پہنچ جاؤں گا اسلام آباد، آپ فکر مت کریں۔" التان فون جیب میں رکھتا اندر آیا تھا۔

دریا بیگم کو تو تسلی رکھنے کا کہہ دیا تھا خود اس کی حالت خراب ہو رہی تھی۔
عرشمان نے اس کے چہرے کی اڑی رنگت دیکھی تو فوراً اس کے پاس آیا۔
"کیا ہو گیا؟"

"بھائی، نیشا کے چچا لوگ اسے کہیں لے گئے ہیں۔ آنے کی کال تھی۔" التان کو اپنی آواز سرنگ سے آتی محسوس ہوئی۔

عرشمان نے فوراً اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔
"چلو ہم اسلام آباد نکلتے ہیں۔"

"ہاں۔ بھائی! آبی کو کچھ نہیں بتاتے۔ ابھی ان کی شادی ہوئی ہے۔ بھابی کو بھی ریسٹ کی ضرورت ہے۔"
"التان نے فکر سے کہا۔ نیشا کی ٹینشن میں بھی وہ اپنے بھائی کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ آبی کو بول کے نکلتے ہیں بس۔"

READERS CHOICE



خمار عشق نادر خان

ارمغان نے ملازمہ کے ساتھ زینہ کو اوپر کمرے میں بھجوا دیا تھا خود وہ اپنے دونوں بھائیوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر مسکرایا۔

"ہاں میرے شیروں! دعوت کریں پھر۔"

"آبی ہم سوچ رہے تھے کہ ہم اب گھر کے لئے نکلتے ہیں۔" التان نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا تھا۔
"اور آپ کو پرائیویسی کی بھی ضرورت ہے نہ آبی۔۔۔" عرثمان نے بات کو سنبھالا۔

ارمغان کو ان دونوں کا انداز تھوڑا کھٹکا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہہ پاتا، اوپر کے کمرے سے کچھ ٹوٹنے کی زوردار آواز آئی تھی۔

"زینہ۔۔۔" ارمغان کا دھیان اس کی طرف گیا۔

"آئی گیس آبی دیٹس آور کیو۔ تو آپ بھابی کو چیک کریں ہم انشاء اللہ گھر پہ ملتے ہیں۔" عرثمان نے کہتے التان کو ساتھ لیا تھا اور وہ دونوں نکلنے ہی لگے تھے۔ جب عقب سے ارمغان کی آواز آئی تھی۔

"گارڈز کی گاڑیاں ساتھ لے جاؤ۔ یہاں بس ایک گاڑی اور شاہنواز کو چھوڑ دو۔ رات تک دوسری ٹیم پہنچنے ہی والی ہے۔" ارمغان کو ان کی سیکیورٹی کی فکر تھی۔

وہ ان کو ہدایات دے کر خود اپنے کمرے کی جانب جاتی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

"پتہ نہیں میری شیرنی نے اب کیا توڑا ہے۔" وہ زیر لب کہتا اوپر چڑھ رہا تھا۔

خمار عشق ناز خان



جاری ہے

قسط نمبر 21

#خمارِ عشق

#رائٹر ناز خان

⚠️ کاپی پیسٹ کرنے سے اجتناب کریں ⚠️



چند گھنٹے قبل

ینیشا کمرے میں داخل ہوئی تو آنے کے ساتھ چچی کو بیٹھے دیکھ کر چونکی تھی۔

"ارے آگئی نیشا۔ بھی لاڈورانی کی دیر سے اٹھنے کی عادت گئی نہیں۔ دریا بہن گھر پر تو یہ بارہ یا ایک بجے

سے پہلے بستر نہیں چھوڑتی تھی۔ ماشاء اللہ سسرال میں بھی وہی حال ہیں۔"

ان کا لہجہ بہت میٹھا تھا جیسے کوئی ماں اپنی بیٹی کو پیار بھری نصیحت کر رہی ہو لیکن جملہ بہر حال طنزیہ تھا اور

ینیشا کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا تھا۔

دریائے بھی ایک ابرو اٹھا کر ان خاتون کو دیکھا تھا جو صبح صبح بن بلائے مہمان کی طرح آٹکی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"وہ چچی۔۔ آپ بتائیں کیسی ہیں؟" نیشا نے دریا کے برابر والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"بھئی میں تو ٹھیک ہوں۔ لیکن تمہارے چچا بالکل ٹھیک نہیں ہیں، جب سے تم یوں رات و رات نکاح کر کر بھاگی۔۔ میرا مطلب ہے گئی ہو۔۔" وہ آنکھیں مٹکا مٹکا کر بول رہی تھیں۔ "تمہارے چچا بس تمہاری یاد میں بیمار ہی پڑ گئے ہیں۔"

نیشا کے دل میں چچا کے لئے ایک نرم گوشہ موجود تھا اور یہی بات فرحانہ چچی جانتی تھیں اسی لیے اس کو جزباتی طور پر بلیک میل کر رہی تھیں۔

"چچا کو کیا ہوا؟" نیشا واقعی پریشان ہو گئی۔

"اچھا دریا بہن وہ آپ کے بیٹے نظر نہیں آرہے۔" چچی نے نیشا کی بات کو ان سنا کیا۔

"ایکچو نکلی، وہ تینوں بھائی کسی کام سے شہر سے باہر گئے ہیں۔" دریا کو ار مغان نے رات میں میسج کر دیا تھا تاکہ وہ ان کی اچانک غیر موجودگی سے پریشان نہ ہو جائیں۔

البتہ نیشا جو اس بات سے لاعلم تھی، چونک کر دریا کو دیکھنے لگی۔

"آنے؟ التان شہر سے باہر گئے ہیں؟" اس کی آواز میں دکھ سا تھا اور حیرت سے آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

دریا نے اس کا رد عمل دیکھا تو انہیں اندازا ہوا کہ التان نیشا کو بتائے بغیر چلا گیا ہے۔

خمار عشق نامر خان

"نیشا چندا، یہ لوگ ایسے ہی کرتے ہیں کبھی بھی کوئی بزنس ڈیل آجاتی ہے تو اچانک نکل جاتے ہیں۔" وہ التان کی طرف سے اس کو صفائی دینے لگیں۔

فرحانہ چچی کی آنکھوں میں یہ سب دیکھ کر ایک چمک آئی تھی۔

"ارے میں جو کہنے آئی تھی وہ تو بھول ہی گئی۔ دریا بہن میں نیشا کو کچھ دیر کے لیے گھر لے جاؤں؟"

"ایسے اچانک۔۔" دریا کو پتہ نہیں کیوں اس عورت سے عجیب منفی سی وابستہ آرہی تھیں۔

"ایک دو گھنٹے میں واپس بلوالیجے گا آپ۔ پگ فیر ابھی نہیں ہوا نہ اس کا۔" فرحانہ نے جلدی سے کہا۔

"نیشا کیا تم جانا چاہتی ہو؟" دریا نے اس کی رائے جاننا چاہی۔

"میں۔۔" نیشا بھی سوچ میں پڑ گئی۔ اس کا ذہن التان کی غیر موجودگی میں اٹکا ہوا تھا۔

"چلو جی اس سے کیا پوچھنا۔ اسی کے لیے تو اس کے چچا ٹرپ رہے ہیں۔" وہ جزباتی انداز میں کہنے لگی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ آپ لے جائیں اسے۔ لیکن ڈرائیور کو ساتھ لے کر جائیں۔ تاکہ وہ نیشا کو جلد ہی

واپس لے آئے۔" دریا نے حل نکالا۔

نیشا بھی اداس اداس سی ہامی بھر گئی۔

ایسا بھی کیا کام تھا کہ التان اسے بغیر بتائے چلا گیا۔

نیشا نے زندگی بھر خود کو ہمیشہ دوسروں کے کام کرتے ہی دیکھا تھا۔

خمار عشق ناز خان

اس نے جیسے تیسے کر کر سرکاری کالج سے انٹر کیا تھا۔ اس معاملے میں وہ چچا کی احسان مند تھی کہ انہوں نے اسے سرکاری اسکول اور کالج میں ہی صحیح مگر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دی تھی۔ وہ سارا دن گھر کے سب کام کرتی تھی اور رات کو کچھ نہ کچھ کر کے اتنا پڑھ لیتی تھی کہ ہر بار پاس ہو جاتی تھی۔ عید بقر عید پر چچا اس کے لیے ایک جوڑا بنواتے تھے۔ جس سے وہ سارا سال گزارا کرتی تھی۔ کبھی ثمرہ کی کوئی اترن اسے مل جاتی کبھی نہیں۔

سارا دن کو لہو کے بیل کی طرح جتنی وہ لڑکی اپنے آپ کو بس ایک غیر ضروری انسان سمجھتی تھی۔ بس یہی اس کی زندگی کے اٹھارہ سال کی کہانی تھی۔

اب جب سے التان اس کی زندگی میں آیا تھا۔ نیشا کا کھویا اعتماد بحال ہو رہا تھا۔ لیکن آج اس کے یوں اچانک چلے جانے کو وہ اپنے کل رات کے گریز سے ہی کنیکٹ کر رہی تھی۔ اس کے دل میں یہ ڈر تھا کہ التان اس سے سخت ناراض ہے۔

وہ سارا راستہ خاموشی سے بیٹھی رہی اس بات سے انجان کہ ثمرہ اور فرحانہ نے اس کے لیے کیا جال بچھا رکھا ہے۔

READERS CHOICE



خمار عشق نامہ خان

زینہ اسی ملازمہ کے ساتھ اوپر کی سیڑھیاں چڑھ کر ایک کمرے کے دروازے پر پہنچی تھی۔ اس کی ہیزل آنکھوں میں اب بھی آنسوؤں کی جھلملاہٹ تھی۔ سر میں اب شدید درد ہو رہا تھا۔ کل رات کے واقعات پھر ماہ نوش کی حالت، جرگہ اور ار مغان کی آمد۔۔۔ اور اب یہ نکاح۔ بارہ گھنٹوں میں اس کی دنیا ہی بدل گئی تھی۔

ملازمہ نے کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔

"بی بی! آپ کا کمرہ۔"

زینہ نے ایک قدم اندر رکھا اور کمرے کی حالت پر نظر پڑتے ہی وہ سلگ گئی۔

پورا کمرہ گلاب کے پھولوں سے بھرا تھا۔ کمرے کے وسط میں موجود جہازی سائز کے بیڈ کے ارد گرد پھولوں کی لڑیاں لٹکی ہوئی تھیں۔ بستر کی چادر کے اوپر سرخ پھولوں سے ہارٹ شپ بنائی گئی تھی۔ جگہ جگہ تازہ گلاب کے گلدستے سجے تھے، یہاں تک کہ کمرے میں موجود کاؤچ پر بھی پھولوں کی پتیاں سچی ہوئی تھیں۔ اس کے سامنے رکھی کافی ٹیبل پر ایک نفیس سا کانچ کا ڈیکوریٹن پیس تھا جس میں پانی کی سطح پر گلاب کی پتیاں اور ٹی کینڈلز جل رہی تھیں۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

زینہ نے یہ سب سجاوٹ ایک نظر دیکھی اور اس کے اندر بھانپڑ چلے گئے۔ اس کی شہد رنگ آنکھیں سرخ ہوئی تھیں۔ وہ میکائی انداز میں کمرے میں گئی اور اس سچی ہوئے شوپیس کو پوری قوت سے اٹھا کر زمین پر مارا تھا۔

ملازمہ گھبرا کر کمرے کے باہر بھاگی تھی۔

ارمغان چند لمحوں بعد ہی وہاں موجود تھا۔

"صاحب وہ۔۔۔" ملازمہ ارمغان کے سامنے پریشان کھڑی تھی۔

"نعیمہ بی! آپ اپنے کوارٹر میں جائیں۔ باقی چوکیدار سے کہہ دیں کوئی بھی آئے دروازہ نہ کھولے۔" وہ انہیں ہدایت دیتا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔

ارمغان نے کمرے میں قدم رکھا ہی تھا کہ پھولوں کا گلدستہ زوردار انداز سے اس کے سینے سے ٹکرایا تھا۔ زینہ جو ایک ایک کر کے کمرے میں موجود پھولوں کو زمین بوس کر رہی تھی اس کو دیکھ کر تھمی تھی۔

ارمغان حیرت سے اپنے کمرے کی سجاوٹ کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے تو ایسا کوئی انتظام نہیں کروایا تھا۔ "اوہ الٹی!!" ارمغان کو سمجھ آ گیا کہ یہ شرارت کس کی تھی۔

وہ کمرے میں بکھرے پھولوں سے بچتا اندر آیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی اور یہی بات زینہ کو سخت اشتعال دلا گئی تھی۔
وہ تن فن کرتی اس کے قریب آئی تھی اور اس کے کانپتے ہاتھوں نے ار مغان کی بے داغ قمیض کا کالر
جکڑا تھا۔

"کس قدر گھٹیا انسان ہو تم۔" وہ اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتی پھنکاری تھی۔
غصے کی شدت سے زینہ کے الفاظ ٹوٹ کر ادا ہو رہے تھے، سانس پھول رہی تھی اور آنکھوں سے آنسو
بہہ رہے تھے۔

"تنت۔۔۔ تم نے سوچا ب۔۔۔ بھی کیسے۔۔۔ کہ میرے ساتھ۔۔۔ پھولوں کی سس۔۔۔ سچ
سجاؤ گے؟" وہ اس سے سوال کرتی چٹخ رہی تھی۔
ار مغان نے ایک نظر اپنی نئی نویلی دلہن کو دیکھا۔ وہ بپھری ہوئی شیرنی اس کے اتنے پاس کھڑی تھی کہ
اس کی سانسوں کی گرمی ار مغان اپنے چہرے پر محسوس کر سکتا تھا۔
اس کا نیلا دوپٹہ سر سے پھسل کر شانوں پر ڈھلکا تھا۔ یہ پہلی بار ہوا تھا کہ وہ اس کے چہرے کو بنا حجاب کے
دیکھ رہا تھا۔ اس کے سنہرے بال اس کی کمر پر پھیلے تھے۔ ار مغان نے استحقاق سے نظروں میں اس کا
صبح چہرہ سمو یا جو اس وقت غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا، ہونٹوں کے گوشے کانپ رہے تھے۔ اس
کے اندر جلتا الاؤ وہ اس کی آنکھوں میں صاف دیکھ سکتا تھا۔

خمار عشق نامر خان

"زینہ۔۔۔" اس نے اپنا لہجہ نرم رکھا تھا۔

"جو ہونا تھا ہو چکا ہے۔ بہتر ہو گا کہ تم اس حقیقت کو تسلیم کر لو۔" وہ اسے قطعیت سے سمجھا رہا تھا۔

"کیا؟ کیا تسلیم کر لوں میں؟ بولو؟" زینہ نے اب کی بار اس کے کالر کو جھٹکا دینے کی ناکام کوشش کی

تھی۔ وہ چلائی تھی مگر اس کی آواز لرز رہی تھی۔

"کیا یہ تسلیم کروں کہ جس انسان کی میں نے جان بچائی تھی وہ اتنا گھٹیا اور کمینہ ہے کہ اپنی ہوس پوری

کرنے کے لئے مجھ سے زبردستی نکاح کر چکا ہے۔" وہ اپنے اندر پل رہے غصے کو اپنے الفاظ میں پروتی

دھاڑی تھی۔

ارمغان کی نیلی آنکھوں میں سرد تاثر اتر رہا تھا۔ زینہ کے الفاظ نے اسے شدید اذیت دی تھی۔ وہ اس کے

بازوؤں پر اپنی گرفت مضبوط کرتا اسے جھنجھوڑ گیا۔

"ہوش میں رہ کر بات کرو۔"

"میں ہوش میں ہی ہوں۔" زینہ کے چہرے پر اس کی گرفت کی سختی کی وجہ سے تکلیف کے آثار پیدا

ہوئے تھے لیکن اسے اس وقت کسی بات سے فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس

ترک شہزادے کے سامنے ڈٹ کر کھڑی تھی۔

خمار عشق نادر خان

ارمغان نے اس کے بازوؤں پر سے اپنی گرفت کی سختی کم کی تھی۔ وہ اس کی کپکپاتے وجود کی لرزش محسوس کر سکتا تھا۔

"زینہ میں۔۔۔" وہ کچھ کہنا چاہ رہا تھا۔

زینہ کی پھولی ہوئی سانسیں اس کے سینے میں جوار تعاش پیدا کر رہی تھیں اس نے بے اختیار ہی ارمغان کی توجہ اس کے متناسب جسم کی طرف کھینچی تھی۔ اس کی نگاہوں کا رخ زینہ نے محسوس کیا تھا اور بنا سوچے سمجھے اس کا ہاتھ اٹھا تھا۔
چٹاخ

ارمغان کی برداشت جواب دے گئی تھی۔ اس نے ایک ہی جست میں زینہ کے دونوں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں دبوچ کر اس کے سر کے اوپر جکڑے، اور اسے عقب میں موجود دیوار کے ساتھ پن کیا تھا۔
زینہ اس کی آہنی گرفت میں تڑپ کر رہ گئی۔

"تم سمجھ کیا رہی ہو خود کو؟" وہ اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب لاتا دھاڑا تھا۔ اس کے دوسرے ہاتھ کی انگلیاں زینہ کو اپنی کمر میں پیوست ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔
"میں تمہیں یہاں عزت سے لے کر آیا ہوں اور تم میرے کردار پر ہی سوال اٹھا رہی ہو؟"
وہ بولا تھا تو اس کے لب زینہ کے لبوں سے ٹکرائے تھے۔

خمار عشق نادر خان

اس کے بدن میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔ اس شخص سے اسے پہلی بار خوف محسوس ہوا تھا۔
"تم بھول گئی ہو تو یاد دلا دوں کہ اب تم میرے نکاح میں ہو۔ میں تم سے اپنی ہوس پوری کروں یا تمہیں دیکھوں۔۔۔۔۔ تم زینہ ار مغان اسکندر مجھ سے سوال نہیں کر سکتی " !
اس کا سرد لہجہ اور غصہ سے بے قابو ہوتا انداز زینہ نے پہلی بار دیکھا تھا۔ اس کی نیلی آنکھوں سے نکلتی چنگاریاں دیکھ کر زینہ کی آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر بہے تھے۔
"یہ اور بات ہے کہ مجھے تم میں اس وقت کسی قسم کی کشش محسوس نہیں ہو رہی۔ تمہارے بھلے کے لئے ہی میں تمہاری یہ خوش فہمی دور کر دوں کہ مجھے تمہیں چھونے یا سرائنے کا کوئی شوق ہو رہا ہے۔"
ار مغان کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ زینہ کو چابک کی طرح محسوس ہوئے۔
ار مغان نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا تھا۔ اور اس پر ایک غصیلی نگاہ ڈالتا کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا۔
زینہ دیوار کے سہارے نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔ اس نے اپنا سر گھٹنوں میں چھپایا تھا اور زار و قطار رونے لگی تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نامر خان

ارمغان کو اس وقت اتنا شدید غصہ آرہا تھا کہ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کر جائے، وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے اتر اٹھا۔ لاؤنج میں پہنچ کر اس نے اپنی گاڑی کی چابی اٹھائی تھی اور چند لمحوں میں ہی بیرونی گیٹ عبور کر گیا تھا۔ پیچھے شاہنواز آواز دیتا ہی رہ گیا۔

اس کی ڈیوٹی ارمغان کو پروٹیکٹ کرنے کی تھی۔ وہ پیچھے ایک گارڈ کو ہدایات دیتا خود اپنی گاڑی میں ارمغان کے پیچھے گیا تھا۔ وہ اسے کال کر رہا تھا تاکہ نئی معلومات اس تک پہنچا دیں، لیکن وہ فون ہی نہیں اٹھا رہا تھا۔ مجبوراً شاہنواز اپنی گاڑی اس کے پیچھے لگتا ڈرائیو کر رہا تھا۔ ارمغان کے دماغ میں جھکڑ چل رہے تھے۔

وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ اس کو محفوظ رکھنے کے لیے ہی وہاں سے لایا ہے۔ وہ اس لڑکی کو اپنے دل کی دنیا کی ملکہ بنائے بیٹھا تھا اور وہ لڑکی اس کو اتنا گراہوا انسان سمجھ رہی تھی۔ وہ طیش میں گاڑی موڑوے کی طرف لے جانے لگا۔ تب ہی زینہ کا خیال آیا تھا۔ اور وہ اسٹیرنگ پہ ہاتھ مارتا گاڑی گھما گیا تھا۔

التان اور عرثمان ریکارڈ اسپید سے اسلام آباد کی حدود میں داخل ہوئے تھے۔ التان کی بجائے جیپ عرثمان ہی چلاتا رہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

التان نے اپنی سکیورٹی کمپنی کو ایک ٹاسک فورس تیار کرنے کی ہدایت جاری کر دی تھیں۔ ان کی اطلاعات کے مطابق نیشا کے چچا کے گھر پر کوئی نہیں تھا۔ اب وہ لوگ پورے شہر میں انہیں ڈھونڈ رہے تھے۔

خوش قسمتی سے ولیمہ کی تقریب میں ان افراد کی تصویریں لی گئی تھیں۔ جن کا استعمال اس وقت التان نیشا کو سرچ کرنے کے لئے کر رہا تھا۔

"التان پریشان مت ہو وہ مل جائے گی۔" عریشان نے اسے تسلی دی۔

"بھائی پتہ نہیں ان لوگوں کو نیشا سے کیا مسئلہ ہے..." التان اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتا مضطرب تھا۔

تب ہی اس کے فون پر کال آنے لگی جو اس نے فوراً ہی ریسپونڈ کی تھی۔

"جی جواد! کیا ایڈیٹ ہے؟" التان نے بے تابی سے پوچھا تھا۔

"سرہم نے شہر کی اہم شاہراؤں سے سی سی ٹی وی فوٹیج حاصل کی تھی۔ ایک جگہ ہم نے ان افراد میں سے شاہد کو دیکھا ہے۔ وہ جس علاقہ میں موجود ہے اس کا پتہ چل گیا ہے۔" جواد کی بات نے التان کی رکی ہوئی سانس بحال کی تھی۔

خمار عشق نامر خان

"آپ مجھے لوکیشن بھیجیں۔ میں آرہا ہوں وہاں۔ پولیس کو بھی خبر کر دیں۔" التان نے جلدی سے کہہ کر لائن کاٹی تھی۔

عرشمان نے جیب فوراً بھیجے جانے والے پتہ کے راستے پر ڈال دی تھی۔



جاری ہے

قسط نمبر 22

#خمارِ عشق

#رائٹر_نازخان

#میگا_انٹینس_ایپیسود

⚠️انتباہ کاپی پیسٹ کرنا منع ہے۔ کسی بھی ویب سائٹ پر پوسٹ کرنے سے پہلے مجھ سے اجازت طلب کریں۔ اس ناول کے حقوق نازخان کے پاس محفوظ ہیں۔⚠️

This episode contains violence 🖐️🔪🚫⚠️

READERS CHOICE



ارمغان تیزی سے گاڑی چلاتا۔ اپنے اندر ابل رہے جوار بھائے کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

جو بھی تھازینہ اسے ایک موقع تو دیتی وہ اس سے اتنی بدگمان ہو چکی تھی کہ اسے سن ہی نہیں رہی تھی۔

ارمغان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا، کہ اسے دکھ زیادہ ہو رہا تھا یا غصہ زیادہ آ رہا تھا۔

یوں ہی سڑکوں پر بے مقصد گاڑی دوڑاتے اس کے اندر کی فرسٹر لیشن تھوڑی کم ہوئی تو اسے زینہ کا

رد عمل سمجھ آنے لگا۔ اس کی اتنی غلطی نہیں تھی۔ ارمغان نے ایک گہری سانس لی تھی۔

وہ زینہ کو سب کچھ بتانے کی ایک کوشش اور کر سکتا تھا۔ اگر وہ سب جان جائے گی تو سب ٹھیک ہو

جائے گا۔

ارمغان نے سگنل پر گاڑی روکی تھی۔ اب جب اس کا غصہ کچھ کم ہوا تو اس کا دھیان اپنے فون پر گیا جو

سائلنٹ ہونے کے باعث واٹس ایپ بھی نہیں ہو رہا تھا۔ بس اسکرین روشن ہو رہی تھی۔ اس نے کال

ریسیو کی۔

"جی شاہنواز کیا ایڈیٹ ہے فارم ہاؤس کی؟"

"سر! فارم ہاؤس میں فون کر کر پتہ کرتا ہوں میں آپ کو۔۔۔" شاہنواز کچھ اور بھی کہہ رہا تھا مگر

ارمغان نے اس کی بات کاٹ دی۔

"فون کر کر کیوں؟ تم اس وقت کہاں ہو؟" ارمغان سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ جسم کے پٹھے تن گئے تھے۔

خمار عشق نادر خان

"سر میں تو آپ کو فولو کر رہا ہوں۔" شاہنواز نے جلدی سے کہا اور دوسرے ہی لمحے اس کو لگا کہ اس کے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے، ار مغان اتنی ہی شدت سے دھاڑا تھا۔

"میری بیوی کو وہاں اکیلا چھوڑ کر تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"سر۔۔۔ وہ۔۔۔ میں آپ کو۔۔۔" شاہنواز گڑ بڑا گیا۔

ار مغان نے بیک مرر سے شاہنواز کو دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ پر زور دیتے کہا تھا،

"شاہنواز میں صاف کہہ رہا ہوں، کسی بھی سیچو ایشن میں زینہ ار مغان اسکندر از یورپ رائم رسپو نسبیلیٹی ناؤ۔" (زینہ ار مغان اسکندر ہی تمہاری پہلی ترجیح ہونی چاہیے)

"لیس سر! شاہنواز نے فوراً کہا تھا۔ اس کا باس اسے جو آرڈر دیتا وہی اسے پورا کرنا تھا۔

"سر پلیز ایک اہم خبر ہے۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ جہانگیر خان کے آدمی آپ کو ایبٹ آباد میں تلاش کر رہے ہیں اور میں اسی لئے آپ کو۔۔۔"

شاہنواز جلدی جلدی ار مغان کو وہ بات بتا رہا تھا جس کی وجہ سے وہ اس کے پیچھے آیا تھا۔

"اف خدایا! شاہنواز فارم ہاؤس کال کرو۔ ہمیں فوراً وہاں پہنچنا ہو گا۔" ار مغان زینہ کی فکر میں تڑپ گیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

اس کی گاڑی کے بریک چرچرائے تھے اور وہ ہوا کے دوش پر گاڑی دوڑاتا ہوا فارم ہاؤس کی طرف چل پڑا تھا۔ اس کی آنکھوں میں تشویش ہلکورے لے رہی تھی۔
زینہ اکیلی ہے۔

میں کیسے اسے چھوڑ کر آ گیا۔

لہذا پلینز اسے محفوظ رکھیے گا۔

وہ اضطراری حالت میں کبھی بالوں میں انگلیاں چلاتا کبھی ہارن پہ ہاتھ مارتا۔
وہ شکر ادا کر رہا تھا کہ وہ موٹر وے پر گاڑی نہیں نکال لے گیا تھا۔ شکر ہے وہ ابھی ایبٹ آباد میں ہی گھوم رہا تھا۔

ایک تو مغرب بھی ہو چکی تھی۔ اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا۔

بالآخر وہ فارم ہاؤس پہنچ ہی گیا تھا۔

ارمغان کی گاڑی جھٹکے سے فارم ہاؤس کے سامنے رکی تو یہ دیکھ کر اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا کہ پوری عمارت تاریکی میں ڈوبی ہوئی ہے۔

READERS CHOICE



خمار عشق نادر خان

نیشا جب اپنے گھر پہنچی تھی تو اس وقت بہ مشکل دوپہر کے بارہ بجے تھے۔ فرحانہ چچی نے ڈرائیور کو دو گھنٹے بعد آنے کا کہا اور نیشا کو اندر لے گئیں۔

"نیشا تم زرا ثمرہ کی مدد کر دو وہ نیچے والے اسٹور میں سے کب سے کبل نکالنا چاہ رہی ہے۔ اب تمہیں تو سب چیزوں کا پتہ ہے تو تم جلدی سے نکال دو۔ جب تک تمہارے چچا بھی آجائیں گے پھر ان سے مل لینا۔" فرحانہ نے نیشا سے آتے ہی فرمائش کر دی تھی۔

اس گھر میں ایک تہہ خانہ نما اسٹور تھا۔ جو اناج وغیرہ رکھنے کے لیے بنوایا گیا تھا۔ اب کافی عرصے سے فرحانہ وہاں گدے اور کبل وغیرہ رکھوانے لگیں تھیں جو کہ عموماً نیشا ہی نکالتی تھی۔

لیکن وہ جگہ دن میں بھی تاریک رہتی تھی۔ نیشا وہاں ہمیشہ دو ملازمین کے ساتھ جاتی اور خود زیادہ تر باہر سے ہی واپس آ جاتی تھی۔

اسے اس جگہ سے بہت خوف آتا تھا کیونکہ جب وہ محض دس سال کی تھی تو اس سے چچی کی گوٹے والی قمیض استری کرتے ہوئے جل گئی تھی اور سزا کے طور پر انہوں نے نیشا کو وہاں بند کیا تھا۔ اس کے ذہن سے اس جگہ کا خوف پھر نکلا نہیں تھا۔ اب بھی وہ چچی کی فرمائش پر پریشان ہوئی۔ "چچی، رحمت بوا کو لے لوں ساتھ تو نکلوادیتی ہوں کبل۔" وہ اپنی انگلیاں مروڑتی کہہ رہی تھی۔

خمار عشق نامر خان

"ارے! رحمت تو آج چھٹی پر ہے نہ۔ تم چلو تو ثمرہ بھی آرہی ہے پیچھے۔ نکال دے نہ میری بچی۔" وہ ینیشا کو پکارتے ہوئے کہنے لگیں۔

ینیشا تھوڑا ہچکچائی لیکن پھر اس نے سوچا کہ ثمرہ بھی آہی رہی ہے۔ وہ اپنا گلابی دوپٹہ کمر کے گرد باندھتی نیچے کی سیڑھیاں اترنے لگی۔

اس نے سیڑھیوں کے پاس سے سوئچ بورڈ آن کیا اور دروازے کی کنڈی کھول کر اندر جھانکا۔ بلب کی روشنی میں وہ جگہ اتنی ڈراؤنی نہیں لگ رہی تھی۔ ینیشا نے ایک قدم اندر لیا تو اسے ثمرہ نیچے آتی دکھائی دی۔

"ثمرہ آپ کی کون کون سے کمرے نکالنے ہیں؟" ینیشا مطمئن سی اندر کی طرف بڑھنے لگی کیونکہ ثمرہ اب دروازے کے پاس ہی کھڑی تھی۔

"وہ میرے اور اماں کے کمرے جو پیچھے والے ٹرنک میں ہیں۔" ثمرہ نے کمرے کی آخری دیوار کی طرف اشارہ کیا۔

"اچھا میں۔۔۔" ینیشا نے چند قدم اور لیے تھے کہ اسے زوردار گڑ گڑاہٹ سے دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔

ینیشا نے گھبرا کر اپنے عقب میں دیکھا۔ ثمرہ نے دروازہ باہر سے بند کر دیا تھا۔

خمار عشق نامہ خان

"ثمرہ آپی! ثمرہ آپی!" نیشا دیوانہ وار دوڑتی ہوئی دروازے تک گئی تھی۔ اس نے زوردار طریقے سے دروازہ بجایا۔

"پلیز دروازہ کھولیں۔ چچی! ثمرہ آپی!"

"پلیز میں نے کیا کیا ہے؟" نیشا کی پیشانی عرق آلود ہو گئی۔

اس کو اس بند کمرے سے وحشت ہو رہی تھی۔ وہ چلا چلا کر دروازہ بیٹنے لگی لیکن کوئی بھی اسے جواب نہیں دے رہا تھا۔

"چچی، چچا! اللہ کے لئے دروازہ کھول دیں۔"

"میرا دم گھٹ رہا ہے پلیز۔"

"میری کیا غلطی ہے؟"

"پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔ میں آپ کی ہر بات مانوں گی دروازہ کھول دیں پلیز۔۔۔"

نیشا کو نہیں معلوم کہ وہ کب تک دروازہ بجاتی روتی رہی۔

اس کے حلق میں پیاس کی شدت سے کانٹے پڑ گئے تھے۔

وہ دروازے کے پاس ہی زمین پر بیٹھی تھی۔

اس کی ہمت ختم ہو گئی تو وہ بھی چپ کر گئی۔ اسے یہ ڈھارس تھی کہ کم از کم وہ پیلا بلب جل رہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

وہ نڈھال سی وہاں بیٹھی تھی۔ تب ہی دروازے پر آہٹ ہوئی تھی۔

ینیشا لپک کراٹھی تھی۔ دروازہ کھلتے ہی ینیشا نے ثمرہ کو دھکادے کر باہر نکلنے کی کوشش کی تھی۔

لیکن چچی نے اسے زوردار طمانچہ مارا تھا۔ ثمرہ نے اس کے بال پکڑ کر اسے پیچھے کی طرف دھکیلا تھا۔ ینیشا فرش پر بری طرح گری تھی۔ اس کی کلائی میں چند گلابی چوڑیاں ٹوٹ کر گھس گئی تھیں۔

"دیکھو تو زرا چیونٹی کے بھی پر نکل آئے ہیں۔" فرحانہ چچی پھنکاری۔

"تجھے کیا لگ رہا تھا کہ تیری لاٹری نکل آئی ہے؟ اتنا میر بندہ تو نے پھانسا کیسے مجھے تو یہ سمجھ نہیں آیا۔" ثمرہ ینیشا کے بال مٹھی میں جکڑتی پوچھ رہی تھی۔

"مج۔۔۔ مجھے۔۔۔ پلیز۔۔۔ جانے دیں۔۔۔" ینیشا کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔

"جانا چاہتی ہے تو چپ چاپ ان کا غرات پر دستخط کر دے۔" چچی نے ایک فائل ینیشا کی آنکھوں کے سامنے لہرائی اور اس کے ہاتھ میں پین پکڑایا تھا۔

ینیشا کی نظر ان کا غرات پر پڑی اور اس پر حیرت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

"یہ۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔۔ یہ تو۔۔۔۔۔" اس سے غم کی شدت سے الفاظ بھی ادا نہیں ہو رہے تھے۔

"ہاں۔ خلع کے کاغذات ہیں۔ تو اس گھر کی بہو بننے کے لائق تھی ہی نہیں۔ تو اب اس التان سے خلع لے

اور میری ثمرہ کرے گی اس سے نکاح۔" چچی نے زہر خند لہجے میں کہا تھا۔

خمار عشق نامر خان

ینیشا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

اس کے لب آہستگی سے ہلے تھے۔

"کیا بکواس کر رہی ہے؟" ثمرہ نے اس کے بالوں کو بے دردی سے کھینچا تھا۔

"میں ایسا نہیں کروں گی۔" ینیشا نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا تھا۔

"کیا؟" فرحانہ کو سکتہ ہو گیا۔ یہ لڑکی ان کے سامنے آواز اٹھا رہی تھی؟

انہوں نے آگے بڑھ کر ینیشا کے نازک چہرے پر اپنے گوشت کے پہاڑ ہاتھ سے ایک اور تھپڑ جڑا تھا۔

ینیشا کے کان جھنجھاٹھے تھے۔ تھپڑ کی شدت سے اس کے ہونٹوں کا کنارہ پھٹ گیا تھا اور اس سے خون کی بوندیں نکل رہی تھیں۔

"کیا کہا ہے تو نے؟" ثمرہ نے اس بار ینیشا کا گریبان پکڑ کر اسے جھٹک دیا تھا۔

"میں التان کو ہر گز نہیں چھوڑوں گی۔" ینیشا کے آنسو رک چکے تھے، وہ اب پہلے سے بھی زیادہ زوردار آواز میں بولی تھی۔

وہ بچپن سے لے کر آج تک ہر چیز سے دستبردار ہوتی آئی تھی۔

وہ سب جانتی تھی کہ یہ پیسہ اس کے باپ کا تھا۔

خمار عشق نامر خان

وہ یہ بھی جانتی تھی کہ یہ گھر اس کے نام پر تھا جس کے کاغذات پر چچا اس کے دستخط لینے آئے تھے تب بھی اس نے جانتے بوجھتے یہ گھر ان کے نام ہونے دیا تھا۔

اسے ان چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اسے بس اپنوں کا پیار چاہیے تھا۔ اسی پیار کو پانے کے لئے وہ اپنے سے دگنی عمر کے مرد سے شادی کے لیے بھی رضامند ہو گئی تھی۔ لیکن اب نہیں۔۔۔۔

التان کو وہ کسی بھی قیمت پر نہیں کھوسکتی تھی۔

وہ اس کا شوہر تھا۔ اس نے تب اسے سہارا دیا تھا جب یہی لوگ اسے بے آسرا کر رہے تھے۔
ینیشا کو لگا تھا جس زندگی میں التان نہیں اس زندگی کا کوئی فائدہ نہیں۔
التان کے لیے وہ سب کچھ سہنے کو تیار تھی۔

ان لوگوں کے سامنے سر اٹھانے کو بھی جن کی ہر جائز ناجائز بات وہ بلاچوں چرامانتی آرہی تھی۔
"میں التان سے خلع نہیں لوں گی۔" ینیشا اپنی قوت مجتمع کرتے ہوئے چلائی تھی۔

"تیری اتنی ہمت؟" ثمرہ آپے سے باہر ہو گئی۔ اس نے اس زور سے ینیشا کا گریبان پکڑا تھا کہ اس کی ڈوری ٹوٹ کر ہاتھ میں آگئی تھی۔

اس خوبصورت گلابی انگرکھے کا گریبان پھٹ چکا تھا جو ینیشا نے خاص التان کے لئے پہنا تھا۔

خمار عشق نامہ خان

چچی نے اچانک ہی ثمرہ کو پیچھے کیا تھا۔

"ارے پاگل! تو کیا سمجھ رہی ہے کہ اسے تیری پرواہ ہے؟ وہ تو ولیمے کی دلہن کو ہی چھوڑ کر چلا گیا۔" چچی نے نیشا کے کانوں میں زہر گھولا۔

یہ نیشا کی آنکھوں میں اچانک خوف کے سائے لہرائے تھے۔ اس کو اپنی چال میں پھنستا دیکھ کر فرحانہ نے مزید کہا۔

"تو بہت بھولی ہے۔ وہ امیر آدمی ہے اس کی زندگی میں کئی عورتیں ہونگی۔"

"جب تک اس نے تجھے چھوا نہیں تھا اسے تجھ سے غرض تھی اب اس کا تجھ سے دل بھر گیا ہے۔ تو کر

ہی نہیں پائی اس کی ضرورتیں پوری۔ تیرے بس کا کہاں ہے۔"

یہ نیشا نے اپنا سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں۔۔۔۔۔التان ایسے نہیں ہیں۔"

"تجھے دنیا کا پتہ ہی کیا ہے؟ تو دستخط کر اور اس سے ایک دو کروڑ اینٹھ لے۔ سکون سے اپنی زندگی گزار۔

"فرحانہ اپنے طور پر اسے سبز باغ دکھا رہی تھی۔"

مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ نیشاالتان کی محبت میں پورپور ڈوب چکی ہے، وہ ان کے کسی جھانسنے کی دھمکی کو خاطر میں نہیں لائی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"وہ تو اب تک تجھے ڈھونڈنے بھی نہیں آیا۔ اسے پرواہ ہی نہیں۔"

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔" نیشا اپنا سر پٹکتی ہر بات کی نفی کرتی رہی۔

اس کا دل اس وقت بہت تکلیف میں تھا۔

وہ اتنی بے بس تھی کہ اپنوں کے ہاتھوں ہی تزیل کا شکار تھی۔ لیکن وہ ہار نہیں ماننے والی تھی۔ کبھی نہیں۔۔۔



"بھائی ایک منٹ گاڑی روکیں۔" التان کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا۔

"کیوں؟ الٹی یہ تو وہ جگہ نہیں ہے جہاں کی لوکیشن آئی ہے۔" عرشان نے جیب سائڈ پر لگائی تھی۔

"بھائی آپ اس لوکیشن پر جائیں۔ میں ایک باری نیشا کے چچا والے گھر کا چکر لگا لوں۔"

التان کو نہیں پتہ تھا کہ اس کا دل اسے بار بار وہاں جانے کو کیوں کہہ رہا تھا لیکن وہ وہاں دیکھے بغیر چین سے نہیں بیٹھ سکتا تھا۔

"اچھا کو میں پہلے وہیں چلتا ہوں۔" عرش نے تجویز دی۔

"نہیں یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔ میں چلا جاؤں گا۔" التان سے صبر نہیں ہو رہا تھا۔

"آپ اس لوکیشن پر جائیں کہیں وہ سراغ ہاتھ سے نہ نکل جائے۔"

خمار عشق نادر خان

وہ گاڑی کا دروازہ کھولتا کہہ رہا تھا۔

عرشمان اسے دیکھتا گاڑی آگے کی سمت لیتا چلا گیا۔

التان پہلے تو تیز تیز قدموں سے چل رہا تھا۔ پھر اس سے رہانہ گیا تو وہ بھاگنے لگا۔

اس کا چوڑا سینہ تیز بھاگنے کی سبب پھول رہا تھا۔

وہ بھاگتا رہا یہاں تک کہ اسے نیشا کے چچا کا گھر نظر نہیں آ گیا۔

وہ اس جگہ سے زیادہ دور نہیں تھا۔ محض دس منٹ میں وہ وہاں پہنچ چکا تھا۔

اس کی سانس پھول رہی تھی۔ لیکن وہ جلد ہی نارمل ہو گیا تھا اس سے زیادہ تو وہ روز جاگنگ ٹریک پر بھاگ لیتا تھا۔

التان نے دروازہ پر لگا ہوتا لادیکھا۔ لیکن وہ گھوم کر گھر کے عقبی حصے میں آیا۔

لان کی دیوار پالا نکتا وہ کھڑکیوں کو غور سے دیکھنے لگا۔ اندر بظاہر اندھیرا تھا۔

التان ابھی واپسی کے لیے اٹھنے ہی والا تھا کہ اس نے پردہ پر ایک ہیولہ سادیکھا۔

"اس کا مطلب میرا شک صحیح ہے۔ گھر کے اندر بھی کوئی موجود ہے اور باہر سے تالا لگا رکھا ہے۔"

التان نے خود کو درخت کی اوٹ میں کرتے ہوئے جواد کو کال ملائی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ اندر داخل ہونے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

خمار عشق نادر خان

اس کی بھوری آنکھوں میں بے چینی تھی۔

ینیشا اگر یہاں نہ ہوئی تو ان لوگوں نے اسے کہاں چھپایا ہوگا؟

التان سے مزید برداشت نہیں ہوا وہ درخت کے عقب سے نکلا تھا اور کھڑکی کے قریب آتا اپنی گن نکال چکا تھا۔

فائر کی زوردار آواز آئی تھی اور کھڑکی کا شیشہ چھناکے سے ٹوٹا تھا۔

التان ایک ہی جست میں اندر پہنچ چکا تھا۔

یہ وہی ہال تھا جہاں اس کا ینیشا سے نکاح ہوا تھا، اسے یاد آیا کہ کمرے اوپر کی منزل پر تھے۔

وہ بچے تلے قدم اٹھاتا اوپر کی سیڑھیاں ڈھونڈنے لگتا ہی اس نے ایک زینا دیکھا جو نیچے کی طرف جا رہا تھا۔

"تو کیا اس عمارت میں بیسمنٹ بھی ہے؟" التان نے اپنے فون کی لائو لوشن آن کر دی تھی تاکہ اس کی

ٹیم اس کو ڈھونڈنے میں کوئی دشواری محسوس نہ کرے۔ وہ نیچے آیا تو واقعی ایک دروازہ نظر آیا۔

دروازے کی درار سے روشنی کی ایک لکیر نظر آرہی تھی۔

مطلب اندر کوئی ہے؟

خمار عشق نامہ خان

التان ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اس دروازے کو کھولے یا انتظار کرے کہ اس نے کسی انسان کے زد و کوب ہونے کی آواز سنی۔

آواز مدہم تھی۔ لیکن صاف اندازاً ہو رہا تھا کہ کسی کو مارا جا رہا ہے۔
التان اپنی ٹیم کو کال کرنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر ایک چمکتی ہوئی چیز پر پڑی تھی۔
التان کا دل بند ہوا تھا۔

دروازے کے پاس نیشا کی طلائی پازیب چمک رہی تھی۔

التان کی آنکھوں میں خون اتر اٹھا۔

وہ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اٹھا تھا اور اس نے دروازے پر ہر درپے دو فائر کیے تھے۔

چنگاریاں نکلی تھیں اور دروازے کا لاک ٹوٹ گیا تھا۔ التان نے ایک زوردار کلک رسید کرتے وہ دروازہ کھولا تھا۔



اندر موجود فرحانہ اور ثمرہ گولی کی آواز سن کر ساکت کھڑی تھیں۔

ثمرہ کے ہاتھ میں نیشا کا دوپٹہ تھا جسے وہ اپنی نفرت میں تار تار کر چکی تھی۔ اس سے نیشا کے پاس کوئی بھی اچھی چیز برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

خمار عشق نامر خان

ان دونوں عورتوں نے فق ہوتی رنگت کے ساتھ دروازے میں کھڑے انسان کو دیکھا تھا۔
اس کے بازوؤں کے پٹھے پھول گئے تھے اور گردن کی رگ پھڑک رہی تھی۔
غصے کی شدت سے اس کا سینہ دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔
سب سے زیادہ جس چیز نے انہیں خوفزدہ کیا تھا وہ التان کی آنکھیں تھیں۔ ان بھوری آنکھوں سے آگ
کے شعلے نکل رہے تھے۔



التان جب اندر آیا تو اس کی نظر فرش پر گھٹنوں کے بل بیٹھی نیشا پر پڑی تھی۔
اس کی جان وہاں زخموں سے چور کسی قیدی کی مانند سک رہی تھی۔
التان نے ایک نظر اس کے لباس کو دیکھا جو مٹی سے اٹا ہوا تھا اس کا گریبان پھٹ چکا تھا اور وہ اس کی
دھڑکنوں کے مقام کو دیکھ سکتا تھا۔
نیشا کی آنکھیں کرب سے بند ہو رہی تھیں لیکن اس کی نظروں میں التان کا چہرہ لہرایا تھا۔ وہ نیم بے
ہوشی کی حالت میں بھی اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔
"التان۔۔۔" نیشا کے لبوں نے ایک مدھم سرگوشی میں اس کا نام پکارا تھا۔

خمار عشق نادر خان

التان کا دل اس کی حالت دیکھ کر کٹ چکا تھا۔ اب اس کے لبوں سے اپنا نام سن کر وہ دیوانہ وار اس کی طرف بھاگا تھا۔

اس کے بے جان ہوتے وجود کو اس نے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔
"نیشا۔۔۔"

التان نے تیزی سے اپنی جیکٹ اتار کر اس کے کانپتے وجود کو پہنائی تھی اور اسے بانہوں میں بھرتا کھڑا ہوا تھا۔

ثمرہ دیوانوں کی طرح اس کے راستے میں آئی تھی۔

"چھوڑ دو اسے۔ یہ تمہارے قابل نہیں ہے۔۔۔"

التان نے بنا اس کی طرف دیکھے اس نفرت انگیز لڑکی کو زوردار دھکا دیا تھا۔

ثمرہ تیار کر گری تھی اور اس کا سر میز کے کونے سے لگ کر پھٹا تھا۔

فرحانہ نے بیٹی کی یہ حالت دیکھی تو التان کی طرف جھپٹی تھی جس نے بلا تردد ہی اس کو یہہ عورت کے ماتھے پر پستول تان لی تھی۔

فرحانہ کی آنکھوں میں موت ناچنے لگی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نامر خان

التان کی انگلیاں ٹریگر پر تھی۔ نیشا اس کے کندھے سے لگی بے ہوش تھی۔ تب ہی عقب سے دوڑتے قدموں کی آواز آئی تھی۔

جواد اور عریشان وہاں پولیس کے ساتھ پہنچ گئے تھے۔

"سر!" جواد التان کو گن ایک عورت پر تانے دیکھ کر ٹھٹک گیا تھا۔

"الٹی نہیں...." عریشان کی بھی سانس رکی تھی۔

التان کی آنکھوں میں خون اتر اہوا تھا اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی۔

اس غلیظ عورت نے اس کی بیوی، اس کی نیشا کو اتنی تکلیف پہنچائی تھی، بہتر ہی تھا کہ وہ اس کی جان لے لیتا۔۔۔

التان نے گن سیدھے کرتے نشانہ لیا تھا۔

اس کی انگلیاں ٹریگر پر حرکت کر رہی تھیں۔۔۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

READERS CHOICE

For more novel kindly Google this link

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

<https://ezreaderschoice.com> آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

خمار عشق نادر خان

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**



ارمغان دیوانہ وار گاڑی سے اتر کر فارم ہاؤس کی طرف بھاگا تھا۔
"سروہاں خطرہ ہے۔۔۔ آپ ایسے مت جائیں۔۔۔۔" شاہنواز پکارتا ہی رہ گیا۔
"جسٹ شٹ اپ شاہنواز! فیوز چیک کرو اور اپنی ٹیم کو دیکھو۔ کس لئے رکھا ہے میں نے انہیں۔"
ارمغان دھاڑتا ہوا اندر بھاگا تھا۔
اندر گھپ اندھیرا تھا۔ وہ موبائل کی ٹارچ جلاتا سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر پہنچا تھا۔
کمرے کا دروازہ کھولتا وہ زینہ کی تلاش میں نظریں دوڑا رہا تھا۔
وہ کہیں نہیں تھی !!!!!!!
"زینہ !!!" ارمغان کی پکار کا کوئی جواب نہ آیا۔

خمار عشق نادر خان

وہ اندھیرے میں وہاں بکھرے، کانچ اور پھولوں سے بچتا اسے ٹارچ کی روشنی میں تلاش کر رہا تھا۔

"زینہ۔۔۔"

ارمغان کا دل حلق میں آیا تھا !

اس کی بالکنی کا دروازہ کھلا تھا !!

ارمغان اندھیرے میں میز سے بری طرح ٹکرایا۔ شاید اس کا گھٹنہ چھلاتھا لیکن پرواہ کسے تھی۔ وہ گرتا پڑتا، بالکنی میں پہنچا، لیکن وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔

ارمغان کی سانس بند ہونے لگی تھی۔

وہ کسی مجنوں کی طرح واپس کمرے میں آیا تھا اور اسی پل کمرہ روشنی میں نہایا تھا۔ شاہنواز فیوز ٹھیک کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ارمغان نے بے بسی سے کمرے پر ایک نظر ڈالی تھی اور اس کے سر پر حیرت کا پہاڑ ٹوٹا تھا۔۔۔

زینہ الماری کے اوپر گھٹنوں پہ تھوڑی رکھے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"زینہ؟" ارمغان کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔

"تم پاگل تو نہیں ہو؟ وہاں کیوں چڑھ کر بیٹھی ہو۔" وہ الماری کے قریب آتا چلا یا۔

زینہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اسے یکسر نظر انداز کرتے ہوئے چہرہ دوسری طرف گھمایا تھا۔

خمار عشق نادر خان

ارمغان کو لگا وہ سچ مچ پاگل ہو جائے گا۔ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا وہ بے دردی سے اپنی پیشانی مسل رہا تھا۔

"زینہ میں تم سے کچھ کہہ رہا ہوں۔ نیچے آؤ تم!" وہ بے بسی سے چٹخا۔
وہ اوپر گئی کیسے تھی؟

وہ کمرے میں ادھر ادھر دیکھ کر بھی سمجھ نہیں پایا۔ جب زینہ نے اس کو نظر انداز کرنا بند نہیں کیا تو وہ بپھرا ہوا لکڑی کی اس الماری تک گیا تھا اور اسے پوری قوت سے ہلانے جلانے لگا تھا۔
زینہ گھبرا کر چلائی تھی۔

"کیا کر رہے ہو تم۔ گرجاؤں گی میں۔"
ارمغان نے ایک ابرو اچکا کر اسے دیکھا تھا۔
"تم شرافت سے نیچے اترو۔"

"میں نہیں آؤں گی۔" زینہ کے جواب پر وہ بے بسی سے اسے دیکھے گیا۔
"مسز زینہ ارمغان۔ میں آپ سے بہت مودبانہ گزارش کر رہا ہوں کہ کمرے میں موجود ایسے فرنیچر پر تشریف لے آئیں جو انسانوں کے بیٹھنے کے لیے بنا ہے۔ الماری کو آپ کیڑے مکوڑوں کے لئے چھوڑ دیں تو آپ کی عنایت ہوگی۔" وہ خود پہ ضبط کرتا ایک لفظ چبا چبا کر بولا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"دیکھو تمہارے کمرے میں انسان کے علاوہ جو چیز ہے وہ یہاں سے نکالو پہلے۔" زینہ نے عجیب سی بات کی تھی۔

"کیا چیز؟" ار مغان اس کو نا سمجھنے والے انداز میں دیکھ رہا تھا۔

"وہی۔۔" زینہ نے اس کے عقب میں اشارہ کیا تھا۔

ار مغان نے پلٹ کر دیکھا تھا اور وہاں ایک نظر میں اسے کچھ بھی نظر نہ آیا۔

لیکن اس نے تھوڑا غور سے دیکھا تو وہاں اسے ایک عدد چوہا نظر آیا۔ جو دیوار کے پاس بیٹھا کچھ کتر رہا تھا۔

ار مغان کا منہ کھل گیا۔ اس کی نیلی آنکھوں میں حیرت کا جہاں آباد ہوا۔

مطلب اس کی شیرنی ایک چوہے سے ڈر کر الماری پر چڑھ کر بیٹھی تھی!!!!

بے اختیار ہی اس کے لبوں پر تبسم ٹھہرا تھا اور وہ اپنا منہ ڈالنے والا قہقہہ روک نہیں پایا تھا۔

زینہ نے حیرت سے اس حسین آدمی کو دیکھا تھا۔

اس کی نیلی آنکھیں ہنستے ہوئے چھوٹی ہو گئی تھیں اور گال پر پڑتا وہ گڑھا نمودار ہوا تھا۔

زینہ کو اچانک ہی ایسا لگا کہ وہ دونوں واپس کانلیجا کی اس چاندنی رات میں پہنچ گئے ہیں جہاں وہ دونوں

ایک دوسرے کے ساتھ ایک بار ایسے ہی ہنسے تھے۔ زینہ کے دل نے الگ ہی انداز میں شور مچانا شروع

کیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

ارمغان ہنستے ہنستے اس چوہے کی جانب بڑھاتا تھا اور زینہ نے چیخ ماری تھی۔

"نہیں۔۔۔ دیکھو ارمغان وہ ادھر آ جائے گا۔"

"زینہ یار چوہے کو الماری پہ چڑھنے کا راستہ نہیں پتا۔" ارمغان ہنستا ہوا اس ننھے چوہے کو کمرے کے باہر بھگانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

"چلا گیا ہے۔ پلیز نیچے آ جاؤ اب۔" وہ اس سے کہتا واپس الماری کے قریب آیا تھا۔

"تمہیں پورا یقین ہے ارمغان اسکندر؟" زینہ ادھر ادھر دیکھتی پوچھ رہی تھی۔

"جی مسز ارمغان اسکندر مجھے پورا یقین ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔

زینہ اب تذبذب کا شکار ہوئی۔

چوہے کے خوف سے وہ الماری کا دروازہ کھول کر اس کے خانوں پر پیر رکھتی چڑھ گئی تھی۔

لیکن یہ سچ تھا کہ ایک تو اس وقت کمرے میں اندھیرا تھا اوپر سے اس چوہے کے خوف نے اس کے ذہن سے اور ساری باتیں بھلا دیں تھی۔

اب جب وہ روشنی میں الماری اور زمین کے درمیان فاصلہ دیکھ رہی تھی تو اسے سوچ کر ہی چکر آ رہا تھا کہ یہاں سے کیسے اترے گی۔

"زینہ؟" ارمغان نے اسے پکارا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"میں نہیں آسکتی۔" زینہ نے صاف انکار کر دیا تھا۔

"ارمغان نے ایک منٹ اس کو بغور دیکھا تھا پھر اس کی آنکھوں میں چھپے خوف کو پڑھ لیا تھا۔

(محترمہ چڑھ تو گئیں ہیں مگر لگتا ہے اب ڈر رہی ہیں)

وہ دل ہی دل میں مسکرایا۔

"اچھا مجھے ہاتھ دو۔" ارمغان نے ہاتھ بڑھا کر پیشکش کی تھی۔

زینہ نے ایک منٹ سوچا۔

بہتر یہی تھا کہ وہ اس کا ہاتھ تھام لیتی۔ کم از کم نیچے تو آ ہی پائے گی۔

زینہ نے اپنا ہاتھ اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ میں دیا تھا۔

وہ آہستگی سے ٹانگیں لٹکا کر نیچے آرہی تھی۔ تب ہی ارمغان نے اسے کمر اے تھاما تھا۔

زینہ اس کے اچانک پکڑنے پر اچھلی تھی اور الماری سے ہی پھسل گئی تھی۔

وہ تو شکر ہے کہ ارمغان اسے پوری طرح پکڑ چکا تھا۔

وہ لہرا کر اس کے سینے سے ٹکرائی تھی اور ارمغان نے اسے سنبھالنے کے لیے کس کر خود میں بھینچا تھا۔



خمار عشق نادر خان

شاہنواز اسی وقت کمرے کے کھلے دروازے پر پہنچا تھا۔ لیکن اندر کا منظر دیکھ کر ہی الٹے قدموں لوٹ گیا تھا۔

بے چارہ شرم سے لال چہرہ لیا باہر آیا تھا۔ اور اپنے ماتحتوں کو بھی فارم ہاؤس کے باہری کونوں پر تعینات کر دیا تھا۔



ارمغان اور زینہ ہر بات سے بے خبر ایک دوسرے کی آنکھوں میں کھوئے ہوئے تھے۔
ارمغان نے اسے اب بھی خود میں بھینچ رکھا تھا اور اس کے سینے سے لگی زینہ اس کے دل کی دھڑکن اپنے سینے پر محسوس کر رہی تھی۔
وہ اپنے دونوں ہاتھ ارمغان کے گردن کے گرد ڈالے اس کے گلے کا ہار بنی پہلی بار اس کے یوں قریب ہوئی تھی۔

ارمغان کا ہاتھ اس کی کمر سے اوپر جہاں تھا۔ اس بات کا احساس ہوتے ہی ارمغان کے دل کی رفتار بڑھنے لگی تھی۔ وہ اس کی بیوی تھی۔

اس کے جذبات اس کی قربت میں منہ زور ہوئے تھے۔
وہ بے اختیار ہی اس کی شہد رنگ آنکھوں سے نظریں چرا گیا۔

خمار عشق ناز خان

اس کی نظر اس کے سنہری زلفوں پر پڑی تھیں جو پہلی بار اس کے ہاتھ کی ہتھیلیوں سے مس ہو رہی تھی۔ وہ اپنی خوبصورت بیوی کے مرمریں بدن کی نرم ہٹوں کو محسوس کرتا بے بس ہو رہا تھا۔۔۔



جاری ہے۔

قسط نمبر 23

#خمارِ عشق

#رائٹر_ناز خان

#رومینس_از_ان_دا_ایئر

☢ کاپی پیسٹ سے اجتناب کریں۔ کسی بھی ویب سائٹ یا چینل پر اپلوڈ کرنا منع ہے۔ ☢



التان کی آنکھوں میں خون اتر اتر ہوا تھا اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی۔

بہتر ہی تھا کہ وہ اس عورت کی جان لے لیتا۔۔۔

التان نے گن سیدھی کرتے نشانہ لیا تھا۔

خمار عشق نامر خان

اس کی انگلیاں ٹریگر پر حرکت کر رہی تھیں۔۔۔

تب ہی نیشا کے لبوں میں جنبش ہوئی تھی۔

"التان۔۔۔" وہ اس کے سینے سے لگی بند آنکھوں سے اسے پکار رہی تھی۔

التان کا سارا دھیان نیشا پر چلا گیا۔ انگلیاں ٹریگر پر سے ہٹ گئیں۔

وہ بھوری آنکھیں جو کچھ دیر پہلے لہو پڑکار ہی تھیں ان میں ایک بہت نرم تاثر ابھرا آیا تھا۔

وہ گن بیلٹ میں پھنساتا، نیشا کو سینے سے لگائے اس تہہ خانے سے نکلا تھا۔

"نیشا! جان! میں ہوں تمہارے پاس۔۔۔" وہ اسے اپنے ہونے کا یقین دلانا چاہتا تھا لیکن وہ اب بھی بے ہوش تھی۔



اس کے باہر جاتے ہی عریشان کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی تھی۔

اس کو ڈر تھا کہ کہیں اس خبیث ماں بیٹی کی وجہ سے اس کا بھائی قاتل نہ بن جائے !!!

وہ دونوں تھی تو اسی قابل لیکن انہیں سزا دینے کے لیے قانون موجود تھا۔

جواد کے ساتھ آئے پولیس اہلکاروں نے فوراً ان دونوں خواتین کو گرفتار کیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

ثمرہ نے فرار کی کوشش کی تھی جس پر لیڈی کانسٹیبل نے اسے کس کر تھپڑ رسید کیا تھا۔ ثمرہ کو سچ مچ دن میں تارے نظر آئے تھے۔

"زیادہ اچھل کود مت کر سمجھی!" پولیس کانسٹیبل نے اس کا ہاتھ مروڑ کر اسے قابو میں کیا تو ثمرہ کی جان نکل گئی۔

"چھوڑ دو مجھے۔۔۔۔۔ برباد کردوں گی میں سب کو۔۔" وہ کچھ اور بھی دھمکیاں دے رہی تھی۔ لیکن وہ لوگ اسے ہتھکڑیاں لگائے لے گئے تھے۔
فرحانہ بالکل چپ تھی۔

اپنے سر پر پستول تنی دیکھنے کے بعد خوف سے اس کی حالت خراب ہو گئی تھی۔
اب جان بچ گئی تھی تو وہ چپ چاپ ہتھکڑیاں لگوانے لگی۔ جواد پولیس کو ساری معلومات دے رہا تھا۔
عرشان باہر نکلتا کہ التان کو دیکھ سکے۔

التان نیشا کو بانہوں میں لیے عرشان کی جیب کی طرف ہی جارہا تھا۔
عرشان دوڑ کر آیا تھا۔

"الٹی تم نیشا کو لے کر جاؤ۔ میں بابا اور آنے کو انفارم کرتا ہوں۔" اس نے چابی التان کو پکڑائی۔
التان نے احتیاط سے نیشا کو جیب میں بٹھایا تھا۔

خمار عشق نامر خان

سیٹ بیلٹ لگا کر اس نے نیشا کا سر اپنے کندھے پر ٹکایا اور تیزی سے جیپ ہاسپٹل کی طرف بھاگ لے گیا۔



وہ ہاسپٹل پہنچا اور نیشا کے بے ہوش وجود کو بانہوں میں لیے سیدھا ایمر جنسی وارڈ کی جانب بھاگا تھا۔ ڈاکٹر فوراً ہی نیشا کی طرف آئی تھی۔

"ڈاکٹر پلیز میری وائف کو بچالیں۔۔۔ وہ آنکھیں نہیں کھول رہی ہے۔۔۔ مجھے۔۔۔ میں کیا کروں ڈاکٹر۔۔۔" وارڈ میں موجود سب ہی اسٹاف نے اس خوبرونو جوان کو دیکھا تھا۔ جس کی جان اپنی بیوی میں بسی تھی۔

التان کے پیچھے ہی جواد بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ وہ نرس کو پولیس اسٹیشنٹ دکھا کر سمجھا رہا تھا کہ انہیں ایویڈنس میں کیارپورٹ چاہیے۔

لیڈی ڈاکٹر نے نیشا کے بیڈ کے گرد پردہ کھینچنا چاہا تھا اور التان لپک کر راستے میں آیا تھا۔ "نوڈاکٹر۔ میں اب اسے اپنی نگاہوں سے اوجھل ہونے نہیں دے سکتا۔" اس کی آواز سخت تھی لیکن پلکوں پہ ٹھہرے آنسو ڈاکٹر دیکھ سکتی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"آپ پلیز تسلی رکھیں۔ یہ وارڈ ہے، یہاں دوسرے مریض بھی موجود ہیں۔ آپ کی وائف کی پرائیویسی کے لیے ہی میں انہیں کور کر رہی ہوں۔" ڈاکٹر نے نرم انداز میں اسے سمجھایا تھا۔

"جو بھی کرنا ہے آپ کو میری موجودگی میں کریں پلیز۔" التان کی دیوانگی دیکھتے ڈاکٹر نے اسے بھی کرٹن کے اس پار ٹھہرنے کی اجازت دے دی تھی۔

اس نے نیشا کے واسیٹلرچیک کیے تھے۔ اس کا بلڈ پریشر ڈراپ ہو رہا تھا۔

نرس نے خون کا نمونہ لیا تھا تاکہ ٹیسٹ کر کرچیک کیا جاسکے کہ نیشا کو کوئی ڈرگ نہ دی گئی ہو کیونکہ انہیں بتا دیا گیا تھا کہ یہ اغوا کا کیس تھا۔

جب کہ ایک نرس احتیاط سے اس کی بیرونی چوٹوں کی تصویریں لے رہی تھی۔

التان نے تڑپ کر اس کی کلاسیوں اور گٹھنے کے زخم دیکھے تھے۔ وہ لب بھینچے وہاں کھڑا تھا۔ اس کی بھوری آنکھیں بار بار دھندلا رہی تھیں۔



جب تک نیشا کا ٹریٹمنٹ ہوا تھا، دریا اور فرہاد بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ وہ سب اڑی رنگت کے ساتھ بدحواس سے کوریڈور میں ٹہل رہے تھے۔

خمار عشق ناز خان

اس نازک سی لڑکی کو اگر پتہ چل جاتا کہ اسکندر زاس کے لیے کس قدر پریشان تھے تو شاید وہ خوشی سے دوبارہ بے ہوش ہو جاتی۔

نینشا کو اب پرائیوٹ روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔

التان اپنے گھنگریالے بالوں میں ہاتھ چلاتا بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔

وہ ایک نظری نیشا کے وجود پر ڈالتا اور ہر بار اسے کوئی نئی کھروچ دکھ جاتی اور وہ پھر سے تیج و تاب کھا جاتا۔ دریا تو نیشا کی حالت دیکھ کر برداشت نہیں کر سکی تھیں اور بے آواز رو رہی تھیں۔

انہیں ذرا اندازا نہیں تھا کہ وہ عورت اس قسم کی حرکت کر سکتی ہے۔ وہ بس اللہ کا شکر ادا کر رہی تھیں کہ نینشا انہیں واپس مل گئی تھی۔

"ڈاکٹر نیشا کو آئی مین میری وائف کو ہوش کیوں نہیں آرہا؟" التان بے تابی سے ڈاکٹر سے پوچھ رہا تھا۔ جو نیشا کی کنڈیشن چیک کرنے کے لئے آئی تھی۔

"انہیں کچھ پین کلر ز اور سکون آور ادویات دی گئی ہیں تاکہ وہ جب ہوش میں آئیں تو ریلیکس رہیں۔ آپ چند گھنٹے انتظار کر لیں۔ وہ ٹھیک ہیں خوش قسمتی سے کوئی اندرونی چوٹ نہیں آئی ہے۔" ڈاکٹر اسے تفصیل بتاتی آگے بڑھ گئی تھی جبکہ التان نیشا کے برابر اس کا ہاتھ تھام کر بیٹھ گیا تھا۔

"عرشمان، ارمغان کہاں ہے؟" دریانے پوچھا تو عرشمان نے گھڑی دیکھی۔

خمار عشق نادر خان

رات کے دس بج رہے تھے۔ اب اس وقت تو ارمان کو ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں تھا۔ بہتر یہی تھا کہ اسے کل صبح ہی نیشا کے اغوا اور بازیابی کے بارے میں بتایا جاتا اور نہ وہ ابھی ہی اسلام آباد کے لیے نکل پڑتا۔

"آنے، آبی کو ابھی ہم نے کچھ بتایا نہیں ہے۔ وہ ایک ڈیل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ کل صبح انہیں بتادوں گا۔" عرمان نے بہانہ بنایا۔

دریائے سرہلانے پر اکتفا کیا۔ وہ سب لوگ رات کو ہاسپٹل میں رک تو سکتے نہیں تھے، اسی لیے فرہاد، دریا اور عرمان ابھی گھر جا رہے تھے تاکہ کل صبح ہی واپس آجائیں۔

"التان بیٹا ہمت رکھو۔ مجھے امید ہے جب ہم کل صبح واپس آئیں گے تو ہماری بہو بالکل ٹھیک ہوگی اور ہم اسے گھر لے جائیں گے۔" فرہاد صاحب نے بیٹے کو تسلی دی تھی۔

وہ التان کا بکھرا روپ دیکھ کر پریشان تھے اور نیشا کا زخموں سے چور حال تو ان سے دیکھا ہی نہیں گیا تھا۔

فرہاد صاحب نے پولیس کمشنر کو فون کر کر اس کیس کے بارے میں بات کی تھی۔

انہوں نے اغوا اور تشدد کا مقدمہ تو کر ہی دیا تھا۔ باقی وکیل صاحب کو ہدایت کر دیں تھی کہ کڑی سے کڑی سزا کا انتظام ہونا چاہیے۔

خمار عشق نامر خان

اسکندر زکی بہوپہ ہاتھ ڈال کر کوئی بچ تو نہیں سکتا تھا۔



ارمغان کے سینے سے لگے، زینہ نے خود کو ان نیلی آنکھوں کی گہرائی میں ڈوبتا محسوس کیا تھا۔

وہ اس کے دل کی دھڑکن سنتی عجیب سے احساسات میں گھر رہی تھی۔

ارمغان نے اسے نیچے اتار کر اپنے ہاتھ اس کے گرد سے ہٹائے تھے۔

زینہ بھی اس سے دوری اختیار کرنے کے لئے ایک قدم پیچھے ہٹی تھی۔ اور اس کا پیر نیچے بکھرے ہوئے

پھولوں کے گلدستہ پر پڑا تھا وہ لڑکھرائی تھی اور ارمغان نے اس کو سہارا دینے کے لئے اسے کمر سے تھاما

تھا۔

زینہ نے ارمغان کے لمس کو اپنے گرد محسوس کیا تو ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ خود کے گرد سے ہٹائے

تھے۔

"تم ارمغان اسکندر اپنے ہاتھ مجھ سے دور رکھو۔" وہ انگلی دکھاتی اسے وارن کر رہی تھی۔

ارمغان کے چہرے پر اچانک ہی سختی در آئی تھی۔

زینہ کا اتنی بد تمیزی سے اس کے ہاتھ جھٹکنا اسے پھر سے اشتعال دلا گیا تھا۔

خمار عشق نامر خان

اس نے ایک نظر اس کی خود کی طرف اٹھی ہوئی انگلی دیکھی تھی اور اگلے ہی پل اس کا ہاتھ اس کی کمر پر لاتا وہ اسے پکڑ کر اپنے قریب کر چکا تھا۔

زینہ پھر سے اس کے سینے سے آٹکرائی تھی۔ اس نے اپنی شہد رنگ آنکھوں میں غصہ لیے اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ جہاں پر رقم سرد تاثر نے زینہ کا خون خشک کیا تھا۔

"تمہیں پھر خوش منہی ہونے لگی ہے کہ مجھے تمہیں ہاتھ لگانے میں کوئی انٹرسٹ ہے۔" ار مغان اپنا چہرہ اس کے بالکل قریب لاتا سرگوشی میں کہہ رہا تھا۔

زینہ کا دل اچانک بہت زور سے دھڑکنے لگا تھا۔ وہ اس کی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی کسی خوفزدہ ہرنی کی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔

ار مغان کو الفاظ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔ وہ اسے جتا رہا تھا کہ وہ اسے جب چاہے چھو سکتا ہے۔

"اب اگر تم ایکروبیٹ کے سارے کرتب دکھا چکی ہو تو جا کر کچھ کھا لو۔ ورنہ تم بھوک سے بے ہوش ہو جاؤ گی اور پھر کہو گی کی میں تمہیں چھو رہا ہوں۔"

ار مغان کے آخری جملہ میں چھپا طنز زینہ کو پوری طرح سلگا گیا تھا۔

جیسے ہی ار مغان نے اس کا ہاتھ چھوڑا تھا وہ تننتاتی ہوئی کمرے سے نکل گئی تھی۔

خمار عشق نادر خان

ارمغان نے ایک گہری سانس لی تھی۔

اس کی بیوی بھی اس کا صحیح امتحان لے رہی تھی۔

وہ اس کی قربت میں خود پر کیسے قابو کر رہا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا ورنہ اگر اس کی مرضی چل رہی ہوتی تو وہ محترمہ اس وقت۔۔۔

ارمغان نے دوبارہ ایک سرد آہ بھری تھی۔ اور اپنی شرٹ کے بٹن کھولتا، شاور لینے کے لیے باتھ روم میں چلا گیا تھا۔

اسے امید تھی کہ ٹھنڈے پانی کی پھوار اس کے منہ زور جذبات کی آگ کو کچھ سرد کر دے گی۔



زینہ جتنے غصہ میں باہر آئی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کیا کرے۔

اس نے ٹیبل پر رکھا کانچ کا گلاس اٹھا کر اونچا کیا تھا۔ لیکن کچھ سوچ کر وہ رک گئی تھی۔

"گلاس توڑنے سے کیا فائدہ؟ زینہ! اگر توڑنا ہی ہے تو اس گھمنڈی انسان کا سر توڑ۔" زینہ نے خود کو

ماہرانہ مشورہ دیا اور جگ میں رکھا پانی گلاس میں انڈیلا۔

"مطلب اگر وہ جسمانی طور پر طاقتور ہے تو اس کا مطلب یہ تھوڑی ہے کہ جو مرضی کرے۔۔۔۔"

زینہ نے گلاس لبوں سے لگایا تھا اور ایک ہی سانس میں خالی کیا تھا۔ پانی پی کر وہ کچن میں پہنچ چکی تھی۔

خمار عشق نامر خان

"میں کیوں ہو جاؤں گی بھوک سے بے ہوش؟ الحمد للہ بہت اسٹر ونگ ہوں میں" زینہ نے اب کی بار کچن کا جائزہ لیا۔ ایک جگہ اسے کچھ ڈشز کور ہوئی نظر آئیں۔

ڈھکن اٹھایا تو سینڈوچ دیکھ کر اس کی بھوک چمک اٹھی۔

اس نے صبح کا ناشتہ کر رکھا تھا اور اب رات ہو رہی تھی۔ زینہ کو یہ سوچ کر غصہ تو آیا تھا کہ وہ ار مغان کے کہنے پر کھانا کھانے لگی تھی لیکن اگر اسے لڑنا تھا تو خود کو کمزور نہیں ہونے دینا تھا۔

زینہ نے اطمینان سے ایک سینڈوچ کھایا اور دوسرے کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اسے محسوس ہوا کہ اس کے پاؤں سے کوئی نرم چیز ٹکرائی ہے۔

زینہ کا پل میں رنگ اڑا تھا۔ اس نے ڈرتے ڈرتے نیچے دیکھا تھا اور ایک دلہوز چیخ بلند کی تھی۔

وہی سفید ننھا چوہا زینہ کے پیر کے پاس بیٹھا اپنی گول گول آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔

زینہ تیر کی طرح بھاگتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ گئی تھی۔ اس نے جھپٹ کر دروازہ کھولا تھا۔ اور بنادیکھے کمرے میں گھستی چلی گئی تھی۔

جتنا اندھا دھند بھاگ کر وہ آئی تھی ار مغان بھی اتنی ہی سرعت سے اسی کی طرف آ رہا تھا۔

وہ ابھی ابھی شاور لے کر نکلا تھا لیکن اسی کی چیخیں سن کر پریشان ہو کر نیچے ہی جا رہا تھا جب زوردار طریقے سے زینہ اس سے ٹکرائی تھی۔

خمار عشق نامر خان

"آؤج"

زینہ نے اپنی ناک سہلاتے سر اٹھایا تھا اور نظریں ار مغان کے بھگے چہرے پر پڑی تھیں۔
اس کے بھورے بالوں اور داڑھی پر پانی کے قطرے اٹکے تھے۔ زینہ اسے دیکھ ہی رہی تھی کہ اسے پھر
سے اپنے پیر سے کوئی چیز ٹکراتی ہوئی محسوس ہوئی تھی اور زینہ نے چیخ مار کر ار مغان کے اوپر چھلانگ
لگائی تھی۔

وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن پکڑے اپنے ٹانگیں اس کے پیروں سے لپٹائے اس پر چڑھ چکی
تھی۔

اس کی آنکھوں میں اتنا خوف تھا کہ ار مغان کو بھی نیچے دیکھنا پڑا کہ وہ اس بار کس عفریت سے ڈر کر بھاگی
ہے۔

"زینہ؟"

"پلیز اسے ہٹاؤ ار مغان پلیز وہ میرے اوپر چڑھ جائے گا۔"

وہ آنکھیں بند کر کر اس سے چمٹی ہوئی تھی۔

"زینہ۔۔؟ کچھ نہیں ہے یہاں۔" ار مغان عجیب سی شکل بنانا اسے کہہ رہا تھا۔

خمار عشق ناز خان

"نہیں وہ تھا۔۔۔ میں نے دیکھا تھا۔۔۔ وہ اپنی دم بھی ہلا رہا تھا۔۔۔" زینہ نے جھر جھری لیتے ار مغان کو اور مضبوطی سے پکڑا تھا۔

"پلیز زینہ۔۔۔ تم خود دیکھو۔۔۔ تمہارا دوپٹہ تھا شائد۔۔۔" ار مغان کی آواز میں کچھ بے بسی سی تھی۔ زینہ نے آخر کار آنکھیں کھول ہی لیں تھیں۔

واقعی اس کا دوپٹہ زمین پر گرا ہوا تھا، شائد وہ جب کچن سے بھاگی تو دوپٹہ پھسل کر گرا تھا اور اس کے پیر سے ٹچ ہوا ہو گا۔

وہ شرمندہ سی ار مغان کے چہرے کی طرف دیکھنے کے لیے مڑی تھی اور اس کی نظر سنگھار میز کے آئینے میں نظر آتے ان دونوں کے عکس پر پڑی تھی۔ ار مغان کی چوڑی سفید پشت کا عکس دیکھ کر وہ ٹھٹکی تھی۔

وہ خود جس طرح اس سے چپکی ہوئی تھی، اس کا عکس آئینہ میں دیکھ کر اس کا چہرہ لال ہوا تھا۔ ار مغان بے بسی سے اپنے سینے سے لگی اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔

وہ بے چارہ ابھی ابھی شاور لے کر نکلا تھا۔ اسے شرٹ پہننے کا موقع بھی نہیں ملا تھا کہ زینہ کی چیخ پر وہ اس کی جانب بھاگا تھا لیکن وہ اندھا دھند بھاگ کر اس سے ہی لپٹ گئی تھی۔ وہ جتنا خود پہ قابو رکھنے کے جتن کر رہا تھا اتنا ہی وہ اس کا ضبط آزار ہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

زینہ نے خود کو یوں بنادو پٹہ ار مغان کے شرٹ لیس سینے سے لگے دیکھا تو اس کی رنگت سرخ انار ہو گئی تھی۔

ار مغان نے دلچسپی سے اس کے حسین چہرے پر بکھرتے رنگ دیکھے تھے۔

زینہ نے اس کی نیلی آنکھوں سے نظر ملتے ہی اپنی ہیزل آنکھوں پر پلکوں کی جھالر گرائی تھی۔

اس کے یوں سر جھکانے سے ایک سنہری لٹ اس کے چہرے پر آئی تھی۔

ار مغان جو اتنی دیر سے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے اسے چھونے سے خود کو باز رکھ رہا تھا۔ اچانک ہی

اس کی لٹ کو اپنی انگلی پہ لپیٹ گیا تھا۔

زینہ نے گہرا کرا سے دیکھا تھا۔

وہ آہستگی سے پھسل کر ار مغان کے گرد سے اپنا حصار توڑتی اتر رہی تھی۔

اس کے جسم کے خود سے یوں مس ہونے سے ار مغان نے آنکھیں بند کر کر خود کو اسے خود میں مزید

سمونے سے روکا تھا۔

زینہ نے ار مغان کا ضبط سے لال ہوتا چہرہ دیکھا تھا اور وہ کچھ تیزی سے اس سے دور ہوئی تھی۔

"آئی ایم سوری۔۔ مجھے پتہ نہیں تھا کہ تم۔۔۔" اس کی آواز بہت دھیمی تھی۔

خمار عشق ناز خان

ارمغان نے آنکھیں کھول کر اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا تھا، اس کے چہرے پر اب بھی شرم کی لالی بکھری ہوئی تھی۔ اور وہ نروس ہوتی اپنا نچلا ہونٹ کچل رہی تھی۔ ارمغان نے ہاتھ بڑھا کر اپنے انگوٹھے کو اس کے لب پر رکھتے اسے اس حرکت سے باز رکھا تھا۔ زینہ کی پلکیں فوراً ہی اٹھیں تھیں۔

"تمہیں سوری کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اب سارے کا سارا تمہارا ہوں۔" اس کی بھاری مخمور آواز پر زینہ کے دل نے مزید شور کیا تھا۔

وہ اس سے نظریں چرا رہی تھی تب ہی زینہ کی نظر ارمغان کے سینے پر بنے ٹیوپر پڑی تھی۔

کچھ لکھا تھا شاید۔۔۔۔

وہ لاشعوری طور پر اسے پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی تب ہی وہ اس کے مزید قریب ہوا تھا۔

"اب نظر آ رہا ہے؟" وہ ابرو اچکائے اس سے پوچھ رہا تھا۔ جبکہ وہ چورسی ہو گئی تھی۔

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے پڑھنے کا۔۔۔" زینہ منہ پھلاتی سینے پہ ہاتھ لپیٹتی مڑی تھی۔

"مجھے تو ہے۔ تمہارے لوکٹ پر بھی تو لکھا ہے نہ کچھ۔۔۔" ارمغان نے اسے جیسے یاد دلایا۔

"وہ لاکٹ تو۔۔۔" زینہ نے بے اختیار ہی اپنے گریبان پر نظر ڈالی تھی۔

اس کی بھاگ دوڑ میں اس کے گلے کے بٹن کھل گئے تھے اور اس کی دھڑکنوں کے مقام پر موجود وہ پینڈنٹ صاف نظر آ رہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

زینہ کا دل کیا کہ وہ وہاں سے کسی طرح غائب ہو جائے۔ اس نے جھپٹ کر فرش پر پڑا دوپٹہ اٹھایا تھا اور ارمغان کی طرف سے رخ پھیر گئی تھی۔

ارمغان کے چہرے پر ڈمپل نمایاں ہوا تھا۔ اور وہ مسکراتا ہوا الماری سے اپنے لیے شرٹ نکالنے لگا تھا۔



التان نیشا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اپنا چہرہ ان پر ٹکائے بیٹھا تھا۔ وہ جب سے بس اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے حسین چہرے پر زردیاں گھلی تھیں۔ ہونٹ کا کنارہ اب بھی سو جا ہوا تھا۔ اس کے گال پر جہاں اس بے شرم عورت نے ہاتھ اٹھایا تھا، نیل پڑ گیا تھا۔

التان اسے دیکھ کر بے بسی سے آنسو بہا رہا تھا۔ جب ہی نیشا کے ہاتھ میں جنبش ہوئی تھی۔ "نیشا؟؟؟" وہ بے تاب سا اس پر جھکا تھا۔

نیشا نے دھیرے سے آنکھیں کھولی تھیں۔ اس کی نظریں جیسے ہی التان کے چہرے پر فوکس ہوئی تھیں۔ وہ بے چین ہو گئی تھی۔

"التان۔۔" اس کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔

التان نے فوراً ہی اپنے لبوں سے وہ آنسو چنا تھا۔

"نیشا جان میں ہوں تمہارے پاس۔" وہ اسے اپنے سینے سے لگاتا کہہ رہا تھا۔

خمار عشق نامر خان

"التان۔۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔۔ میں آپ کو کبھی نہ نہیں کروں گی۔" نیشا نے سسکیاں لیتے کہا تھا۔ اس کا ذہن اب بھی فرحانہ کی باتوں کے زیر اثر تھا۔

"کب نہ کہا تم نے مجھے۔۔۔ نیشا سب ٹھیک ہے اب۔۔۔" التان کو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے لیکن وہ اسے خود سے لپٹائے تسلی دینے لگا۔

"آپ بس مجھے چھوڑ کر مت جائیں۔۔۔" وہ التان میں مزید سمٹی رو رہی تھی۔

"میں تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جا رہا۔" وہ اس کے بالوں کو نرمی سے سہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

وہ اس کے سینے سے لگی دوبارہ غنودگی میں چلی گئی تھی لیکن اس نے التان کے ہاتھ کو اپنی انگلیوں کی مضبوط گرفت میں لے لیا تھا۔



جاری ہے،

قسط نمبر 24

READERS CHOICE #خمار عشق

#رائٹر نامر خان

⚠ کاپی پیسٹ کرنے سے اجتناب کریں۔ ⚠

خمار عشق نادر خان

خانوں کی حویلی میں ایک سوگوار سی فضا تھی۔ جب سے ارمغان زینہ کو لے کر گیا تھا سب بالکل چپ تھے۔

اکرم خان اور شہرام خان سنجیدگی سے بڑے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے درمیان کوئی گفتگو نہیں ہوئی تھی۔

اکرم خان باپ سے شرمندہ تھے کہ ان کے منع کرنے کے باوجود وہ بیٹی کو آزادی دیتے رہے اور آج انہیں یہ دن دیکھنا پڑا۔

عطیہ بیگم اپنے کمرے میں تھیں۔ ان کا رو کر برا حال تھا۔

ایسا کیسے ہو گیا تھا کہ ان کی زینہ نے سب کو بتائے بغیر اپنی مرضی سے نکاح کر لیا؟ اور وہ اسے خفیہ بھی رکھے ہوئے تھی !

وہ متورم چہرے کے ساتھ بیٹھی تھیں جب ہی ارزش وہاں آئی تھی۔

"اماں آپ تھوڑا سا کھانا کھالیں۔" ارزش اپنی کمر پہ ہاتھ رکھتی ایک ٹرے ان کے سامنے بڑھا رہی تھی۔

اسے اس بات کی خوشی تھی کہ ولی، اس کا سہاگ صحیح سلامت لوٹ آیا تھا۔ لیکن اسے بھی اس بات کا دکھ تھا کہ زینہ نے شادی کے بارے میں کسی کو بھی نہیں بتایا۔

خمار عشق نادر خان

اب ارزش کو اپنی ساس کی فکر ہو رہی تھی جو بیٹی کے غم میں رو رو کر ہلکان ہو رہی تھیں۔

"مجھے نہیں کھانا ارزش، مجھ سے نہیں کھایا جائے گا۔" وہ رندھی ہوئی آواز میں بولیں۔

"اماں ایسے تو آپ کی صحت پر اثر پڑے گا۔" ارزش نے اصرار کیا۔

"کسے فرق پڑتا ہے میں جیوں یا مروں! اس اولاد کو تو کوئی پرواہ ہی نہیں جو پردیس میں چوری چھپے بیاہر چا

آئی۔۔۔ کیا عزت رہ جائے گی ہماری۔۔۔" ان کی آواز میں کرب تھا اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے

تھے۔

ارزش بے بسی سے انہیں دیکھے گئی۔

اس وقت ان کو کچھ بھی کہنا بے کار تھا۔

ان کے دل کو ٹھیس پہنچی تھی اور کچھ عرصہ تو لگتا ہے دل کے زخم کو برداشت کے قابل ہونے

میں۔۔۔۔



ارزش اپنے کمرے میں آئی تو ولی کی سرہاتھوں میں گرائے صوفے پر بیٹھے دیکھا۔

وہ دھیرے سے چلتی اس کے پاس آئی۔

"خان۔۔"

خمار عشق نامر خان

اس کے پکارنے پر ولی نے سراٹھایا تھا۔

ولی نے بنا کچھ کہے ہی بائیں پھیلائی تھیں اور ارزش اس کے حصار میں ساگئی تھی۔

وہ دونوں بہت دیر تک بس ایک دوسرے کو محسوس کرتے رہے۔ ارزش دھیرے دھیرے ولی کے سیاہ بالوں میں اپنی انگلیاں پھیر رہی تھی جبکہ ولی اس کی کمر سہلاتا، اس کے وجود کو خود سے مزید قریب کر رہا تھا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا خان۔" ارزش نے اس کی پریشانیاں باٹنے کی سعی کی۔

"ہاں انشاء اللہ۔ ویسے ہی اللہ نے کچھ بہت برا ہونے سے بچا لیا ہے ارزش۔"

ولی آہستگی سے بولا۔

وہ ارزش کو تفصیل بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن سچ یہی تھا کہ آج جو بھی ہوا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ بڑے نقصان سے بچ گئے تھے ورنہ گل شیر خان نے بہت گھٹیا منصوبہ بندی کر رکھی تھی۔



ماہ نوش گم سم سی اپنی مسہری پر بیٹھی تھی۔ ذہن کل رات سے اب تک کے سارے واقعات میں الجھا ہوا تھا۔

وہ سوچتے سوچتے عریشان کے بارے میں سوچنے لگی۔

خمار عشق نادر خان

"تھا کون وہ اجنبی؟"

"ہمیں واقعی ایک بڑا گناہ کرنے سے بچا لیا اس نے۔۔۔"

ماہ نوش کی زمر دپتلیوں میں ایک جھلماہٹ سی تھی۔

اس کے بھورے بال لاپرواہی سے کمر پر پڑے تھے۔ وہ یوں ہی اپنی تھوڑی گٹھنے پہ ٹکائے خیالوں میں گم تھی۔

اسے وہ لمحہ یاد آیا جب عریشان اسے یک ٹک تک رہا تھا۔

ماہ نوش کے چہرے پر گلابی ڈورے نمودار ہونے لگے۔

"توبہ! تھا تو کافی ٹھہر کی! کیسے دیکھ رہا تھا ہمیں۔۔۔۔"

"اور ہم بھی نہ! جھلی نہ ہوں تو۔۔۔۔ دوپٹہ ہی گمادیا تھا اپنا۔۔۔ وہ تو شکر ہے کہ۔۔۔۔" ماہ نوش کو یاد آیا کہ عریشان نے اسے اپنی شال دی تھی۔

ایک مبہم سی مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا احاطہ کیا تھا۔

"اتنا بھی ٹھہر کی نہیں تھا۔۔۔۔"

وہ انہی سوچوں میں گم تھی۔ جب جمانہ دھڑ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی۔

"اف ماہ نوش!!!! میری بچی۔۔۔"

خمار عشق نادر خان

جمانہ کی آنکھوں میں نمی تھی۔

"اماں کیا ہوا ہے؟" ماہ نوش تیزی سے ماں کے پاس گئی تھی۔

"ہائے! تیرے لالہ نے تو صرف تیرے ہونے والے سہاگ کوز خمی ہی کیا تھا لیکن تیرے بابا نے مجھے ابھی بتایا کہ جرگہ میں تیری منگنی ختم ہی کر دی ہے۔"

جس بات پر جمانہ بین کر رہی تھی۔ اسی بات نے ماہ نوش کے چہرے پر چمک پیدا کر دی تھی۔

وہ یہی سوچ کر ڈر رہی تھی کہ جب منصور کو ہوش آئے گا تو وہ دوبارہ ایسا ویسا کچھ کرے گا۔

اس بات کے خوف سے اس پر کپکپی چڑھ رہی تھی۔ لیکن یہ تو بہت ہی خوش آئند خبر تھی کہ اب اس غلیظ انسان کا ماہ نوش سے کوئی رشتہ نہیں تھا! وہ اس کے نام سے آزاد تھی۔

جمانہ ماہ نوش کی حالت سے بے خبر صدمے سے نڈھال تھی۔ اس نے تو اپنی پھول سی بچی کے لیے سب سے بہتر سسرال چنا تھا۔

"یہ سب ولی کی غلطی ہے۔" جمانہ غم و غصے کی تصویر بنی ہوئی تھی۔

"نہ تو وہ بلا وجہ منصور سے جھگڑا کرتا اور نہ ہی یہ سب ہوتا۔۔۔۔۔" جمانہ کی سبز آنکھوں میں نفرت ہلکورے لے رہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

ماہ نوش کارنگ پل میں سفید پڑا تھا۔

جمانہ تو سچائی سے واقف ہی نہیں تھی۔

ماہ نوش کا وجود لرز نے لگا۔

"بہن نے یہ گل کھلائے کہ ولایت میں ہی بیاہر چا آئیں اور بھائی نے میری بیٹی کا گھر ہی اجاڑ دیا۔۔۔"

جمانہ نے زہر خند لہجے میں کہا تھا۔

جب بھی بات ترکی کی ہوتی تھی جمانہ کے زخم ہرے ہو جاتے تھے۔

اس ہر جائی نے بھی تو اسی ملک میں ان سے بے وفائی کی تھی۔

اب دوپہر میں اس کا عکس دروازے پر دیکھ کر پہلے ہی وہ ناسور کھل گیا تھا اور اس پر مستزاد یہ خبر کہ زینہ

نے ترکی میں کسی سے شادی کی تھی۔

جمانہ اس وقت بہت زیادہ جزباتی ہو رہی تھی۔ اور اسی لئے اس کے اندر کا ابال نفرت بن کر اس کے

الفاظ میں زہر بھر رہا تھا۔

ماہ نوش سر جھکائے ماں کی باتیں سن رہی تھی۔ اس کے ضبط کا دامن چھوٹ رہا تھا۔

"پتہ نہیں کون سی دشمنی نبھائی ہے میرے ہی بھائی کے بچوں نے مجھ سے۔۔۔ ولی کو تو میں۔۔۔"

"لالہ کو کچھ مت کہیں۔۔۔" جمانہ نے چونک کر اپنی بیٹی کو دیکھا تھا۔

خمار عشق ناز خان

ماہ نوش کی آواز میں لرزش تھی اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھری تھیں۔

"اگر آپ کو کسی کو کچھ کہنا ہی ہے اماں تو ہمیں کہیں۔"

"کیا مطلب تمہارا کیا قصور ہے؟" جمانہ کے ماتھے پر سلوٹیں نمودار ہوئیں۔

"قصور تو۔۔۔۔۔ ہم۔۔۔ ہماری ہی قس۔۔۔ مت کا ہے۔۔۔۔۔ اماں۔" ماہ نوش کی ہچکیاں بندھ گئیں تھی۔

جمانہ کو کچھ انہونی کا احساس ہوا۔

"صاف صاف کہو ماہ نوش!" وہ ایک قدم اس کے قریب آتی اس کے بازو پکڑ کر اسے جھنجھوڑ گئی۔

"اماں۔۔۔ ہم۔۔۔ ہم نے مارا تھا منصور کو۔۔۔۔۔" ماہ نوش نے آنسوؤں کے درمیان کہا۔

"وہ ہم سے۔۔۔ ہم سے۔۔۔ زبردستی کرنے کی۔۔۔"

"چپ ہو جا ماہ نوش!" جمانہ کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔

اس کی روتی بلکتی بچی کل سے اتنی بڑی بات کا بوجھ اکیلے سہہ رہی تھی۔

اور وہ اپنے محسن کو ہی برا بھلا کہہ رہی تھی۔

سن ہوتے دماغ سے جمانہ بستر پر بیٹھتی چلی گئی۔

ماہ نوش کے الفاظ کی سنگینی کا اسے بخوبی اندازہ تھا۔

خمار عشق نادر خان

ماہ نوش بے آواز رو رہی تھی۔

رات خاموشی سے سرکتی جا رہی تھی اور کمرے میں موجود ماں بیٹی آنسو بہا کر اپنے غم کے بوجھ کو ہلکا کرنے کی سعی کر رہی تھی۔



رات کے تقریباً بارہ بج رہے تھے۔ ار مغان کو التان اور عر شان کی فکر ستار ہی تھی۔ وہ اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا کافی دیر سے التان کو کال کر رہا تھا لیکن نہ تو وہ کال پک نہیں کر رہا تھا اور نہ ہی عر شان۔ "حیرت ہے۔"

"کچھ تو گڑ بڑ ہے۔" ار مغان کو دال میں کچھ کالا لگ رہا تھا۔ پر سوچ انداز میں اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے اس نے شاہنواز کا نمبر ڈائل کیا۔

"شاہنواز کل ہم صبح روشنی ہوتے ہی اسلام آباد کے لیے نکل جائیں گے۔ گارڈز کو انفارم کر دو تاکہ سب تیار رہیں۔" وہ اسے کل کے لیے ہدایات دے کر واپس کمرے میں آیا اور ٹیرس کا دروازہ بند کرنے لگا۔ ار مغان کو تشویش ہو رہی تھی کہ اس کے دونوں چھوٹے بھائیوں نے کال اٹینڈ کیوں نہیں کی۔ عر شان نے اسے بس ایک میسج کیا تھا کہ وہ دونوں خیریت سے پہنچ گئے ہیں اور سب ٹھیک ہے۔ ار مغان سوچوں میں گم بیڈ کی جانب آیا اور دائیں طرف لیٹ گیا۔

خمار عشق نامر خان

"ایسا تو یہ دونوں تب ہی کرتے ہیں جب انہیں ڈر ہوتا ہے کہ میں ان کا جھوٹ پکڑ لوں گا۔۔" وہ اپنی سوچوں میں گھرا تھا کہ اچانک ایک نازک ہاتھ اس کے چہرے سے ٹکرایا۔
ارمغان نے چونک کر کروٹ لی۔

زینہ بیڈ کے دوسری طرف سوئی تھی لیکن نیند میں وہ اس کے بہت پاس سرک آئی تھی۔
ارمغان مبہم سا مسکراتا اس کے چہرے پر چھائی معصومیت کو تنکے لگا۔
زینہ بہت تھک گئی تھی۔ ارمغان جب کافی دیر ٹیرس سے واپس نہیں آیا تو وہ صرف کمرٹکا کر بیڈ پر بیٹھی تھی۔ لیکن پورے دن کی ذہنی اور جسمانی تھکن اس پر حاوی ہو گئی تھی۔
ہلکی ہلکی خنکی ہو رہی تھی اور وہ اپنا دوپٹہ اپنے گرد لپیٹ کر خود کو کور کیے بیٹھی تھی۔ پھر کب اس کی آنکھ لگ گئی اسے پتہ بھی نہ چلا۔

ارمغان نے دلچسپی سے اپنی بیوی کو دیکھا۔ اس کے سنہرے بال اس کی کمر پر پھیلے تھے۔ چند لٹیں اس کے چہرے پر آتی انگھیلیاں کر رہی تھیں۔
زینہ نے ہلکی سی موومنٹ کی تھی اور ارمغان کی نظر اس کے کھلے گریبان سے پھسل آئے لاکٹ پر پڑی تھی۔

"Benimsin"

خمار عشق نادر خان

ترک زبان میں جس کا مطلب تھا کہ "تم صرف میری ہو۔" ار مغان کی مسکان گہری ہوئی تھا اور اس کا جان لیوا ڈمپل اس کے چہرے پر نمودار ہوا تھا۔

زینہ نے کتنے اہتمام سے اس کے دیے ہوئے تحفہ کو دل سے لگا کر رکھا تھا۔ وہ بے اختیار ہی ایک ہاتھ کی انگلیوں سے اس پینڈنٹ کو چھونے لگا۔

یونہی اس کی انگلیاں اس کی نرم جلد سے مس ہوئیں اور ار مغان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ وہ خود کو اسے بانہوں میں بھر کر اپنا چہرہ ان سنہری زلفوں میں چھپانے کی طلب سے باز لگا۔

وہ اس کی محرم تھی اور اس کے پہلو میں تھی۔ اس کی برداشت ختم تھی۔۔۔

تب ہی زینہ ار مغان کی طرف تھوڑا اور سرک آئی۔

ار مغان کو اندازہ ہوا کہ اسے ٹھنڈ لگ رہی تھی۔ کیونکہ اس نے کمبل موجود ہونے کے باوجود خود کے گرد بس دوپٹہ لیا تھا جواب سمٹ کر اس کے پیروں میں پڑا تھا۔

ار مغان نے ایک ٹھنڈی سانس بھری، اور ہاتھ بڑھا کر کمبل کی تہہ کھولی تھی۔

اس کے زینہ کے شانے پر کمبل پھیلانے کی دیر تھی کہ وہ پوری طرح ار مغان کے سینے سے آکر لگ گئی۔

وہ لڑکی نیند کی وادی میں ہوتے ہوئے بھی ار مغان اسکندر کا چین چرا رہی تھی۔

خمار عشق نامر خان

ارمغان نے ہاتھ بڑھا کر اسے خود کے مزید قریب کیا تھا اور استحقاق سے ان ریشمی زلفوں کو سہلاتے
خود کو بھی نیند کے حوالے کر دیا تھا۔



جاری ہے۔

قسط نمبر 25

#خمارِ عشق

#رائٹر_نازخان

#ارمغان_زینہ_اسپیشل

☢کاپی پیسٹ کرنے سے اجتناب کریں۔☢

کمرے میں نیم تاریکی سی تھی۔ زینہ نے اپنی شہد رنگ آنکھیں کھولیں تھیں۔ وہ رات میں پتہ نہیں کب
سوئی تھی لیکن اسے بہت سکون کی نیند آئی تھی۔

اس نے کمرے میں ہٹا کر دیکھا تو پہلو میں لیٹے انسان کے معصوم چہرے کو دیکھتے ہی زینہ کے لب مسکرائے تھے
اور وہ اس کے مزید قریب آتی، اس کے سینے سے لگ کر آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔۔۔

خمار عشق نامر خان

چندیل بھی نہیں گزرے تھے کہ زینہ کا ذہن بے دار ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں پوری کھل گئیں تھیں اور وہ تیز زدہ سی جھٹکے سے اس سے دور ہوئی تھی۔

اس کے اتنی زوردار طریقے سے ہلنے جلنے سے ار مغان کی نیند ٹوٹی تھی۔ اس نے چونک کر اپنے ارد گرد دیکھا تھا اور نظر دائیں طرف بیٹھی زینہ پر پڑی تھی۔ جو گھٹنے سینے سے لگائے، اپنا ہاتھ منہ پہ رکھے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں خوف سے پوری کھلی ہوئیں تھیں۔

"کیا ہوا ہے؟" ار مغان فوراً اٹھ بیٹھا اور تشویش سے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

زینہ نے جھٹکے سے اس کا خود کی طرف بڑھتا ہاتھ دور کیا تھا اور سرعت سے بستر سے نیچے اتری تھی۔ "خبردار جو مجھے ہاتھ لگایا۔۔۔" زینہ چیخ پڑی۔

"تم۔۔۔ تمہیں شرم نہیں آئی؟ تم یہاں۔۔۔ یہاں کیسے سو گئے۔۔۔" وہ سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ کھڑی تھی۔

ار مغان نے ایک نظر اسے سر سے پیر تک دیکھا۔

وہ غصہ میں اپنے دوپٹے سے بے نیاز، شعلہ جوالا بنی کھڑی اس سے پھر سے وہی سوال کر رہی تھی۔ ار مغان کی نیلی آنکھوں کا رنگ تاریک ہوا تھا اور ایک جھٹکے سے اس کے مضبوط ہاتھ نے زینہ کی نازک کلائی کو تھاما تھا۔

خمار عشق نادر خان

زینہ نے چونک کر اس کے ہاتھ میں اپنی کلائی دیکھی تھی، اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتی، ار مغان نے ایک جھٹکے سے اسے بیڈ پر واپس کھینچا تھا۔

زینہ لہرا کر ار مغان کے اوپر گری تھی۔ اگلے ہی لمحے ار مغان نے اسے لیے لیے کروٹ لی تھی اور وہ زینہ کو اپنے حصار میں قید کر چکا تھا۔

زینہ نے خود کو چھڑانے کی کوشش تھی۔ لیکن وہ اپنی ٹانگیں اس کے پیروں پر رکھ کر فرار کے سبھی راستے مسدود کر چکا تھا۔ زینہ نے ایک ہاتھ سے ار مغان کے سینے پر مکے برسا کر خود کو چھڑانا چاہا لیکن ار مغان نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے آہنی شکنجہ میں لے کر اس کے سر کے اوپر پن کر دیے۔

"یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ تہ۔۔۔ تم۔۔۔" زینہ کی زبان نے اس اچانک افتاد پر اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ وہ ار مغان سے اس قسم کے جارحانہ سلوک کی توقع نہیں کر رہی تھی۔

اب وہ اس کی پکڑ میں تڑپ کر رہ گئی تھی۔ ار مغان کی نیلی آنکھیں زینہ کو اپنی روح تک جھانکتی محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ اس کی سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کرتی خوفزدہ سی اسی دیکھ رہی تھی۔

ار مغان کو اس کی حرکت پہ بہت غصہ آیا تھا۔ وہ اس کے چہرے پر نظر گاڑے، اس کے اتنے قریب تھا کہ زینہ کے سینے میں دوڑتے دل کی دھمک وہ اپنے سینے پر محسوس کر سکتا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"میں تمہارا شوہر ہوں زینہ ار مغان فرہاد اسکندر!" ار مغان کی سرد آواز پہ زینہ کی رگوں میں دوڑتا خون منجمد ہوا تھا۔

"تمہیں اب ہمیشہ میرے ساتھ ہی سونا ہے!" ار مغان کے لب زینہ کے لبوں سے ٹکرائے تھے۔
"چاہے تمہیں میں بے شرم لگوں یا بد لحاظ۔۔۔ میرے حقوق سے تم انحراف نہیں کر سکتیں..." اس کے آنچ دیتے لہجے پر زینہ کی پیشانی عرق آلود ہوئی تھی۔

"تو آئندہ مجھ سے یہ مت کہنا کہ تمہیں ہاتھ نہ لگاؤں ورنہ پھر انجام کی ذمہ دار تم خود ہوگی"
ار مغان نے اسے سیدھا وارن کیا اور ایک جھٹکے سے چھوڑ کر اٹھ گیا۔

"آدھے گھنٹے میں ہم اسلام آباد کے لیے نکل رہے ہیں۔ مجھے تم تیار ملو۔" وہ اس کی جانب رخ کیے بنا کہہ رہا تھا۔

"مجھے تمہارے ساتھ کہیں نہیں جانا۔" زینہ نے تڑپ کر کہا تھا۔

ار مغان جو دروازے سے باہر نکل رہا اس کی بات پر پلٹا تھا،

"میں پوچھ نہیں رہا ہوں۔ بتا رہا ہوں۔" وہ سرد آواز میں کہتا وہاں سے جا چکا تھا۔



زینہ کی ہیزل آنکھوں کے گوشہ بھیسگئے لگے۔

خمار عشق نادر خان

وہ سن سی رہ گئی۔

ہاں ظاہر ہے اس کی مرضی کہاں پوچھ رہا تھا وہ۔۔۔

تو کیا اب وہ اس سے ہر بات پر زبردستی کرے گا؟

زینہ کو بہت سارا رونا آ رہا تھا، لیکن وہ خود پہ قابو کرتی اٹھ بیٹھی تھی۔

فجر کی اذان کی آواز آرہی تھی۔ وہ اٹھی اور باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ فریش ہو کر آئی۔ اپنا نیلا دوپٹہ اچھی طرح پھیلا کر لپیٹا اور جائے نماز بچھا کر نماز ادا

کرنے لگی۔ وہ نماز سے فارغ ہوئی تو وہی ملازمہ دروازے پر دستک دیتی اندر آئی تھی۔

"بی بی! یہ صاحب نے دیا ہے کہ آپ پہن لیں۔" وہ تھوڑی ڈری ڈری سی ایک استری شدہ جوڑا زینہ کی

جانب بڑھا رہی تھی۔

زینہ نے نظر اٹھا کر وہ لباس دیکھا۔

ایک زنانہ لباس یہاں کہاں سے آیا؟

"کیا یہ تمہارا ہے؟" زینہ نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"نن۔۔ نہیں۔۔ بی بی۔۔۔ یہ تو۔۔۔" نعیمہ گڑ بڑا گئی۔ کل رات کو زینہ کا غصیلہ روپ دیکھ کر وہ ابھی

بھی کافی ڈر رہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"جائیں آپ۔" زینہ نے خود پہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔

تو مطلب یہ فارم ہاؤس ان کاموں میں استعمال ہوتا ہے !

زینہ کے اندر ابا ل اٹھنے لگا۔

اس آدمی کی ہمت کیسے ہوئی کہ اپنی کسی ہوتی سوتی کے کپڑے مجھے بچھوارہا ہے !

زینہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ جا کر ار مغان کے سر پر وہ لباس مار دے۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

READERS CHOICE

اسلام علیکم !

خمار عشق نامر خان

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

خمار عشق نامر خان

وہ اپنا دوپٹہ چادر کی طرح پھیلا کر اوڑھ چکی تھی۔ اس نے ایک نظر آئینہ میں دیکھ کر اطمینان کیا کہ اس کے سنہری بال پوری طرح کور ہو گئے ہیں اور پھر خاموشی سے نیچے کی طرف بڑھ گئی۔
نعیمہ نے میز پر ناشتا لگا رکھا تھا۔ لیکن زینہ کا موڈ بہت خراب ہو چکا تھا۔ اس نے خاموشی سے چائے کا کپ لبوں سے لگایا۔



ارمغان سیاہ ٹی شرٹ اور کیمیل کلر کا ٹراؤزر پہنے لاؤنج میں آیا تھا۔ اس کے بالوں میں ہلکی سی نمی تھی وہ نکھر انکھر اسٹائننگ ٹیبل کے قریب آیا اور زینہ کو دیکھ کر ٹھٹکا۔
وہ ابھی بھی کل والے لباس میں ہی تھی۔ جبکہ اس نے نعیمہ کو خاص تاکید کی تھی کہ دریا کا ایک لباس زینہ کو دے دے۔

وہ لوگ اس فارم ہاؤس میں کم ہی آتے تھے لیکن ان کے کچھ سپیر کیڑے اور استعمال کی چیزیں وہاں موجود رہتی تھی۔ اب اور کوئی لڑکی تو یہاں آج تک آئی نہیں تھی تو زینہ کے لئے اس نے دریا کا ہی لباس بھجوا دیا تھا۔ مگر وہ اس وقت کل والے حلیہ میں ہی بیٹھی چائے کے گھونٹ لے رہی تھی۔
ارمغان نے اس کی شہد رنگ آنکھوں سے نکلتے شعلے دیکھے۔

خمار عشق نادر خان

اسے ایسا لگا جیسے وہ کپ میں چائے نہیں بلکہ گھونٹ گھونٹ کرتی اس کا خون پی رہی ہے۔ ار مغان نے تیزی سے اپنی ہنسی دبائی۔

"چلو، دیر ہو رہی ہے۔" ار مغان نے لہجہ سخت ہی رکھا۔

زینہ کا کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ پھراڑ جاتی۔

زینہ نے پیچ و تاب کھاتے، ار مغان کو دیکھا تھا۔

ایسے ہی نکھر نکھر کر یہ دوسری لڑکیوں کو صبح یہاں سے لے کر جاتا ہو گا۔

زینہ اندر تک سلگ رہی تھی۔ وہ کرسی پیچھے کرتی اٹھی تھی اور خاموشی سے ار مغان کے ساتھ گاڑی میں آ بیٹھی تھی۔



ار مغان اس کے برابر آ کر بیٹھ گیا۔ جبکہ شاہنواز اور ڈرائیور اگلی سیٹ پر تھے۔ ابھی پوری طرح سے

روشنی نہیں پھیلی تھی۔ شاہنواز گاڑ کو چوکس رہنے کا آرڈر دیتا خود بھی ارد گرد دیکھ رہا تھا۔

گاڑی سیاہ تار کول کی سڑک پر فرائے بھرتی چلی جا رہی تھی۔

زینہ ابھی بھی ار مغان سے دور ہوتی دروازے سے لگی بیٹھی تھی۔ اسے رہ رہ کر ار مغان پہ غصہ آرہا تھا۔

اسے لے کر کل سے اب تک وہ اتنی بدگمان ہو چکی تھی کہ اسے وہ ہر بات میں ہی غلط نظر آرہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

ارمغان کا دھیان بھی زینہ کو اس علاقے سے جلد از جلد نکالنے پر تھا۔
وہ اس بات سے واقف تھا کہ جہانگیر خان کے آدمی شہر سے نکلنے کے راستوں پر نظر رکھے ہوئے
ہوں گے۔

گاڑی چٹانوں سے گھری سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ ارمغان کی سلور پیجیرو سے آگے گارڈز کی ایک گاڑی
تھی۔ دفعتاً آگے کی گاڑی زگ زگ ہونے لگی۔ ارمغان کے ڈرائیور نے فوراً ہی اسپید کم کی۔
ان کی گاڑی کے بیک چرچرائے تھے۔ زینہ نے چونک کر دیکھا تھا۔ ارمغان کا ایک ہاتھ سے گن نکالتا،
دوسرے سے زینہ کا ہاتھ تھام چکا تھا۔
"شاہنواز پتہ کرو کیا مسئلہ ہے؟"

"سر! آگے کی گاڑی کے ٹائر اچانک پنچر ہوئے ہیں۔۔۔ شاید کسی نے فائر کیا۔۔۔" ابھی شاہنواز کی
بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ ان کی اپنی گاڑی کے بیک مرر پر گولی آکر لگی۔
"گیٹ ڈاؤن زینہ" ارمغان اسے دبوچتا سیٹ کے نیچے لیتا بیٹھ گیا۔

زینہ کی ہیزل آنکھوں میں خوف کے سائے لہرا رہے تھے۔
ڈرائیور گاڑی تیزی سے آگے بڑھاتا ایک کچے راستے پر گاڑی نکال لے گیا۔
"سر آپ میم کو لے کر یہاں سے نکل جائیں میں آپ کو کور کرتا ہوں۔" شاہنواز بے تجویز دی۔

خمار عشق نادر خان

"ٹھیک ہے۔" ار مغان نے زینہ کی طرف دیکھا۔

"ہمیں گاڑی سے نکلنا ہو گا۔۔۔ تم بس میرے ساتھ رہنا۔" ار مغان نے اپنی نیلی آنکھیں اس کے چہرے پر ٹکاتے ہوئے اس سے کہا تھا۔ زینہ نے فوراً اثبات میں سر ہلایا تھا۔
ڈرائیور نے گاڑی کچھ درختوں کے جھنڈ کے پاس لا کر روکی تھی۔ ار مغان اور زینہ تیزی سے گاڑی سے اترے تھے۔ ار مغان اس کا ہاتھ پکڑے درختوں کی اوٹ لیتا آگے بڑھا۔
پچھے ان کی گاڑی پر دو فائز مزید لگے تھے۔

اب شاہنواز اور ڈرائیور دونوں ہی گاڑی کی اوٹ میں کھڑے جوابی فائرنگ کر رہے تھے۔
وہ کچھ دیر مقابلہ کرتے رہے پھر ار مغان اور زینہ کے مخالف سمت بھاگے تاکہ جہانگیر خان کے آدمی ان کا پیچھا نہ کر پائیں۔

ار مغان زینہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے درختوں کے درمیان سے بھاگ رہا تھا۔
یہ جگہ بہت اونچی نیچی اور پتھریلی تھی۔ وہ دونوں بھاگ رہے تھے۔ تب ہی زینہ کا پاؤں درخت کی باہر کو نکلی ہوئی جڑ میں اٹکا تھا۔ زینہ بری طرح لڑکھڑائی۔
"آؤچ۔۔۔" اس کی آواز پر ار مغان نے فوراً اسے سنبھالا تھا۔

زینہ لہرا کر اس کے چوڑے سینے سے لگی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"ٹھیک ہوں تم؟" ار مغان نے اس کے بازو تھامے نرمی سے پوچھا تھا۔

زینہ نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔

وہ سہارا لینے کے لیے ار مغان کی شرٹ اپنی مٹھیوں میں بھینچے کھڑی تھی۔ بھاگنے کی وجہ سے ان دونوں کی سانس پھول گئی تھی۔ زینہ کے چہرے پر پسینے کی بوندیں دمک رہی تھیں۔

کوئی اور وقت ہوتا تو ار مغان اس کو چند منٹ ایسے ہی دیکھتا لیکن اس وقت ار مغان کو بس یہ فکر تھی کہ یہاں سے صحیح سلامت نکلا جائے۔ وہ زینہ کا ہاتھ دوبارہ پکڑتا آگے بڑھنے لگا۔

وہ ایک کٹاؤ کے قریب پہنچے تھے۔ جس کے بعد وہ واپس سڑک پر پہنچ جاتے۔

ار مغان نے پہلے جائزہ لیا کہ وہ سڑک پر نکلتے ہی دشمنوں کے سامنے ایکسپوز نہ ہو جائیں۔ جب اسے

اطمینان ہو گیا تو وہ زینہ کا ہاتھ تھامے سڑک کے کنارے آگیا۔ اب انہیں کسی گاڑی کا انتظار تھا۔

سامنے سے ایک موٹر سائیکل آتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ موٹر سائیکل سوار نے ہیلمٹ پہن رکھا تھا۔

ار مغان اور زینہ اس کو قریب آتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ تب ہی اس نے اچانک ہی ان کے قریب پہنچ کر

پستول ان دونوں پر تانی تھی۔

زینہ نے گھبرا کر ار مغان کا بازو دبوا چاہا۔

اگلے ہی لمحے گولی چلی تھی۔

خمار عشق ناز خان

زینہ کی بے ساختہ چیخ سڑک پر گونجی تھی اور اس نے پتھرائی ہوئی آنکھوں سے ارمغان کو دیکھا
تھا۔۔۔۔



جاری ہے۔

قسط نمبر 26

#خمارِ عشق

#رائٹر_نازخان

#میگا_لانگ_ہاٹ_لیسیوڈ

🤪 اسٹیمی کوئٹینٹ الرٹ 🤪

🤪 کاپی پیسٹ کرنے سے اجتناب کریں۔ 🤪



گولی چلنے کی آواز سناٹے میں گونجی تھی۔
زینہ کے حلق سے دلخراش چیخ بلند ہوئی تھی اور اس نے پتھرائی ہوئی آنکھوں سے ارمغان کو دیکھا تھا۔
"ارمغان !!"

خممار عشق نادر خان

زینہ دیوانہ وار ار مغان کی طرف بڑھی تھی جو فرش پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔
"ار مغان !!! تمہیں کہاں لگی ہے؟" زینہ پنچوں کے بل بیٹھتی، ار مغان کا سینہ ٹٹول رہی تھی۔ وہ اتنا گھبرا گئی تھی کہ اس کی سانس اکھڑنے لگی تھی۔ شہد رنگ آنکھیں برس رہی تھیں۔
ار مغان نے حیرت سے اپنی بیوی کو خود کے لئے تڑپتے دیکھ تھا۔ اس کی نیلی آنکھوں میں چمک آئی تھی اور ہونٹوں کی جنبش سے گال پر پڑھنے والا ڈمپل نمایاں ہوا تھا۔
"زینہ۔۔"

اس کے آواز دینے پر وہ جو اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے، گولی کا نشان ڈھونڈ رہی تھی، فوراً ہی نظر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی تھی۔
"میں ٹھیک ہوں۔" ار مغان نے اس کے آنسوؤں سے لبریز چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تھا۔
زینہ کی آنکھوں میں بے یقینی سی تھی۔
اس نے ار مغان کی نیلی آنکھوں میں غور سے دیکھا جیسے اس کی بات کے سچ ہونے کا یقین چاہتی ہے۔
اس کی تسلی ہوئی تو چہرے پر اطمینان کی جھلک آئی تھی۔ وہ اپنے چہرے پر ٹکے اس کے ہاتھوں کو اپنے کانپتے ہاتھوں میں تھام گئی تھی۔
"گولی چلی تھی۔۔"

خمار عشق نادر خان

"وہ میں نے چلائی تھی۔" ار مغان نے کھڑے ہو کر اس کے عقب میں اشارہ کیا تو زینہ نے دوبارہ ار مغان کا بازو دبو چا تھا۔

وہ موٹر سائیکل سوار سڑک پر ایک طرف لڑھک گیا تھا۔ اس کی بائیک کا پہیہ ابھی بھی گھوم رہا تھا۔
"کیا یہ مرچکا ہے؟" زینہ نے تشویش سے پوچھا۔

"نہیں میں نے ٹانگوں کا نشانہ لیا تھا۔ وہ شاید گر کر زخمی ہوا ہے۔" ار مغان نے اطمینان سے کہا۔
"چلو آؤ۔" ار مغان زینہ کا ہاتھ پکڑے بائیک کے قریب آیا۔ اس نے بائیک کو سیدھا کر کے چیک کیا تھا۔

"زینہ چلو بیٹھو۔" ار مغان بائیک پر بیٹھ کر اسے پیچھے بیٹھنے کا اشارہ کر رہا تھا۔
"ار مغان۔۔۔ میں کبھی بائیک پر نہیں بیٹھی ہوں۔ میں گر جاؤں گی۔۔۔" زینہ کنفیوز سی اسے دیکھ رہی تھی۔

ار مغان کا دل اس کے ان معصوم تاثرات پر کئی طرح کی گستاخیاں کرنے کے لئے مچل رہا تھا۔ لیکن وہ اپنے دل کو سمجھاتا صرف مسکرا کر رہ گیا۔
"بیٹھو تو تم، بھروسہ رکھو ار مغان اسکندر اپنی بیوی کو گرنے نہیں دے گا۔" وہ آنچ دیتے لہجے میں کہتا زینہ کو گڑبڑانے پہ مجبور کر گیا تھا۔

خمار عشق ناز خان

اس کی نگاہوں کی تپش سے بچنے کے لیے وہ جلدی سے پیچھے کی سیٹ پر ہلکا سا ٹک گئی۔

"زینہ۔۔۔" ار مغان نے بائیک اسٹارٹ کرتے اسے پکارا تھا۔

"ہاں؟" زینہ جو اپنا دوپٹہ سنبھال کر بیٹھی تھی، اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"وہ لوگ شاید اب بھی ہمارے پیچھے ہوں۔ تو میں بائیک بہت تیز چلاؤں گا۔۔۔" ار مغان نے مرر میں اس کے چہرے پر نظر ٹکائی تھی۔

"ہاں تو؟" زینہ کو سمجھ نہیں آیا۔

"تو یہ کہ مجھے کس کر پکڑ کر بیٹھو۔ یہ کار نہیں ہے کہ تم دروازے سے چپک کر بیٹھ جاؤ۔" ار مغان نے مسکراہٹ دباتے کہا تھا۔

زینہ نے ہلکا سا کھسکتے اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا تھا۔

ار مغان نے بائیک اسٹارٹ کرتے ہی اس کو زوردار ریس دی تھی۔

زینہ جو اس سے ابھی بھی فاصلہ بنائے بیٹھی تھی گھبرا کر ار مغان کی چوڑی پیٹھ سے چپک گئی تھی۔

ار مغان کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔ اس نے اسپید فل کر دی تھی تاکہ وہ جلد از جلد اسلام آباد کی حدود میں داخل ہو جائیں۔



خمار عشق نادر خان

ہاسپٹل کے کاریڈور میں دریا اسکندر اپنے شوہر اور بیٹے کے ہمراہ تیز قدموں سے چل رہی تھیں۔ ان کی بہو کو ہوش آگیا تھا۔

وہ سب کچھ چھوڑ کر بے تابی سے اس چھوٹی لڑکی کے پاس پہنچ جانا چاہتی تھیں جو ان کے گھر کی رونق تھی۔

کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر انہوں نے دروازہ کھولا تھا۔
"آنے!" نیشا نے نقاہت کے باوجود ان کو دیکھ کر اٹھنے کی کوشش کی تھی۔
"نیشا میری بچی۔" دریا ٹپ کر اس کے پاس پہنچی تھی۔

نیشا کا چہرہ اب بھی جگہ جگہ سے سو جا ہوا تھا۔ کل کے مقابلے میں سو جن کم تھی لیکن اس کی رنگت میں زردیاں گھلی تھیں۔

"شکر ہے تم ٹھیک ہو نیشا" وہ اسے خود سے لپٹائے آنسو بہا رہی تھیں۔
نیشا بھی ان کے گلے سے لگی سسکیاں لے رہی تھی۔

"آنے۔۔۔ میں بہت ڈر گئی تھی۔۔۔ وہ۔۔۔"

"شش۔۔۔ بیٹا ٹھیک ہو اب تم۔۔۔ ہم سب ہیں تمہارے پاس۔۔۔" دریا اسے پکارتے چپ کر رہی تھیں۔

خمار عشق نادر خان

التان کمرے میں کھڑا خاموشی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ نیشا ابھی بھی کافی ڈری ہوئی تھی۔

اس کے جڑے یہ سوچ کر ہی تن رہے تھے کہ ان دو مکار عورتوں نے اسے کتنی بے رحمی سے مارا تھا۔

وہ اسے جسمانی طور پر تو اذیت دے ہی رہیں تھیں، اس معصوم کو انہوں نے ذہنی طور پر بھی توڑ دیا تھا۔

فرہاد صاحب نے آگے بڑھ کر نیشا کے سر پر ہاتھ رکھا تھا،

"بیٹی تم فکر مت کرو۔ میں تمہارے مجرموں کو کڑی سزا دلواؤں گا۔" ان کا شفقت بھرا انداز دیکھ کر

نیشا اور زور سے رونے لگی تھی۔

اس نے کہاں دیکھیں تھی ایسی محبتیں وہ تو ہمیشہ رشتوں کو لے کر تہی داماں رہی تھی۔

والدین کے پیار سے وہ بچپن میں ہی محروم ہو گئی تھی اور چچا اور چچی نے اس سے جتنا برا رویہ رکھا تھا کہ وہ

اس سے التان کو بھی چھیننا چاہتے تھے۔

"چلیں بھئی بس بھی کریں۔ نیشا گڑیا اب مسکرا دو ہمیں گھر بھی جانا ہے۔" عرشان نے التان کے

چہرے پر رقم غیض و غضب کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

وہ سمجھ سکتا تھا کہ اس کے بھائی کے سینے میں اپنی بیوی کو اس حال میں دیکھ کر جو آگ جل رہی ہے وہ اس

کے رونے سے مزید بھڑک جائے گی۔

خمار عشق نادر خان

عرشمان کو ڈرتھا کہ کہیں وہ کوئی انتہائی قدم نہ اٹھالے۔ کل اس کی آنکھوں میں ابلی نفرت وہ دیکھ ہی چکا تھا۔

"چلو الٹی۔ ہم ڈسچارج پیپر ز تیار کرواتے ہیں۔" عرشمان اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا کہنے لگا۔



وہ دونوں کمرے سے باہر آئے تو عرشمان نے اسے پکارا۔

"التان سب ٹھیک ہے۔"

التان نے تڑپ کر عرشمان کی طرف دیکھا تھا۔ اس کی بھوری آنکھوں کے گوشہ اچانک بھیگے تھے۔

"بھائی۔۔۔ میں اس کی حفاظت نہیں کر سکا۔۔۔" التان بھرائے ہوئے لہجہ میں کہتا عرشمان کے گلے لگا تھا۔

"الٹی وہ اب محفوظ ہے۔ تم ہی لائے ہو اسے بچا کروہاں سے۔" عرشمان اپنے چھوٹے بھائی کی تکلیف پہ رنجیدہ تھا۔

"پر بھائی وہ لوگ اسے ہمارے گھر سے لے کر گئے تھے۔۔۔ آپ نے دیکھا تھا کس حال میں تھی وہ۔۔۔ میں اتنا بھی نہیں کر سکا کہ انہیں ان کے کیے کی سزا دی دیتا۔" التان بپھرے ہوئے لہجہ میں کہہ رہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

اس کی مٹھیاں بھنچی ہوئی تھیں اور گھنگریالے بال بکھرے ہوئے تھے جنہیں وہ بار بار اپنی انگلیاں چلا کر مزید بکھیر رہا تھا۔

عرشان اسے لے کر ایک بیچ پر بیٹھ گیا تھا

"الٹی تم قانون اپنے ہاتھ میں نہیں لو گے۔۔۔ تمہیں نیشا کے بارے میں سوچنا ہے۔۔۔ اگر تم اس کے دشمنوں کو مار کر جیل چلے گئے تو سوچو نیشا تمہارے بغیر کیسے رہے گی؟ تم اس کی دنیا ہوا لتان اور وہ تمہارے بغیر جی نہیں پائے گی۔" عرشان نے اپنے جزباتی بھائی کو ٹھنڈا کرنے کی سعی کی۔

وہ جانتا تھا کہ ان کا چھوٹا بھائی تھوڑا جلد باز ہے لیکن اسے انداز تھا کہ وہ نیشا کو لے کر پریوٹیکٹو ہے۔ تو وہ اسے اسی طرح سمجھا رہا تھا جیسے وہ اس کی بات کو سمجھ پاتا۔

"تم سمجھ رہے ہو نہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟ مجھ سے وعدہ کرو کہ تم خود پر قابو رکھو گے الٹی!" عرشان نے ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔

التان نے گہری سانس لیتے اپنے بھائی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا تھا۔ عرشان کے چہرے پر اطمینان کی جھلک آئی تھی۔

ارمغان زینہ کو لیے جب اسکندر مینشن پہنچا تو صبح کے آٹھ بج چکے تھے۔ چار بجے سے نکلے ہوئے وہ دونوں اب پہنچے تھے۔

خمار عشق نامر خان

"زینہ ویلکم ٹویور ہوم۔" ار مغان نے مسکرا کر کہا تھا۔

"دس ازناٹ مائی ہوم ار مغان۔" زینہ نے سپاٹ لہجہ میں جواب دیا تھا۔ وہ بنا مرعوب ہوئے اس عالیشان گھر کے باغ میں کھڑی تھی۔

ار مغان کے چہرے کی مسکراہٹ پل میں غائب ہوئی تھی۔
یہ لڑکی پھر شروع ہو گئی تھی۔

ار مغان نے اس کی طرف ایک قدم بڑھاتے اس کی کلائی اپنی آہنی گرفت میں لی تھی۔
"تم اسے اپنا گھر مانو یا نہ مانو رہنا تو اب تمہیں یہی پر ہے۔" وہ سلگتے ہوئے لہجہ میں کہتا اسے اپنے ساتھ لیے اندر داخل ہوا تھا۔

خلافِ توقع لاؤنج میں کوئی نہیں تھا۔ ار مغان کو لگا تھا کہ کم از کم آنے تو ہونگی یہاں۔
"زینت بی!" ار مغان نے سامنے نظر آتی ملازمہ کو آواز دی۔
"سب کہاں ہیں؟"

"جی ار مغان صاحب وہ بڑی بیگم تو فجر کے بعد آرام کر رہی ہیں۔ باقی سب لوگ کہیں باہر گئے ہیں۔
چھوٹی دلہن کی طبیعت خراب ہے۔"
زینت بی کو جتنا پتہ تھا انہوں نے بتا دیا۔

خمار عشق نادر خان

ان کی نظریں اپنے صاحب کے پہلو میں کھڑی حسین لڑاکی پر پڑی تھیں۔ اس نے یہ بھی دیکھا تھا کہ ار مغان نے پورے استحقاق سے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا لیکن وہ سوال کرنے کی جرات نہیں کر سکتی تھی۔ ار مغان کے معاملے میں کسی کو بھی دخل اندازی کی اجازت نہیں تھی۔

"نیشا گڑیا کو کیا ہو گیا۔ اچھا جائیں آپ کچھ ناشتے کا انتظام کریں۔" ار مغان تشویش سے کہتا اپنا فون نکالتا اپنے کمرے کی طرف جانے لگا۔ لیکن زینہ اپنی جگہ جم کر کھڑی ہو گئی۔

"کیا مسئلہ ہے؟" ار مغان نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا۔ اس گھر میں اور بھی کمرے ہوں گے۔۔ تم مجھے کسی اور کمرے میں ٹھہرا دو۔" زینہ نے اپنا نچلا ہونٹ کچلتے کہا تھا۔

"اور میں ایسا کس خوشی میں کروں گا؟" ار مغان اپنی آواز کو دھیمہ کرتا پوچھ رہا تھا۔

"کیونکہ مجھے نہیں پتہ کہ تم مجھ سے شادی کر کر کیوں لائے ہو۔ تمہارا جو بھی مقصد ہے وہ تم پورا کرو۔ مگر مجھے اپنے ساتھ رہنے پر فورس مت کرو۔"

زینہ نے دل کڑا کر اپنی ہیزل آنکھیں، اس کی نیلی آنکھوں میں ڈال کر کہا تھا۔

ار مغان نے اپنے ہونٹ بھیچ کر اسے دیکھا تھا۔ پھر اس کی پکڑی ہوئی کلائی کو ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا تھا۔ زینہ لہرا کر اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"تم سے شادی کرنے کا جو میرا مقصد ہے وہ تمہارے میرے ساتھ رہنے سے ہی پورا ہو گا۔" وہ اس کے کان میں سرگوشی کرتا بولا تھا۔ زینہ کے دل کی دھڑکن بڑھی تھی۔ اس کا ذوق معنی جملہ اور انداز اسے اچھی طرح سمجھ آیا تھا۔ وہ بدک کر پیچھے ہٹی تھی۔

"ارمغان تم۔۔۔ تم میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے ہو۔۔۔" زینہ نے اپنے طور پر اسے روکنے کے لیے یہ جملہ کہا تھا لیکن ارمغان کے چہرے کے تاثرات سخت ہوتے دیکھ کر اسے اندازا ہوا کہ وہ غلط کر گئی ہے۔

"تمہارا چیلنج مجھے منظور ہے۔" وہ گھمبیر لہجہ میں کہتا ایک ہی پل میں اس تک پہنچا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتی ارمغان نے اسے اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈالا تھا۔

"ارمغان۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ کیا۔۔۔" زینہ کی سب ہی مزاحمتیں بے کار ثابت ہوئیں تھیں۔ ارمغان اسے ایسے ہی اٹھائے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

زینہ کا سر نیچے کی طرف تھا جبکہ اس کو ارمغان نے پیچھے سے تھام رکھا تھا۔ اس کا سر چکرانے لگا۔ خوف سے وہ زیادہ بل جل بھی نہیں رہی تھی کہ کہیں ارمغان کی پکڑ سے پھسل گئی تو سر کے بل ہی گرے گی۔ زینہ نے اپنی آنکھیں کس کر بند کر لی تھیں ایسے ہر چیز کو الٹا ٹک کر دیکھنے سے تو یہی بہتر تھا۔

خمار عشق ناز خان

ارمغان لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے میں آیا تھا۔ اور زینہ کو لا کر بستر پر پٹخنے والے انداز میں پھینکا تھا۔

"جی مسز ارمغان اسکندر۔۔۔ اب آپ بتائیں کہ میں کیا نہیں کر سکتا؟" وہ ابرو اٹھائے اس سے پوچھ رہا تھا۔

زینہ کو تو پہلے ہی ارمغان کی حرکت پر بہت غصہ آ رہا تھا۔ وہ تن فن کرتی اس کے بستر پر ہی کھڑی ہو گئی تھی۔

"تم خود کو سمجھتے کیا ہو؟ یہ کون سا طریقہ تھا۔۔۔" زینہ نے انگلی اٹھاتے اسے لکارتھا۔ ارمغان نے اس کی خود کی طرف اٹھی ہوئی انگلی کو گھورا تھا۔ وہ بستر پر بالکل کنارے پر کھڑی تھی۔ دوپٹہ پھسل کر شانوں پر گرا تھا۔

"زینہ انگلی نیچے کر کر بات کرو۔ میں نے تمہیں پہلے بھی کہا ہے۔" ارمغان کے لہجہ میں تنبیہ تھی۔ لیکن زینہ کو اس پر بے تحاشہ غصہ آچکا تھا۔

"نہیں کروں گی۔۔۔ کیا کر لو گے تم؟" وہ دھاڑی تھی۔ ارمغان کی آنکھوں کا تاثر سرد ہوا تھا۔ اس نے ایک ہی جست میں اپنے اور اس کے بیچ کا فاصلہ کم کیا تھا۔

خمار عشق ناز خان

زینہ اس کے اچانک پاس آنے سے پیچھے ہٹی تھی اور بیڈ پر توازن نہ رکھنے کے باعث پیچھے کی طرف گری تھی۔

ارمغان فوراً ہی بستر پر چڑھا تھا۔ زینہ گھبرا کر پیچھے ہٹی بیڈ کراؤن سے ٹکرائی تھی۔
"میں کہہ رہی ہوں ارمغان کہ تم مجھ سے دور رہو۔" وہ اسے خود کی طرف بڑھتے دیکھ کر اب کچھ خوفزدہ ہو گئی تھی۔

ارمغان اس کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا۔ اپنے دونوں ہاتھ اس کے دائیں بائیں ٹکاتا وہ اپنا چہرہ اس کے چہرے کے بالکل قریب لا کر رکھا تھا۔
"اور میں تمہیں کہہ رہا ہوں کہ مجھے اکساؤ مت۔" اس کا آنچ دیتا لہجہ اور اتنی قربت زینہ کی سانسیں رکنے لگیں۔

"تمہاری وجہ سے۔۔۔ میرے ساتھ پتہ نہیں کیا کیا ہو رہا ہے۔۔۔ اور تم۔۔۔ تمہیں لگ رہا ہے کہ میں تمہیں اکسا رہی ہوں۔" زینہ نے کپکپاتے لہجہ میں کہا تھا۔

وہ ارمغان کی پیش رفت سے خوفزدہ تھی لیکن اس کا غصہ اس وقت خوف پر حاوی تھا۔ وہ اچانک ہی اس کا گریبان پکڑ کر اپنا چہرہ اس کے اور قریب لے آئی تھی۔

خممار عشق نانر خان

"بتاؤ مجھے۔۔۔ مجھے جاننا ہے کہ ایسی کیا وجہ تھی کہ تم یوں جھوٹ بول کر مجھے میرے اپنوں سے دور کر کر لے آئے ہو؟"

ارمغان نے اس کی شہد رنگ آنکھوں میں نمی اترتی دیکھی تھی۔

"تم تھی وجہ۔۔۔" ار مغان نے دھیرے سے کہا تھا۔

وہ زینہ کے ہاتھوں کو نرمی سے اپنے کالر سے ہٹا رہا تھا۔

"کیا مطلب؟" زینہ نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے سوال کیا تھا۔

"مطلب یہ کہ۔۔۔" ار مغان کی بات ادھوری رہ گئی تھی، اس کا فون بج رہا تھا اور فون پر شاہنواز کا نام دیکھ کر ار مغان چپ ہو گیا تھا۔

"زینہ ایک منٹ۔۔۔ یہ کال ضروری ہے۔۔۔" وہ اسے چھوڑ کر اٹھا تھا اور تیزی سے فون کان سے لگایا تھا۔

"ہاں کیا تم لوگ وہاں سے سیفلی نکل گئے ہو۔" ار مغان کو اپنے گارڈز کی فکر ہوئی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ ہاں۔۔۔ اپ ڈیٹ می۔۔۔۔۔ سسس۔۔۔۔۔" ار مغان نے حیرت سے زینہ کو دیکھا تھا جس نے اسے کھیچ کر کشن مارا تھا۔

خمار عشق نادر خان

ارمغان کی نیلی آنکھوں میں حیرت کا سمندر ابھرا تھا۔ وہ فون کان سے لگائے منہ کھولے زینہ کو دیکھ رہا تھا جو ایک ایک کر کر بستر کے سارے تکیہ اور کشن اس پر برسا رہی تھی۔

"شاہنواز۔۔۔ اچھا۔۔۔ میں۔۔۔ بعد۔۔۔ میں۔۔۔ کال۔۔۔ کرتا۔۔۔ ہوں۔" خود کو اس کشن باری سے بچاتے اس نے بڑی مشکل سے فون بند کیا تھا۔

"یہ کیا حرکت ہے زینہ؟" وہ دھاڑا تھا۔ لیکن مقابل پر اس کی دھاڑ کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

"تم نے سمجھ کیا رکھا ہے ارمغان اسکندر، جو دل چاہے کیے جا رہے ہو۔ کبھی تمہیں فون سننا ضروری ہوتا ہے۔۔۔۔۔ کبھی تمہارے دشمن ہم پر حملہ کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔ تم مجھے پچھلے چوبیس گھنٹوں سے پاگل بنا رہے ہو۔۔۔ اور تمہارے باڈی گارڈ کا فون تمہارے لئے زیادہ اہم ہے۔"

زینہ نے کمرے میں رکھے ہوئے سارے کشن اسے کھینچ کر مار دیے تھے۔

ارمغان نے دلچسپی سے اپنی بیوی کا یہ روپ دیکھا تھا۔ زینہ کا سانس پھول رہا تھا، وہ اپنا دوپٹہ پہلے ہی اسے کھینچ کر مار چکی تھی۔

اب وہ اپنے سنہرے بال جھٹکتی گہرے سانس لیتی اسے اپنی شہر رنگ آنکھوں سے نکلتے شعلوں سے بھسم کر رہی تھی۔

ارمغان کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ اس بپھری شیرنی کا کیا کرے۔

خمار عشق نادر خان

"زینہ۔۔ میں۔۔" ار مغان کو اس پوری سیچو ایشن پر ہنسی آرہی تھی اور یہی ہنسی زینہ کی نظر سے چھپی نہیں رہی۔

"تم۔۔۔۔ میری زندگی تہس نہس کر کر تمہیں ہنسی آرہی ہے...." زینہ نے دکھ اور حیرت سے ار مغان کے چہرے پر ابھرتے ڈمپل کو دیکھا تھا۔

اگلے ہی پل اس کی نظر میز پر رکھے پانی کے جگ پر پڑی تھی۔ ار مغان نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔

اس کی مسکراہٹ فوراً غائب ہوئی تھی۔

"زینہ۔۔۔ نو۔۔۔" ار مغان نے اسے باز رکھنے کی کوشش کی تھی لیکن زینہ کا ہاتھ جگ تک پہنچ چکا تھا۔

زوردار آواز سے ار مغان اسکندر پانی میں شرابور ہو چکا تھا۔

زینہ نے اطمینان سے جگ نیچے رکھا تھا۔ اس کے اندر جل رہی آگ تھوڑی ٹھنڈی جو پڑی تھی۔ اس بات سے انجان کہ اس نے اپنے لیے کیا گڑھا کھود دیا ہے۔



ار مغان نے بے یقینی سے خود کو سر سے پاؤں تک پانی میں شرابور دیکھا تھا۔

خمار عشق نادر خان

اس کی بیوی اب اطمینان سے اسے دیکھ رہی تھی جیسے اپنے شوہر کی یہ حالت کرنے کے بعد اسے اس کا رستانی پر کوئی ایوارڈ ملنے والا ہو۔

ارمغان نے اپنا فون ایک طرف پھینکا تھا۔ اس کے چہرے کے زاویے سخت ہوئے تھے، زینہ نے اس کے بدلے ہوئے تیور دیکھ کر ایک قدم پیچھے لیا تھا۔
ارمغان نے اس کی طرف بڑھنا شروع کیا تھا۔۔۔۔۔
زینہ کی سانس رک گئی تھی۔

"ارمغان۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔" اسے احساس ہوا کہ وہ کچھ غلط کر گئی ہے۔

ارمغان اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ تب ہی زینہ نے بھاگ کر کمرے کے دروازے کی طرف دوڑ لگائی تھی جو کہ کچھ فائدہ مند ثابت نہیں ہوئی تھی۔ ارمغان ایک ہی جست میں اسے کمرے سے تھام چکا تھا۔
"ارمغان۔۔۔ چھوڑ مجھے۔۔۔" وہ اس کی بانہوں میں جھپٹتا رہی تھی۔

ارمغان اسے لیے تیزی سے کمرے سے ملحق اٹیچ باتھ میں آیا تھا۔ زینہ نے ایک نظر پانی سے بھرا ٹب دیکھا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ ارمغان کا ارادہ سمجھ گئی تھی۔

"ارمغان۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔۔" لیکن ارمغان اس کو انور کرتا ٹب میں دھکیل چکا تھا۔

ٹب کے ٹھنڈے پانی میں ڈبکی لگاتے ہی زینہ کا حال خراب ہو گیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"دماغ خراب ہے تمہارا۔۔۔" وہ اپنے پیچھے کھڑے ار مغان پر چلائی تھی۔
"نہیں لیکن میری بیوی کا دماغ درست کرنا ضروری تھا۔" ار مغان کے لہجے میں مسکراہٹ تھی۔
زینہ نے منہ پھلا کر اسے دیکھا تھا۔ وہ سر سے پیر تک پوری طرح بھیگ گئی تھی۔
ار مغان جو اسے دیکھ کر ہنس رہا تھا، اچانک ہی نئے احساسات میں گھرا تھا۔
زینہ کا لباس اس کے بدن سے چپکا، اسے اس کی رعنائیوں سے پوری طرح واقف کر رہا تھا۔ وہ احتیاط سے ٹب سے باہر آئی تھی۔ ٹب کے ٹھنڈے پانی میں بھیگنے سے وہ ہلکا ہلکا نپ رہی تھی۔
ار مغان نے خاموشی سے ٹاول اس کی طرف بڑھایا تھا۔
زینہ نے تولیہ پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا جسے اچانک ہی ار مغان نے تھاما تھا۔
زینہ نے سراٹھا کر دیکھا تھا اور اس کی نگاہوں سے عیاں جزبات نے اس کی جان خشک کی تھی۔
وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی تھی، لیکن پانی کے باعث اس کا پیر پھسلہ تھا۔ ار مغان نے فوراً ہی اسے کمر سے تھام کر گرنے سے بچایا تھا۔
زینہ نے سہارا لینے کے لیے دیوار پر لگا ایک لیور تھاما تھا اور اپنی لاعلمی میں گیزر کا والو کھول دیا تھا۔
"آہ۔۔۔ سس" زینہ کی کمر پر اچانک ہی بھاپ اڑاتے پانی کی بو چھاڑ ہوئے تھی۔ ار مغان نے فوراً اسے شاور کی زد سے دور کھینچا تھا لیکن زینہ کے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھ کر وہ پریشان ہوا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"زینہ۔۔۔ زیادہ جل گیا ہے کیا۔۔۔" وہ بے اختیار ہی اس کی زپ کی طرف ہاتھ بڑھاتا پوچھ رہا تھا۔
"نہیں۔۔۔ ار مغان۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔" زینہ کا چہرہ لال ہو رہا تھا۔
"اچھا چلو تم ڈریسنگ روم میں چلو۔ میں تمہارے لئے کپڑے منگواتا ہوں۔" ار مغان نے فکر سے کہا اور
زینہ نے غصہ سے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔
"میں تمہاری کسی ایکس گرل فرینڈ کے کپڑے نہیں پہنوں گی۔" وہ تکلیف کے باعث، صاف صاف
کہہ گئی تھی۔
ار مغان نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔ پھر اسے اس کے صبح کے غصے کی وجہ سمجھ آئی تھی۔
"زینہ۔۔۔ وہ۔۔۔ اچھا مت پہننا۔۔۔" ار مغان اس کا ہاتھ تھامے اسے ڈریسنگ روم میں لایا تھا۔
"میرے کپڑے پہن لو۔" وہ اپنی شرٹ اس کی طرف بڑھا رہا تھا۔
"میں نہیں پہنوں گی۔" زینہ نے شرٹ کو تھامنے سے انکار کیا تھا۔
"اہم۔۔۔ زینہ دیکھ لو۔۔۔ مجھے سب نظر آرہا ہے کہ تم نے اندر کیا پہنا ہوا ہے۔۔۔" ار مغان نے
شرارت سے کہا تھا اور زینہ نے خود کو قدِ آدم آئینہ میں دیکھا تھا۔ واقعی اس کا بھیگا لباس اس وقت اس
کے جسم کا ہر راز عیاں کر رہا تھا۔
زینہ کا رنگ شرم سے سرخ پڑا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"بہت برے ہو تم۔۔۔" وہ غصے سے شرٹ پکڑتی کہہ رہی تھی۔

ارمغان اپنی مسکراہٹ دبا تا ڈریسنگ روم سے نکل گیا تھا۔ اسے فرسٹ ایڈ باکس کی تلاش تھی۔ وہ آئٹمنٹ لیتا واپس ڈریسنگ روم میں آیا تھا تو زینہ اسے اسی بھگے لباس میں کھڑی ملی تھی۔

ارمغان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

زینہ کے چہرہ پر حیا کی لالی بکھری تھی۔

"زپ اٹک گئی ہے۔۔۔" اس کی آواز بہ مشکل ارمغان کے کانوں تک پہنچی تھی۔

وہ سر ہلاتا اس کے عقب میں آیا تھا۔ زینہ کا بدن ہلکے ہلکے کپکپا رہا تھا۔

ارمغان نے زپ کو ہلکا سا کھینچا لیکن ڈریس گیارا ہونے کی وجہ سے وہ بالکل جام ہو گئی تھی۔

اس نے ایک دوبار تھوڑا زور سے کوشش کی۔ وہ بالکل بھی ٹس سے مس نہیں ہو رہی تھی۔ ارمغان نے

اس بار زرا زیادہ ہی زور آزمائی کی اور زپ ٹوٹ کر اس کے ہاتھ میں ہی آگئی۔ زینہ نے بے بسی سے زپ

کو پوری طرح سے کھلتے ہوئے محسوس کیا اور تیزی سے پلٹی تھی۔ وہ ایک ہاتھ سے اپنی قمیض کو پکڑنے کی

کوشش کر رہی تھی۔ ارمغان کی نظر آئینہ میں اس کی کمر پر پڑے لال نشان پر پڑ چکی تھی۔

"زینہ۔۔۔ دکھاؤ۔۔۔ کتنا زیادہ جل گیا ہے۔۔۔"

"میں کر لوں گی۔۔۔ تم مجھے دے دو آئٹمنٹ۔۔۔" زینہ نے بہ مشکل کہا تھا۔

خمار عشق نامر خان

کمر پر تکلیف کا احساس تو اسے ہو رہا تھا لیکن اسے اس وقت ار مغان سے بہت شرم آرہی تھی۔ جو ڈھٹائی سے وہیں کھڑا تھا۔

"ادھر آؤ زینہ۔۔" اب کی بار ار مغان کے انداز میں کوئی لچک نہیں تھی۔

وہ اس کو تکلیف میں دیکھ کر ویسے ہی تڑپ رہا تھا اوپر سے اس کا گریز ختم نہیں ہو رہا تھا۔

زینہ نے سرنفی میں ہلا کر ایک قدم پیچھے لیا تھا۔ ار مغان کی بس ہو گئی تھی۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر زینہ کو گھمایا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی شرٹ سرکائی تھی، زینہ اپنا نچلا لب کچلتی آنکھیں بند کر گئی تھی۔

ار مغان کی انگلیوں کا لمس اسے اپنی جلد پر محسوس ہوا تھا اور وہ بے اختیار ہی گہرے سانس لینے لگی تھی۔

ار مغان کو اپنی دل کی دھڑکن کی دھمک اپنے کانوں میں شور کرتی سنائی دی تھی۔ وہ اس کے نازک بدن

پر وہ سرخ نشان دیکھتا تڑپا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کی کمر کا ہک کھولا تھا اور نرمی سے آنٹمنٹ پھیلائی

تھی۔ زینہ کی جلن میں کمی ہوئی تھی لیکن اب جو آگ اس کے لمس سے اس میں جاگ رہی تھی اس کی

حدت بڑھتی جا رہی تھی۔

ار مغان کی نظر اس کے دائیں شانے سے تھوڑا نیچے تل پر پڑی تھی اور وہ بے اختیار ہی اس پر اپنے لب

رکھ گیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

زینہ نے اپنی نرم جلد پہ اس کے لبوں کا لمس محسوس کیا تو اس نے گھبرا کر آنکھیں کھولی تھیں۔
وہ اس کی نیلی آنکھوں میں بنیتے جزبات کو دیکھ کر نظریں چراگئی تھی۔



جاری ہے۔

ارمغان نے گہری نظروں سے زینہ کے چہرے پر بکھرتے رنگ دیکھے تھے۔
وہ اس سے رخ موڑے آنکھیں موندے کھڑی تھی۔ اس کے بھیگے سنہرے بال کمر پر پھیلے تھے۔
جنہیں اس نے نرمی سے ایک طرف ڈالا تھا۔

اس کی دودھیا کمر پر وہ سرخ نشان نمایاں ہو رہا تھا۔ وہ اتنی نازک تھی کہ ایک لمحے میں ہی اس کی جلد اتنا
جل گئی تھی۔

اس کا دل سینے میں شور کرتا اس کے جزبات کو بھڑکار رہا تھا۔ وہ یونہی اپنی انگلی کی پور سے اس کی ریڑھ کی
ہڈی ٹریس کرنے لگا۔

زینہ کو محسوس ہوا جیسا اس کا لمس اسے دہکارہا ہے۔
وہ بہ مشکل اپنے پھسلتے لباس کو سینے سے لگائے کھڑی تھی۔

خمار عشق نامر خان

"زینہ پلیز چیئج کر کر میری بات سن لو۔" ار مغان نے اس کے کانوں میں سرگوشی کی تو زینہ نے ذرا کی ذرا پلکیں اٹھا کر آئینہ میں اس کا عکس دیکھا تھا۔

وہ زینہ کے کندھے پر تھوڑی ٹکائے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے نزدیک کرتا سے ہی دیکھ رہا تھا۔
زینہ نے سر ہلایا تھا۔ اس کی آواز تو ار مغان کی قربت میں کہیں غائب ہی ہو گئی تھی۔

اس کی فرمانبرداری پر ار مغان کے چہرے کا ڈمپل نمایاں ہوا تھا اور اس نے اچانک ہی زینہ کے کان کی لو پر اپنے لب رکھے تھے۔

زینہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔ تب ہی اس کے مضبوط ہاتھوں نے اس کے گرد گھیرا تنگ کیا تھا۔

وہ اسے گہری گرم نگاہوں سے دیکھتا خود میں سمور ہا تھا۔ زینہ کی کمر پر اس کی بھیگی شرٹ کا لمس صاف محسوس ہو رہا تھا۔

وہ جیسے کسی ٹرانس میں اس کے چٹانوں سے سخت بدن کی حدت خود کے اتنے قریب محسوس کر رہی تھی۔ زینہ کی سانسیں بے ترتیب ہو رہی تھیں اور سینے میں طلاطم برپا تھا۔

وہ چند پل اسے ایسے ہی تھامے کھڑا رہا تھا پھر آہستگی سے اس سے الگ ہوا تھا۔

زینہ نے سکھ کا سانس لیا تھا لیکن اگلے ہی لمحے اس کی بحال ہوئی سانس رکی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"یہ۔۔۔ تم۔۔۔ کیا۔۔۔ کر رہے ہو؟" زینہ نے ار مغان کو شرٹ اتارتے دیکھ کر پوچھا تھا۔

ار مغان اس کے سوال پر ابرو اٹھاتا اس کی طرف پلٹا تھا۔

"میں بھی آف کورس کپڑے تبدیل کر رہا ہوں۔ جو تم نے بھگوئے ہیں۔" وہ اس کو جتاتے کہہ رہا تھا۔

زینہ نے اس کے کثرتی جسم سے نظریں چرائی تھیں۔

"تو تم پلیر روم میں جا کر چینج کرو۔ مجھے یہاں چینج کرنا ہے۔"

زینہ پہلے سے ہی بلش کر رہی تھی۔ اب اس کا رنگ بالکل سرخ پڑ گیا تھا۔ ار مغان نے اس کی لرزتی

پلکیں دیکھیں اور اس کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی تھی۔

"تم اتنا کیوں شر مار ہی ہو۔ کل تو میرا ٹیوٹ پڑھ رہی تھیں۔" زینہ نے فوراً سراٹھایا تھا۔

"میں کیوں پڑھوں گی تمہارا ٹیوٹ۔ ویسے بھی وہ ترکش میں ہے اور تمہیں پتا ہے کہ مجھے ترکش نہیں آتی۔

"زینہ نے تنک کر کہا تھا۔

"جب تم نے دیکھا نہیں تھا تو تمہیں کیسے پتہ چلا کہ وہ ترکش میں ہے؟" ار مغان ایک آنکھ دباتا اس سے

پوچھ رہا تھا۔

"زیادہ خوش فہمی مت پالو اور باہر جاؤ اب۔" زینہ نے دانت پیستے کہا تھا۔ ار مغان اپنی ہنسی دباتا ٹراؤزر

اور شرٹ لیتا باہر نکل گیا تھا۔

خمار عشق نامہ خان

زینہ نے اپنے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔

"بے شرم کہیں کا۔ اپنے سکس پیک دکھانے کے لئے شو آف کر رہا تھا۔" زینہ نے زیر لب ار مغان کی شان میں قصیدے پڑھتے ہوئے اس کی شرٹ پہن کر آستینیں فولڈ کی تھیں۔

ار مغان کی شرٹ زینہ کے گھٹنوں تک آرہی تھی۔ زینہ نے بٹن لگا کر اپنا لاکٹ باہر نکالا تھا۔ پھر ٹراؤزر کے پائینچے فولڈ کر کے کمرے میں آئی تھی۔ کمرے میں آتے ہی وہ ٹھٹکی تھی۔



ار مغان اطمینان سے صرف ٹراؤزر پہن کر کھڑا فون پہ بات کر رہا تھا۔

زینہ نے اسے گھورا تھا جس پر اس نے کندھے اچکا دیے تھے۔ وہ فون پر بات ختم کر کرپٹا تھا اور زینہ کا سر سے پیر تک جائزہ لیا تھا۔

"تم میرے کپڑوں میں کافی اچھی لگ رہی ہو۔"

زینہ پھر سے بلش ہوئی تھی۔

"تم بھی اپنے کپڑوں میں اچھے لگتے ہو، اس لیے پلیز شرٹ پہن لو۔"

"سچ بتاؤ؟" ار مغان شرارت سے اس کی کلائی تھامے پوچھ رہا تھا۔

زینہ اسی تذبذب کا شکار تھی کہ کہاں نظریں ٹکائے۔

خمار عشق نادر خان

اس کی نیلی آنکھوں میں جل رہی جوت کی وہ تاب نہیں لا پار ہی تھی اور اس کے چوڑے سینے پر نظر ٹکانے کی اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

تب ہی اچانک کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور زینہ گھبرا کر ار مغان کی چوڑی پشت کے پیچھے چھپی تھی۔ اس کا ایک ہاتھ ار مغان کے ہاتھ میں تھا جب کہ دوسرے سے وہ اس کا بازو دبوچے اپنا چہرہ اس کے کندھے کے پیچھے چھپائے کھڑی تھی۔



دریائے دروازہ گڑبڑا کر دوبارہ بند کیا تھا۔ ان کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے۔

"ار مغان کے کمرے میں ایک لڑکی تھی؟"

"ار مغان ایک لڑکی کے ساتھ اس حال میں کھڑا تھا؟"

انہوں نے اپنی آنکھیں مسلی اور اس بار دروازہ آہستگی سے کھولا تھا۔

ار مغان اور زینہ ابھی بھی ویسے ہی کھڑے تھے۔ زینہ دوپٹے کے نہ ہونے کی وجہ سے چھپی تھی اور

ار مغان آنے کو یوں اچانک دیکھ کر سٹل ہوا تھا۔

دریائے دوبارہ وہی منظر دیکھا تو وہ اس بار پوچھے بغیر نہ رہ سکیں۔

"Oğlum, bütün bunlar neyle ilgili? "

خمار عشق نادر خان

(بیٹے یہ سب کیا ہے؟)

دریائے حیرت زدہ ہوتے ہوئے اپنی مادری زبان میں پوچھا تھا۔
فطری طور پر انسان جب اچانک کسی حیران کر دینے والی چیز کا سامنا کرتا ہے تو اس کے لبوں سے نکلنے
والے الفاظ اس کی مادری زبان میں ہی ہوتے ہیں۔ یہی دریا اسکندر کے ساتھ ہوا تھا۔

"Anne, bu senin gelinin"

(آنے، یہ آپ کی بہو ہے۔)

ارمغان نے ماں کی حیرت کم کرتے کہا تھا۔

زینہ کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ خوبصورت خاتون اس سے کیا کہہ رہی تھیں۔

اس نے سرگوشی میں ارمغان کو مخاطب کیا تھا۔

"ارمغان یہ گریس فل خاتون کون ہیں؟ تم انہیں پلیز اب کچھ الٹا سیدھا مت کہنا۔ وہ کیا سوچیں گی

میرے بارے میں۔۔۔۔۔ تم سے کہا بھی تھا شرٹ پہن لو۔" زینہ پریشانی میں ایک ہی سانس میں کہتی

چلی گئی۔

دریا کا شاک تھوڑا کم ہو گیا تھا۔

انہوں نے دلچسپی سے ارمغان کے پیچھے سے جھانکتی زینہ کو دیکھا تھا۔

خمار عشق نادر خان

اس کی ہیزل آنکھوں میں گہرا ہٹ صاف نظر آرہی تھی۔ اس کا لباس اور بھیگے سنہری بال انہیں اتنا تو سمجھ میں آرہا تھا، کہ یہ لڑکی ان کے بیٹے کے نکاح میں تھی۔ ورنہ ان کی تربیت ایسی نہیں تھی کہ کوئی نامحرم ان کے بیٹے کے ساتھ اس حال میں موجود ہو۔

"Dışarı çık ve babana kendin anlat"

(باہر آکر اپنے بابا کو خود بتاؤ)

دریائے سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔

"Anne, karım başını örtmek zorunda"

(آنے میری بیوی کو اپنا سر ڈھانپنا ہے)

ارمغان نے دریائے زینہ کے لیے دوپٹہ مانگا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ فرہاد صاحب اسے ملنا چاہیں گے اور اس حال میں وہ کمرے سے زینہ کو باہر کیسے لاسکتا تھا۔

دریائے گہری نظروں سے زینہ کا جائزہ لیا تھا اور پھر بنا کچھ کہے وہاں سے چلی گئیں تھی۔

ان کے جاتے ہی زینہ نے ارمغان کے بازو پر ایک مکار سید کیا تھا۔

"ارمغان اسکندر تم نے دروازہ لاک کیوں نہیں کیا تھا؟"

ارمغان اس کی طرف مڑا تھا۔

خمار عشق نادر خان

وہ اس سے ایک ہاتھ کے فاصلے پر کھڑی اسے گھور رہی تھی۔

ارمغان نے ہاتھ بڑھا کر اس کی سنہری لٹ کو اس کے کان کے پیچھے اٹکایا تھا۔

"مجھے پتہ نہیں تھا کہ مسز ارمغان اسکندر رو مینس کے موڈ میں ہیں۔" وہ معنی خیز لہجے میں کہتا اس کے بازو کو اپنی انگلی سے ٹریس کر رہا تھا۔

زینہ ہولے سے کپکپائی تھی۔ دروازے پر ہونے والی دستک پر وہ دونوں چونکے تھے۔

ارمغان عجلت میں شرٹ پہنتا دروازے پر گیا تھا۔

ملازمہ نے اسے ایک ہینگر شدہ لباس پکڑایا تھا۔

ارمغان دروازہ بند کرتا زینہ کی طرف آیا تھا۔

"یہ لو۔ اور پلیز اب پھر سے کچھ الٹا سیدھا مت سوچنا اور یہ ڈریس پہن لینا۔" ارمغان نے اسے دریا کا ڈریس پکڑاتے ہوئے کہا تھا۔

"تم پہلے مجھے بتاؤ کہ یہ ڈریس کس کا ہے؟ اور وہ جو خوبصورت خاتون آئی تھیں، تم نے ان سے کیا کہا تھا۔" زینہ نے صاف صاف پوچھا۔

ارمغان نے ایک ٹھنڈی سانس خارج کرتے، زینہ کو بازوؤں سے تھام کر اپنے قریب کیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"وہ خاتون میری والدہ تھیں اور میں نے انہیں بتایا تھا کہ تم میری عزت ہو۔" وہ اس کی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھتا جذب سے کہہ رہا تھا۔

"تو مسز ار مغان اسکندر، یہ لباس اور فارم ہاؤس والا لباس دونوں ہی میری والدہ کے ہیں، اپنی عزت کے معاملے میں میں بہت پوزیزو ہوں سوڈونٹ وری۔" ار مغان نے آخری جملہ کہتے اس کی پیشانی سے اپنا ماتھا ٹکایا تھا۔

زینہ کا دل اس کی قربت میں بے قابو ہوا تھا۔

وہ اپنے الفاظ سے اسے معتبر کر چکا تھا۔

زینہ کے دل پہ چھائی کثافت تھوڑی دور ہوئی تھی۔ وہ خاموشی سے ہینگر پکڑتی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی تھی۔



التان نیشا کا ہاتھ تھامے اسکندر مینشن کے لونگ روم میں بیٹھا تھا۔ نیشا اب قدرے بہتر لگ رہی تھی۔

اپنوں کا ساتھ ویسے ہی آپ کی آدھی بیماری دور کر دیتا ہے۔ یہی نیشا کے ساتھ ہوا تھا۔

دادی بھی نیشا پر بہت محبت سے دعائیں پڑھ پڑھ کر پھونک رہی تھیں۔

خمار عشق نادر خان

دریا جوار مغان کو اندر سے بلانے گئیں تھی کچھ پریشان پریشان سی واپس آئیں تھی۔

عرشمان نے ماں کے چہرے پر بے چینی دیکھی تو بے اختیار ہی سر پر ہاتھ مار گیا۔

التان نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور دونوں بھائیوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ

کیے۔ التان نے بھی سمجھتے ہوئے ہونٹ سیٹی بجانے کے سے انداز میں سکیرٹے۔

(الٹی یار آبی شائد پہنچ گئے ہیں)

(بھائی! یعنی آنے نے بھابی کو دیکھ لیا ہے۔)

فرہاد صاحب صوفہ پر براجمان اخبار پڑھ رہے تھے۔

جب ہی ار مغان کی آواز پر انہوں نے اپنا سر اٹھایا تھا۔

"السلام علیکم "

ار مغان پر اعتماد چال چلتا کمرے میں داخل ہوا تھا۔

فرہاد صاحب کے چہرے پر بیٹے کو دیکھتے ہی جو مسکراہٹ نظر آئی تھی وہ اس کے عقب میں کھڑی لڑکی کو

دیکھ کر سمٹی تھی۔

زینہ گلابی لباس میں دوپٹہ سر پر اچھی طرح پھیلائے کچھ گھبرائی سی کھڑی تھی۔

خمار عشق نادر خان

نینشا بھی سیدھی ہو کر بیٹھی۔ وہ خوبصورت ہیزل کلر کی آنکھوں والی لڑکی اس کے آبی کے ساتھ بیچ رہی تھی۔

راحہ بیگم نے بھی عینک درست کرتے نووارد کا جائزہ لیا تھا۔

"بابا، بابا آنے میں آپ سب کو کسی سے ملوانا چاہتا ہوں۔" ارمان نے مسکراتے ہوئے زینہ کا ہاتھ تھام کر اپنے برابر کھڑا کیا تھا۔

"یہ ڈاکٹر زینہ ارمان اسکندر ہیں۔ میری بیوی اور آپ کی بہو۔" اس کا لہجہ فخر سے لبریز تھا۔ زینہ نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

فرہاد صاحب کا چہرہ غصہ کی شدت سے سرخ پڑا تھا۔ انہوں نے ہاتھ میں پکڑا اخبار میز پر پٹھا تھا۔ اور اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے۔ باقی سب بھی ان کی تقلید میں اپنی نشست چھوڑ چکے تھے۔

"یہ کیا حرکت ہے؟ تم بھائیوں نے نکاح کو مزاق بنا لیا ہے کہ بغیر والدین کی اجازت کے کبھی بھی شادی کر کے چلے آتے ہو!!" وہ دھاڑے تھے۔

زینہ نے گھبرا کر ارمان کا بازو دبو چا تھا۔ یہ انکل تو اس کے دادا کی طرح سخت مزاج لگ رہے تھے۔ ارمان نے ایک ہاتھ سے زینہ کا خود کے بازو پر جما ہاتھ تھپتھپایا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"بابا میرے لیے آپ کا حکم سر آنکھوں پر ہے۔ لیکن بات میری محبت کی تھی۔ میں اپنی محبت کو رسوا ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔" ار مغان نے دو ٹوک لہجے میں کہا تھا۔
زینہ کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا۔

"محبت؟؟؟ تو کیا ار مغان اس سے محبت کرتا ہے؟"

وہ کمرے میں موجود ہر انسان کو فراموش کرتی اس انسان کے چہرے پر نظریں ٹکا گئی جو جب سے ملا تھا اس کے دل کی دنیا زیر زبر ہی کرتا آ رہا تھا۔

"ار مغان تو طریقے سے بھی بات لے کر جانی جاسکتی تھی۔ مجھے کم سے کم تم سے ایسی کوئی امید نہیں تھی۔" وہ ناراضگی سے کہہ رہے تھے۔

دریا فرہاد کی طرف ملتجیانہ نگاہوں سے دیکھ رہیں تھیں۔ فرہاد کا غصہ جائز تھا لیکن وہ ار مغان کے فیصلے پر باپ بیٹے میں دراڑ نہیں چاہتی تھیں۔

ان کا بڑا بیٹا بہت ضدی تھا وہ ڈر رہی تھیں کہ کہیں وہ بیوی کو لے کر گھر ہی نہ چھوڑ دے۔

"چلو اب جو ہو گیا سو ہو گیا۔ جب نکاح ہو ہی چکا ہے تو اب ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے فرہاد۔" راحمہ بیگم نے زینہ کا بغور جائزہ لینے کے بعد کہا تھا۔

"اماں آپ ان سب کو سپورٹ مت کریں پلیز۔" فرہاد صاحب ابھی بھی غصے میں تھے۔

خمار عشق نادر خان

"کل کو عرش بھی یہی کرے گا۔ اچانک کسی دن نکاح کر کر ہمیں اپنی بیوی سے ملو اور ہا ہو گا۔" فرہاد صاحب گرجے تھے۔

"بیٹا جب تمہارے ماں باپ نے تمہارے اچانک بیوی لانے پر صبر کر لیا تھا تو تم بھی اپنی اولاد کی مرضی پر صبر ہی کرو۔" راحمہ بیگم کا لہجہ سلگتا ہوا تھا۔

دریا بیگم شرمندہ سی ہو گئی تھیں۔ فرہاد صاحب بھی پہلو بدل کر رہ گئے تھے۔

"رہی بات عریشان کی۔ تو کان کھول کر سن لو عریشان جب تم کسی لڑکی سے شادی کا فیصلہ کر لو تو سیدھا میرے پاس آنا۔ تمہاری دادی خود تمہارا رشتہ لے کر جائے گی۔" وہ گرجیں تھی۔ اور عریشان نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔

"بابا آنے پلیز پرانی باتیں مت دہرائیں۔" ارمان کو دادی کی بات کچھ پسند نہیں آئی تھی۔

"میں زینہ سے ترکی میں ملا تھا۔ ان فیکٹ زینہ ہی وہ لڑکی ہے جس نے میری جان بچائی تھی۔" ارمان نے سب کو بتایا تو فرہاد صاحب بھی تھوڑے ٹھنڈے ہوئے تھے۔ دریا کی نظروں کا زاویہ بھی تبدیل ہوا تھا۔

اسکندر مینشن کے افراد اس گھر کی نئی بہو کو پر شوق نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ جو کچھ گڑ بڑاتی ارمان کے بازو سے ٹکی کھڑی تھی۔

خمار عشق ناز خان



جاری ہے۔

قسط نمبر 28

#خمارِ عشق

#رائٹر ناز خان

☢نوکاپی پیسٹ پلینز☢

"اب نکاح کر ہی چکے ہو تو اپنی بیوی کے حسب نسب کے بارے میں بھی کچھ بتادو۔ یا ہمیں یہ جاننے کا حق بھی نہیں ہے کہ اسکندر خاندان میں کس خاندان کی بیٹی شامل ہوئی ہے؟"

فرہاد اسکندر نے جلے کٹے انداز میں پوچھا تھا۔ وہ اپنی ماں کو تو لحاظ کی وجہ سے کچھ کہہ نہیں سکتے تھے۔ دو بیٹے انہیں بتائے بغیر شادی کر چکے تھے، ان کا ناراض ہونا جائز تھا۔

وہ کافی لبرل تھے، انہیں اس بات سے اعتراض نہیں تھا کہ ار مغان اپنی پسند سے شادی کر کر آیا ہے۔ انہیں اس طرح خاموشی سے نکاح کرنے پر اعتراض تھا۔ وہ بخوشی اپنے بیٹوں کی پسند کے مطابق رشتہ لے جانا چاہتے تھے۔

ار مغان نے والد کی بات پر سر جھکا یا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"نہیں بابا! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" وہ دھیمے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"ادھر آؤ زینہ! دریائے اپنے اور دادی کے درمیان صوفے پر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"اچھا بتاؤ۔ تمہارے گھر والے کیا ترکی میں رہتے ہیں؟" دریا کو ترکی کا سن کر اشتیاق ہو رہا تھا کہ شاید ان کی بہو بھی ترکی کی رہائشی ہو۔

"جی نہیں۔ وہ ایبٹ آباد کے پاس ہمارا گاؤں ہے۔" زینہ نے جواب دیا۔

وہ تھوڑی ریلیکس ہو گئی تھی۔ دریا کی مہربان نگاہوں میں اسے ارمغان کی نیلی آنکھوں کا عکس دکھ رہا تھا۔ دادی بھی اسے شفقت سے دیکھ رہی تھی۔

"وہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ ترکی گھومنے گئی تھی۔ میرے دادا تو اجازت نہیں دے رہے تھے مگر بابا نے منالیا تھا انہیں۔" زینہ کی آنکھیں اچانک نم ہوئی تھیں۔ اپنے گھر والوں سے دور ہونے کا احساس اچانک شدید ہوا تھا۔

اس نے شکوہ کن نگاہوں سے ارمغان کی جانب دیکھا تھا۔

(کیا ضرورت تھی اسے وہ سب کرنے کی)

(صحیح تو کہہ رہے ہیں اس کے بابا، اگر پسند کرتا تھا تو طور طریقے سے رشتہ لے کر آتا۔۔۔)

خمار عشق نادر خان

ارمغان نے زینہ کے چہرے پر دکھ کے سائے لہراتے دیکھے تھے۔ اس کی آنکھوں میں تیرتی نمی پر وہ پہلو بدل کر رہ گیا۔

دریائے بھی اس کی شہد رنگ آنکھوں میں اداسی دیکھی تو اسے گھر والوں کی یاد پر محلول کیا۔
"کیا نام ہے تمہارے دادا کا؟" دادی نے پوچھا۔

"شہرام خان" زینہ کے لہجے میں احترام تھا۔
کمرے میں موجود تین نفوس کی سانسیں رکی تھیں۔
وہ سب ایک دوسرے کو تکتے لگے۔

"تو کیا تمہارے والد، اکرم خان ہیں؟" فرہاد کو اپنی آواز کہیں دور سے آتی محسوس ہوئی۔
"جی انکل، کیا آپ جانتے ہیں میرے بابا کو؟" زینہ کی آنکھوں میں چمک آئی تھی۔
ارمغان نے بھی غور سے والد کو دیکھا۔

التان، عرثمان اور نیشا بھی دلچسپی سے زینہ اور فرہاد کو دیکھ رہے تھے۔
دریا کے چہرے کی رنگت متغیر ہو رہی تھی۔

"بس کچھ کاروباری مراسم تھے تیس سال پہلے۔" فرہاد اسکندر نے ماں سے نظریں چرائی تھیں۔
"بھابھی، یہ نیشا ہے۔ میری ون اینڈ اونلی بیوٹیفل وائف۔" التان چہکا تھا۔

خمار عشق ناز خان

زینہ نے دلچسپی سے اپنی نازک سی دیورانی کو دیکھا تھا۔ وہ کم و بیش ماہ نوش کی ہم عمر لگ رہی تھی۔ اس نے اپنے دونوں دیوروں کو دیکھا جو چہرے پر احترام لیے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

بلا ارادہ ہی زینہ کے چہرے پر ایک مبہم سی مسکراہٹ آئی تھی۔

ارمغان نے اپنی بیوی کے چہرے پر چوبیس گھنٹوں میں پہلی بار مسکراہٹ دیکھی تو اس کے دل پر پڑا منوں بوجھ کچھ کم ہوا۔

"میرا خیال ہے اب ہم سب کچھ آرام کر لیں۔" دریا نے بہ مشکل کہا تھا۔ وہ پھر رکی نہیں تیز قدموں سے اپنے کمرے کی جانب چلی گئیں۔ فرہاد صاحب نے ان کی تقلید کی تھی۔ راحمہ بیگم اپنے کمرے کی جانب چلی گئیں تھیں۔

بزرگوں کے جاتے ہی یہ سب لوگ ایک دوسرے کی جانب متوجہ ہوئے۔

"نیشا گڑیا تمہاری طبیعت کو کیا ہوا تھا؟" ارمغان کو یاد آیا کہ یہ لوگ اسپتال سے آئے تھے۔ زینہ نے بھی نیشا کے چہرے پر ہلکی سی زردی محسوس کی تھی۔ جبکہ اس کے ہاتھوں پر بینڈج بھی تھی۔

التان اور عرثمان اچانک سنجیدہ ہوئے تھے۔

"آبی وہ۔۔۔ نیشا کی چاچی نے اسے اغوا کر لیا تھا۔"

خمار عشق نادر خان

التان نے اپنی بات مکمل کی۔ ار مغان یہ سن کر اپنی نشست سے کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوا تھا۔

"کیا میں غیر ہوں جو تم مجھے یہ بات اب بتا رہے ہو؟" ار مغان کی آواز میں دکھ اور حیرت کی آمیزش تھی۔

"آبی آپ کو بتاتے تو آپ اور بھابی پریشان ہوتے۔۔۔۔۔ آپ کی شادی کو ایک گھنٹہ بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔" عر شان نے ار مغان کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔

"تو؟؟؟ میرے بھائی میرے لیے اتنے ہی اہم ہیں جتنی زینہ۔ اور ینیشا تو میری بہن ہے۔۔۔۔۔ پھر تم نے مجھے کیوں لا علم رکھا۔" ار مغان گرجا تھا۔

زینہ حیرت سے ار مغان کا یہ روپ دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کے بارے میں جتنی منفی سوچیں لے آئی تھی وہ اب آہستہ آہستہ ذائل ہو رہی تھیں۔

"آبی ہمیں اندازا نہیں تھا کہ وہ عورت اتنی بے رحمی دکھائے گی۔" عر شان نے دھیمے لہجے میں کہا تھا۔ ینیشا کے چہرے پر کرب کے آثار تھے۔ التان نے ہولے سے اس کا ہاتھ دبایا تھا۔ ینیشا کے چہرے پر پھیکی سی مسکان آئی تھی۔

خمار عشق ناز خان

"نیشا گڑیا تم فکر مت کرو تمہارا آبی اس عورت کو کڑی سے کڑی سزا دلائے گا۔" ارمان نے اٹھ کر نیشا کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"آبی۔۔۔" نیشا نے ایک سسکی لی تھی۔

وہ اپنوں کے ہاتھوں جتنا بے آبرو ہوئی تھی، التان سے جڑے ہر رشتے نے اسے اتنا ہی معتبر کیا تھا۔ زینہ کو نیشا سے ایک انسیت سی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے ایک دوستانہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی تھی۔ جس کا نیشا نے بھی مسکراہٹ سے جواب دیا تھا۔

"اچھا میرا خیال ہے اب ہم سب تھوڑی دیر کے لئے ریست کر لیتے ہیں۔" عثمان نے تجویز دی۔ اسے شام میں آفس کا چکر بھی لگانا تھا۔ فرہاد صاحب نے کچھ کلائنٹ کے ساتھ میٹنگس رکھی تھی جن میں اسے لازمی شامل ہونا تھا۔

التان نیشا کا ہاتھ تھامے اپنے کمرے کی طرف جانے لگا۔ ارمان نے زینہ کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"زینہ تم کچن میں چلو۔ میں نے زینت بی سے کہا تھا انہوں نے کچھ کھانے کا انتظام کیا ہو گا۔" اسے فکر تھی کہ وہ صبح سے خالی پیٹ ہے اور اب دن چڑھ آیا تھا۔

خمار عشق نامر خان

زینہ نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا تھا لیکن اس کے پیٹ سے آتی آوازوں نے اسے کھانے کو نہ کہنے سے باز رکھا۔

وہ خاموشی سے اٹھ گئی۔

کھانے سے تو اس کی کوئی ناراضگی نہیں تھی۔



التان نیشا کو لیے اپنے کمرے میں آیا تھا۔ وہ اسے صوفہ پر بٹھاتا۔ اس کی دوائیاں چیک کرنے لگا۔ "نیشا یہ ملٹی وائٹ من تم ابھی لے لینا۔ میں تمہارے لیے سوپ بنواتا ہوں۔۔" التان اس کی ڈائٹ کے لیے ڈاکٹر کی دی ہوئی ہدایات کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ "التان۔۔" نیشا کی آواز بہت دھیمی تھی لیکن التان نے فوراً پلٹ کر دیکھا تھا۔ وہ اپنا نچلا ہونٹ کاٹتی سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"کیا آپ مجھ سے۔۔۔ مجھ سے خوش ہیں؟" نیشا کا ذہن ابھی بھی اسی بات پر اٹکا تھا۔ التان نے چونک کر اسے دیکھا۔

وہ اپنی ایک ہاتھ کی انگلیوں سے دوسرے ہاتھ کی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔

التان چلتا ہوا اس کے قریب آیا اور اس کے ہاتھوں میں اپنے ہاتھ پھنساتا اس کا ہاتھ اپنے لبوں تک لایا۔

خمار عشق نامر خان

ینیشا نے جھلملاتی نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔

"میں تمہارے ساتھ بہت خوش ہوں۔" اس نے گھمبیر لہجہ میں کہتے اسے یقین دلایا تھا۔

ایک آنسو ینیشا کی پلکوں کی باڑ ٹوٹ کر گرا تھا۔

"مجھے پتہ ہے۔۔۔" ینیشا کے حلق میں آنسوؤں کا گولا پھنسا تھا۔

"کیا پتہ ہے؟" التان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا، کہ وہ کس بات پر دکھی ہو رہی ہے۔ التان نے اس کے بالوں

میں نرمی سے انگلیاں پھیری تھیں۔ ینیشا اس کے ہاتھوں کے لمس پر اور زور سے رونے لگی تھی۔ اس کا

نازک بدن جھٹکوں کی زد میں آیا تھا۔

"مجھے پتہ ہے۔۔۔ ک۔۔۔ کہ۔۔۔ آپ۔۔۔ آپکو۔۔۔ مجھ پر غصہ آیا تھا۔۔۔" التان کی بھنویں تن

گئیں تھی۔ وہ لب بھینچے ینیشا کو دیکھ رہا تھا۔

وہ کیا کہہ رہی تھی؟

التان صوفہ کے سامنے رکھی کافی ٹیبل پر ٹک گیا۔ اس نے ینیشا کی تھوڑی پرہاتھ رکھ کر اس کا جھکا چہرہ

اٹھایا۔

"کب آیا تھا مجھے غصہ؟ ینیشا جان کس بات نے تمہیں اتنا پریشان کر دیا؟" التان اس کے آنسو اپنی

پوروں پر چٹنا پوچھ رہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"جب۔۔۔جب۔۔۔میں نے۔۔۔آپ کو منع کر دیا تھا۔۔۔میں۔۔۔آئندہ کبھی نہ نہیں کہوں گی۔۔۔" نیشا نے سسکیوں کے درمیان بہ مشکل اپنی بات مکمل کی تھی۔ وہ التان سے نظریں چرا کر اپنی بات کہہ گئی تھی لیکن اب اس کے رونے میں مزید اضافہ ہوا تھا۔

التان اپنے گھنگریالے بالوں میں ہاتھ چلاتا اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ رو رہی تھی اور اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس بات سے دکھی تھی۔

"آپ۔۔۔آپ۔۔۔تب ہی صبح مجھ سے ملے بنا چلے گئے تھے۔۔۔آپ کو۔۔۔مجھ۔۔۔مجھ۔۔۔" سے۔۔۔" شرم اور گریز نے نیشا کی بات مکمل ہونے نہیں دی تھی۔

التان چند ثانیے اسے دیکھتا رہا پھر اچانک ہی اسے نیشا کے جملوں کا مطلب سمجھ آیا تھا۔

"کس طرح کی فضول باتیں سوچ رہی ہو تم؟" حیرت کے باعث التان کی آواز تھوڑی بلند ہو گئی تھی۔

نیشا کے آنسوؤں کو فوراً بریک لگا تھا۔

"آپ ناراض مت ہوں پلیز۔۔۔" وہ ڈبڈباتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ نیشا نے اچانک ہی التان کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لے کر خود کے قریب کیا تھا۔ وہ جھجکتے ہوئے اپنے کانپتے لب التان کے ہونٹوں پر رکھ گئی تھی۔

التان اس سے اس جسارت کی امید نہیں کر رہا تھا۔ وہ بالکل سٹل ہوا تھا۔

خمار عشق نامر خان

تب ہی نیشا نے التان کے لبوں پر ہلکا سا بائٹ کیا تھا۔

التان نے اسے آہستگی سے خود سے علیحدہ کیا تھا۔

نیشا کا چہرہ شرم سے لال ہو چکا تھا۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

خمار عشق نانر خان

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں [/https://ezreaderschoice.com](https://ezreaderschoice.com)

آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

READERS CHOICE

التان نے گہری نظروں سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھے تھے۔
"نیشادھر دیکھو۔" اس کی آواز پر نیشا نے ڈرتے ڈرتے پلکیں اٹھائی تھیں۔

خمار عشق ناز خان

"میں تم سے ناراض ہو کر نہیں گیا تھا۔" التان نے نیشا کے چہرے پر بکھری لٹوں کو اس کے کان کے پیچھے کیا تھا۔

"میں تمہارے لیے ایک نوٹ چھوڑ کر گیا تھا تا کہ جب تم اٹھو تو تمہیں پتہ ہو کہ میں آبی کی دلہن لانے گیا ہوں۔" التان نے اس کی سرخ ہوتی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تھا۔ نیشا نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

"تو۔۔ آپ مجھ سے ناراض۔۔۔" التان نے نیشا کی بات درمیان سے ہی اچک لی تھی۔
"کبھی نہیں تھا۔" وہ نیشا کے کپکپاتے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ کی مضبوط گرفت میں لیتا اس کے تھوڑا اور قریب ہوا تھا۔ اس کے گھٹنوں نے نیشا کے لرزتے گھٹنوں پر دباؤ ڈالا تھا۔
"تم میری ملکیت نہیں ہو۔ تم میری پارٹنر ہو۔ اگر تمہاری مرضی نہیں ہے تو تم مجھے منع کر سکتی ہو۔"
التان نے اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے ٹکائی تھی۔

نیشا آنکھیں موندے اسے محسوس کر رہی تھی۔ اس کا آنچ دیتا لہجہ اسے باور کرا رہا تھا کہ وہ بلا وجہ کے واہموں میں گھر رہی تھی۔

"اس لیے آئندہ کبھی اس طرح خود کو ہلکان مت کرنا۔ مجھ سے تم بناؤ رے اپنے دل کی بات کر سکتی ہو۔"
"التان نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے کہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

ینیشا کے چہرے پر طمانیت کے سائے لہراتے دیکھ کر التان کے دل کو سکون ہوا تھا۔ اس نے دھیرے سے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

ینیشا التان کی آغوش میں خود کو سپرد کرتی مسکرائی تھی۔



دریا اسکندر اپنے کمرے میں شاک کی حالت میں بیٹھیں تھیں۔ فرہاد اسکندر مضطرب سے کمرے میں چکر کاٹ رہے تھے۔

"فرہاد۔۔۔" دریا نے انہیں پکارا تھا۔

"ایسا کیسے ہو گیا؟ ہمارا بیٹا اس لڑکی سے شادی کیسے کر سکتا ہے!" ان کی آواز میں آنسوؤں کی آمیزش تھی۔

فرہاد اسکندر تڑپ کر ان کے پاس آئے تھے۔

"دریا آپ دکھی مت ہوں۔ آپ جانتی ہیں کہ میں آپ کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔" وہ دریا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر جذب سے کہہ رہے تھے۔

"مجھے وہ لمحہ یاد آ رہا ہے فرہاد۔۔۔ جب۔۔۔ جب اکرم خان نے آپ پر اپنی پستول تانی تھی۔۔۔ میری سانس وہ دن یاد کر کر آج بھی رک جاتی ہے فرہاد۔" دریا رو پڑی تھیں۔

خمار عشق نادر خان

فرہاد نے نرمی سے انہیں اپنے سینے سے لگایا تھا۔

"دریائے کی بات اور تھی۔ اب وہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔" فرہاد نے انہیں یقین دہانی کروائی۔

"ارمغان کو کیسے بتائیں گے ہم۔" دریا پریشان تھیں۔

"جس لڑکی سے وہ نکاح کر چکا ہے۔ اس خاندان نے ہمیں برباد کرنے کی دھمکی دی تھی۔" دریا سسکی تھیں۔

اسی کمرے میں اپنی شادی شدہ زندگی کے اوائل ایام انہوں نے خوف اور بے چینی سے کاٹے تھے۔ فرہاد کی جان کو خطرہ تھا ہی اور دریا کے بدن میں پل رہی ننھی سی جان بھی بے قصور ہوتے ہوئے ان ظالموں کے عتاب کا نشانہ بن سکتی تھی۔

بیٹے دنوں کے خوف نے انہیں پھر سے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

وہ آدمی جو ان کے سہاگ کی جان لینے کے درپہ تھا آج اسی کی بیٹی ان کے ارمغان کی دلہن بن کر اس گھر کی چوکھٹ عبور کر چکی تھی۔

کمرے کے باہر کھڑے ارمغان کے پیروں تلے سے زمین نکلی تھی۔

اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا، یہ سب سچ نہیں ہو سکتا!

خمار عشق نامر خان

یہ اس نے کیا کر دیا تھا؟؟



جاری ہے۔

قسط نمبر 29

#خمارِ عشق

#رائٹر_نامر خان

#ارمغان_زینہ_فائٹ

☢کاپی پیسٹ کرنے سے اجتناب کریں۔☢



ارمغان اسکندر پر حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔

اس کی ساری حسیات سن ہو گئیں تھی۔

وہ اپنے والدین کے کمرے کے باہر کھڑا باہر آتی آوازیں سن رہا تھا۔ ارمغان کی نیلی آنکھوں میں سرخ
ڈورے نمایاں ہوئے تھے۔

دریا اسکندر کی آوازاں بھی آرہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"فرہاد! ہم ار مغان کو کچھ نہیں بتاتے۔۔۔۔" وہ غمزہ تھیں لیکن انہیں اپنے آنسوؤں سے زیادہ اپنی اولاد کے مستقبل کی فکر تھی۔

فرہاد نے اپنی زندگی کی ساتھی کو چونک کر دیکھا تھا۔
"ہم ایسا کیسے کر سکتے ہیں دریا؟"

"فرہاد ار مغان نے اپنی نئی زندگی شروع کی ہے۔۔۔۔ ہم اپنے ماضی کی دھول اس کے آنے والے دنوں پر نہیں ڈال سکتے۔۔۔" دریا نے پھر سسکی لی تھی۔
ار مغان نے دروازے کا سہارا لیا تھا۔

اس کے ماں باپ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اور وجہ کون تھا؟ وجہ تھا، ار مغان اسکندر !!!
"لیکن دریا گرزینہ کا ار مغان سے ملنا، اس خاندان کی کوئی چال ہوا؟ وہ جو ہم دونوں کو الگ کر کر اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے۔۔۔ کیا وہ ہمارے بیٹے کو مہرہ بنا رہے ہیں؟" فرہاد اسکندر کے چہرے سے اضطراب صاف ظاہر تھا۔ وہ اس وقت بہت بے چین تھے۔

ان کے ذہن میں بس یہی سوچ آرہی تھی کہ جو غلطی ماضی میں ان سے ہوئی تھی کیا اس کا خمیازہ ان کی اولاد کو بھگتنا ہوگا؟

ار مغان اسکندر کے لیے مزید وہاں کھڑا رہنا محال ہو گیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

اس کا دم گٹھنے لگا تھا۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اسکندر مینشن سے نکلتا چلا گیا تھا۔ باہر آکر اس نے اپنی سلور پیجر و گیراج سے نکالی تھی اور زن سے گاڑی بھگاتالے گیا تھا۔

وہ اسلام آباد کی سڑکوں پر گاڑی تیز رفتاری سے بھگا رہا تھا۔ جتنی تیزی سے وہ گاڑی چلا رہا تھا اس سے کہیں زیادہ تیزی سے اس کے دماغ میں خیالات دوڑ رہے تھے۔

"کیا زینہ کے والدین کا اس کے والدین سے کوئی تعلق تھا؟"

اس کی نیلی آنکھوں کے سرخ ڈورے گہرے ہو رہے تھے۔

"آنے۔۔۔ آنے رو رہی تھیں۔۔۔ اس کی وجہ سے؟ ار مغان اسکندر کی وجہ سے اس کی ماں کی آنکھوں میں آنسو تھے؟" ار مغان نے اضطراب سے اسٹیئرنگ پر ہاتھ مارا تھا۔

"تو کیا زینہ اس کے والدین کے دکھ کی ذمہ دار تھی؟"

ار مغان کو اچانک بہت گھٹن محسوس ہونے لگی تھی۔ گاڑی میں اے سی چلنے کے باوجود اس کی پیشانی عرق آلود ہو رہی تھی۔

"وہ اتنا بے خبر کیسے تھا کہ اس کے علم میں اپنے والدین کے ماضی سے جڑی یہ داستان تھی ہی نہیں!!"

ار مغان کی سانس سینے میں گھٹ رہی تھی اور کنپٹی کی رگیں تن گئی تھیں۔ اس نے بٹن پریس کیا تو کھڑکی کا شیشہ پھسل کر نیچے چلا گیا۔ یک بیک تیز ہوا کا جھونکا اس کے چہرے سے ٹکرایا تھا۔

خمار عشق نادر خان

سینے میں جلتے بھانبر تو ٹھنڈے نہیں پڑ رہے تھے مگر سانس کی رفتار بحال ہو گئی تھی۔
وہ اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتا گاڑی کی اسپیڈ بڑھانے لگا۔ دفعتاً ایک نئے خیال نے سراٹھایا تھا۔
"کیا زینہ سب جانتی تھی؟"

"کیا زینہ کا اس سے ترکی میں ملنا، اس کی جان بچانا سب کچھ ایک منصوبہ بندی کا نتیجہ تھا؟"
ارمغان کے پیر کا دباؤ بربیک پر پڑا تھا اور گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔
ارمغان اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے اپنے دل میں اٹھتے درد کو دبانے لگا۔
وہ اس لڑکی سے بہت محبت کرتا تھا۔

یہ خیال ہی سوہانِ روح تھا کہ وہ اس کے ساتھ کوئی چال چل رہی تھی۔
"اوہ لڈ پلِیز!!!!"

تکلیف اتنی شدید تھی کہ وہ اپنے رب کو پکار بیٹھا، محبت میں دھوکا ملنے کی افیت کتنی شدید ہوتی ہے اس کا
ادراک ارمغان اسکندر کو آج ہو رہا تھا۔

وہ اپنے دل کی مسند پر اپنے محبوب کو جگہ دے چکا تھا اب یہ خیال ہی اس کا دل چیر رہا تھا کہ زینہ اکرم
خان اس کے والدین کے دشمنوں کا ہتھیار ہو سکتی ہے۔

وہ تڑپ رہا تھا لیکن اس کا دل ماننے سے انکاری تھا کہ وہ لڑکی اس کے ساتھ اتنا بڑا دھوکا کر سکتی ہے۔

خمار عشق نادر خان

گہری سانس لیتے ارمغان نے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کی تھی۔ وہ آندھی طوفان کی طرح گاڑی چلاتا اب اسکندر مینشن واپس جا رہا تھا۔



عرشان اپنے کمرے میں ضروری فائلز نکال رہا تھا۔ تب ہی ایک فائل کے ساتھ ٹکرا کر اس کی اسکیچ بک فرش پر گری تھی۔

عرشان جھک کر اسے اٹھانے لگا، اسکیچ بک کے صفحات بے ترتیب سے ہو گئے تھے۔ انہیں احتیاط سے سمیٹتے اس کی سیاہ آنکھیں ایک صفحے سے جھانکتی ان زمر دپتلیوں سے پہ جاٹھری تھیں۔ بلا ارادہ ہی عرشان کو وہ بھری دوشیزہ یاد آئی تھی۔ وہ کتنی نازک تھی کسی ادھ کھلی کلی کی طرح مگر وہ عرشان کے سامنے ڈٹ گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں خوف کے شائبہ تک نہ تھا۔ عرشان اس کی من موہنی صورت کو یاد کرتا مسکرایا تھا۔

اسکیچ بک کا ایک نیا صفحہ تیار کرتا، وہ اب میز کے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ چکا تھا۔ اس کے ہاتھ مہارت سے صفحے پر رنگ بکھیر رہے تھے۔

اس بار صرف آنکھیں ہی نہیں بلکہ اس کی پوری شبیہ کاغذ پر بنتی جا رہی تھی۔



خمار عشق نادر خان

زینہ کچن میں موجود ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اسکندر مینشن میں ایک چھوٹی گول میز اور چار کرسیاں کچن میں ہی رکھیں تھیں۔

زینت بی نے ار مغان کے کہنے پر جلدی جلدی زینہ کے لیے کھانا لگایا تھا۔ زینہ کی بھوک پلاؤ اور راتہ دیکھ کر چمک اٹھی تھی۔

صبح بھی اپنے غصے کی وجہ سے بس ایک کپ چائے ہی پی کر چل پڑی تھی۔ اب تو بھوک برداشت سے باہر تھی۔

"ایک تو یہ ار مغان خود پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہے " !

"آجائے گا خود ہی۔" زینہ نے سر جھٹکا تھا اور اپنی پلیٹ میں چاول نکال کر کھانے لگی تھی۔

زینت بی یہ تو سن ہی چکی تھیں کہ وہ ار مغان کی بیوی ہے، انہوں نے اس کے لیے شامی کباب بھی فرائی کر لیے تھے۔ زینہ نے اطمینان سے کھانا کھایا۔

ار مغان ابھی تک نہیں آیا تھا۔

زینت بی نے اسے پلیٹ سرکاتے دیکھا تو فوراً آگے آئیں۔

"بی بی چائے بنا دوں آپ کے لیے؟"

چائے کا سن کر ہی زینہ کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔

خمار عشق نامر خان

"ضرور زینت بی! بلکہ آپ دو کپ بنادیں۔ میں اور ار مغان ساتھ میں پی لیں گے۔"

زینہ کو شدت سے ار مغان کا انتظار تھا۔

اس کا دل بار بار یہ سوچ کر رفتار پکڑ رہا تھا کہ ار مغان اس سے محبت کرتا ہے۔

جب سے زینہ نے ار مغان کے لبوں سے یہ جملہ سنا تھا تب سے ایک عجیب سی سرشاری نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ وہ ہولے ہولے مسکراتی ار مغان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔



زینہ اس کے کمرے میں آئی اور اب کی بار سکون سے اس کے کمرے کا جائزہ لیا۔ اس کے کمرے کا تھیم سیاہ تھا۔

اسکندر مینشن کافی بڑا اور ماڈرن آرکیٹیکچر کی طرز پر بنایا گیا تھا۔ گاہے بگاہے اس کی تزئین و آرائش نئے سرے سے کی جاتی رہی تھی۔ ار مغان کا کمرہ اس کے ذوق کے عین مطابق تھا۔

کمرے کے وسط میں ایک جہازی سائز کا بیڈ تھا، جس کا بیڈ فریم بھی سیاہ تھا اور بیڈ کراؤن کے لیے سیاہ ترکش فیبرک کا استعمال کیا گیا تھا۔

زینہ کو بیڈ دیکھتے ہی صبح میں اپنی اور ار مغان کی نوک جھونک یاد آئی تھی اور اس کے لبوں پر اک دلکش مسکراہٹ آئی تھی۔

خمار عشق نادر خان

اس کمرے سے ملحق ایک بالکنی تھی جس پر بھاری پردے ڈالے تھے۔ بیڈ کے سامنے والے دیوار پر ایک خوبصورت تجریدی آرٹ کی پینٹنگ آویزاں تھی۔ زینہ ار مغان کے ذوق کی داد دیے بغیر نہ رہ سکی۔ ار مغان کی ہر چیز ہی سلیقے سے رکھی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے جو یہاں واٹر فائٹ ہوئی تھی اس کے کوئی آثار نہیں تھے۔ زینہ نے انداز لگایا کہ جب وہ لباس تبدیل کر رہی تھی تب ہی ار مغان نے سب چیزوں کو ان کی جگہ پر رکھوا دیا ہوگا۔ وہ ابھی کمرے سے ملحق ایک قدرے الگ تھلگ اس کے آفس ایریا کی جانب جا ہی رہی تھی کہ زینت بی نے دروازے پر دستک دی۔

"بی بی یہ چائے۔" وہ ایک ٹرے میں کیتلی اور کپ لئے آئی تھیں۔

"جی زینت بی، آپ یہ چائے میز پر رکھ دیں۔"

وہ چائے رکھ کر چلی گئیں تھی تو زینہ نے سوچا کچھ دیر سکون سے ہی بیٹھ جائے، وہ آرام سے اپنا دوپٹہ ایک طرف رکھتی کاؤچ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔



ار مغان جب اسکندر مینشن میں داخل ہوا تھا تو اس کے اندر اٹھتا بال کچھ کم نہیں ہوا تھا۔

وہ سیڑھیاں پھلانگتا اپنے کمرے میں آیا تھا۔ اس کا کمرہ نیم تاریک ہو رہا تھا۔

بالکنی پر پڑے دبیز پردوں کی وجہ سے باہر کی روشنی اس وقت کمرے میں نہیں آرہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

وہ تیر کی طرح اپنے بیڈ کی طرف گیا تھا اور تب ہی اس کی نظر زینہ پر پڑی تھی۔

وہ آنکھیں موندے اپنا سر کاؤچ کی پشت پر ٹکائے شاید سو گئی تھی۔ گلابی لباس میں اس کی رنگت بھی گلاب کی طرح کھل رہی تھی۔ اس کا دوپٹہ صوفہ کے ہتھے پر پڑا تھا۔ لمبی صراحی دار گردن میں ار مغان کی دی ہوئی چین چمک رہی تھی۔ اس کے سنہری بال کمر پر پھسلے تھے۔ وہ آنکھیں بند کیے کتنی معصوم لگ رہی تھی۔

ار مغان اس کے چہرے پر ہلکا سا جھکا تھا۔

"کیا یہ معصومیت ایک ڈھونگ ہے؟" وہ یونہی اس کے چہرے پر آتی لٹوں کو پیچھے کرنے لگا۔ اس کے لمس پر زینہ نے آنکھیں کھولی تھیں۔

"ار مغان! تم کہاں چلے گئے تھے؟" زینہ نے اسے دیکھتے ہی سوال داغا، ار مغان اسے جاگتا دیکھ کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔ وہ رخ موڑے اپنے آفس کی طرف جا رہا تھا۔

وہ بہت مشکل سے اپنا غصہ کنٹرول کر رہا تھا۔ وہ فی الحال زینہ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"ار مغان! میں تم سے بات کر رہی ہوں۔" زینہ اس کے یوں منہ پھیر کے جانے پر اس کے پیچھے لپکی تھی۔ اس نے ار مغان کے بازو پر ہاتھ رکھا تھا۔

خمار عشق ناز خان

ارمغان کی رگیں اس کا لمس محسوس کر کر مزید تنی تھیں۔ اس نے ایک سرد نظر زینہ کی نازک انگلیوں پر ڈالی تھی۔ جو اس کے بازو کے ابھار پر دھری تھیں۔ طیش میں آکر ارمغان نے زینہ کا ہاتھ جھٹکا تھا۔
"چھوڑو زینہ۔۔" وہ غصہ میں تو تھا ہی اس کی آواز کچھ زیادہ ہی درشت ہو گئی۔
زینہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی تھی۔

ارمغان نے ایک قدم لیا تھا جب ہی زینہ کی آواز پر وہ پلٹا تھا۔
"تم ایسے نہیں جاسکتے ارمغان اسکندر!" زینہ کو ارمغان کا ہاتھ جھٹکنا اور اس کا جھڑکنے والا لہجہ بہت چبھاتا تھا۔

کچھ دیر پہلے تو یہی آدمی اس سے محبت کے دعوے کر رہا تھا اور اب اس طرح سرد مہری سے کیسے پیش آسکتا تھا؟

وہ اپنی شہد رنگ آنکھوں میں غصہ لئے اسے ہی گھور رہی تھی۔
"زینہ میں تمہیں کہہ رہا ہوں۔۔۔" ارمغان کی نیلی آنکھوں کا رنگ گہرا ہو رہا تھا۔ وہ لب بھینچے اپنا غصہ دباتا زینہ کو باز رہنے کے لیے تنبیہ کر رہا تھا۔
"تو؟ تم کہہ رہے ہو ارمغان۔۔۔ اور کل سے اب تک تم ہی کہہ رہے ہو۔۔۔" زینہ چند قدم آگے آکر اس کے سامنے تن کر کھڑی ہوئی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"میں تو جب سے تم سے پوچھ ہی رہی ہوں کہ تم چاہتے کیا ہو آخر؟" اس کی آواز چیخ گئی تھی، زینہ نے اپنی انگلی ار مغان کے چوڑے سینے پر رکھی تھی۔

"بولو ار مغان اسکندر کیوں کیا ہے مجھ سے اس طرح زبردستی نکاح؟؟؟" زینہ دبا دبا سا چیخی تھی۔ ار مغان نے اچانک ہی اس کی انگلی تھام کر اس کا ہاتھ اس کی کمر کے پیچھے لے جا کر جکڑا تھا۔۔۔۔۔ زینہ لہرا کر اس کے سینے سے ٹکرائے تھی۔

وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو سرخ ہوتی نگاہوں سے گھور رہے تھے۔

زینہ اپنی شہد رنگ آنکھیں اس کی سمندر کے پانیوں سی آنکھوں میں ڈالے اسے دیکھ رہی تھی، اس کے لبوں کے گوشے کپکپا رہے تھے۔

"تمہیں کیا لگتا ہے زینہ اکرم خان؟" ار مغان نے سرد آواز میں اسے پوچھا تھا۔

اس نے زینہ کی کلائی کو جھٹکادیا تھا اور زینہ لڑکھڑا کر ار مغان کے چہرے کے اور نزدیک آئی تھی۔ اس کے گلابی لب اب ار مغان کے لبوں سے مس ہو رہے تھے۔ زینہ کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کے درپہ تھا۔

READERS CHOICE

"تم جاننا چاہتی ہو نہ کہ میں نے تم سے شادی کیوں کی؟"

خمار عشق ناز خان

زینہ کو اچانک کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔ ارمان کالب ولجہ اور اس کی نظروں کا تاثر بہت سرد تھا۔

زینہ نے گہرا کر خود کو اس سے دور کرنے کی کوشش کی تھی۔

"ارمان۔۔۔ میرا ہاتھ چھوڑو۔۔۔" وہ دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے ارمان کی آہنی گرفت توڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ارمان کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر زینہ کی دوسری کلائی بھی جکڑ لی تھی۔ اس بار زینہ کسمسا کر رہ گئی۔

"ارمان۔۔۔ پلیز۔۔۔ مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔" زینہ نے دبی دبی آواز میں احتجاج کیا تھا وہ اس کے غصے سے واقعی ڈر گئی تھی۔

"ابھی تو شروعات ہے مسز، اب یہی درد تم ہر پل جھیلو گی۔" اس کے الفاظ زینہ کو چابک کی طرح محسوس ہوئے تھے۔ زینہ کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی۔

"کیوں۔۔۔" اس کے لبوں سے ایک سرگوشی نکلی تھی۔

"کیونکہ تم اسی قابل ہو۔" ارمان کی سرد آواز میں کی گئی سرگوشی نے زینہ کے رونگٹے کھڑے کر دیے تھے۔

خمار عشق نامر خان

اس کی آنکھوں میں تیرتی نمی دیکھ کر ار مغان نے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا تھا، زینہ اچانک چھوڑے جانے پر اپنا توازن برقرار نہیں رکھ پائی تھی اور پیچھے رکھی چائے کی کیتلی سے ٹکرائی تھی۔

"سس۔۔۔ سس۔۔" گرم بھانپ اڑاتی چائے کیتلی سے لڑھکتے اس کے ہاتھ پر گری تھی۔

ار مغان جو اسے چھوڑ کر پلٹ چکا تھا اس کی سسکی پر پلٹا تھا۔

"زینہ۔۔۔۔" وہ ایک لمحہ میں اس کے پاس آیا تھا۔

زینہ کا ہاتھ سرخ ہو رہا تھا، تکلیف کی شدت سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"دکھاؤ مجھے۔۔۔۔ زینہ۔۔۔۔" ار مغان نے لپک کر اس کا ہاتھ تھامنا چاہا تھا لیکن زینہ نے غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

"خبردار جو مجھے اب ہاتھ لگایا۔"

زینہ کی آواز کانپ رہی تھی۔ ار مغان کو ایسا لگا جیسے اس کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔

زینہ اسے دھکیلنے کی کوشش کرتی اس کے پاس سے گزرنا چاہتی تھی مگر ار مغان نے اچانک ہی اسے بانہوں میں اٹھایا تھا۔

"ار مغان! چھوڑو مجھے فوراً۔" زینہ اس کی پکڑ میں تڑپی تھی۔

خمار عشق نادر خان

ارمغان نے اسے اپنے سینے میں بھینچے ڈریسنگ روم کا رخ کیا تھا جہاں پر وہ صبح آئٹمنٹ ٹیوب چھوڑ کر گیا تھا۔

زینہ ارمغان کے سینے سے لگی، اس کی شرٹ کا کالر پکڑے اس سے دور جانے کے لئے جتنا چل رہی تھی، اتنا ہی آنسو بھی بہا رہی تھی۔

اس کے آنسو ارمغان کو اپنے دل پر گرتے محسوس ہو رہے تھے۔

وہ نرمی سے اسے کاؤچ پر بٹھا چکا تھا۔

"دکھاؤ مجھے۔" وہ ہاتھ بڑھاتا کہہ رہا تھا۔ لہجے میں دنیا جہاں کی فکر تھی۔ ارمغان کی نیلی آنکھوں میں کچھ دیر پہلے کی ویرانی مفقود ہو چکی تھی، اب وہاں بس ایک نرم سا تاثر تھا۔ وہی تاثر جو زینہ کو دیکھتے ہی اس کی نگاہوں میں سماتا تھا۔

"کیوں ہو رہی ہے تمہیں میری پرواہ؟" زینہ پیچھے ہٹتی کہہ رہی تھی۔ ارمغان نے اچانک ہی اس کی کمر کے گرد ہاتھ رکھ کر اسے خود کی طرف کھینچا تھا۔

"ہو رہی ہے اپنی بیوی کی فکر۔۔۔ کیا کروں۔۔۔" ارمغان نے نرمی سے کہتے اس کے ہاتھ پر آئٹمنٹ لگانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن زینہ نے غصہ سے اس ٹیوب کو دور اچھال دیا تھا۔

"نہیں چاہیے تمہاری دکھاوے کی ہمدردی اور ایسی فکر مجھے۔۔۔۔۔" وہ ہنسنے لگی تھی۔

خمار عشق نامر خان

دوپٹہ کے بغیر اس کا روپ اس وقت دو آتشہ ہو رہا تھا۔ ار مغان نے خاموشی سے اٹھ کر وہ ٹیوب فرش سے اٹھایا تھا۔ زینہ موقع کا فائدہ اٹھا کر وہاں سے نکل گئی تھی۔

وہ کمرے کے وسط میں کھڑی بے دردی سے اپنے ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو صاف کر رہی تھی۔ ہاتھ کے جلنے سے اسی اتنی تکلیف نہیں ہوئی تھی جتنی کچھ دیر پہلے ار مغان کے کہے گئے جملے نے اس کے دل میں نشتر چھوئے تھے۔ وہ اپنی آنکھوں سے نئے اٹڈ آنے والے آنسوؤں کو بے دردی سے رگڑ رہی تھی۔ تب ہی اچانک ار مغان نے اسے پھر سے گود میں اٹھایا تھا۔ زینہ نے گہرا کر چیخ ماری تھی۔

"آہ۔۔۔ یہ کیا بد تمیزی ہے؟"

"ابھی تو کوئی بد تمیزی شروع بھی نہیں کی ہے مسز۔" ار مغان کے آنچ دیتے لہجے پہ زینہ کی بولتی بند ہوئی تھی۔ اس بار ار مغان اسے لیے ہی بیڈ پر بیٹھا تھا تاکہ وہ اس کی فرار کی سبب ہی راہیں مسدود کر سکے۔ زینہ اس کی لپ میں بیٹھ کر خجالت کا شکار ہو رہی تھی۔ ار مغان اس کے کندھے پر اپنی تھوڑی ٹکاتا اس کے ہاتھ کی پشت پر کریم لگانے لگا۔

"س۔۔" تکلیف کی شدت سے زینہ کے لبوں سے ایک سسکاری نکلی تھی اور ار مغان نے اس کے ہاتھوں کو اپنے لبوں سے لگایا تھا۔ زینہ کی آنکھیں حیرت سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

یہ پل پل روپ کیوں بدل رہا ہے؟

خمار عشق نانر خان

کبھی اتنی بے اعتنائی اور کبھی اتنی۔۔۔

کیا یہ محبت ہے؟

کیسی خود غرض سی محبت ہے؟

ایک آنسو زینہ کی پلکوں کی باڑ توڑ کر بہہ نکلا تھا۔۔



جاری ہے

"اگر تم مجھے ایسے دیکھو گی تو میرا دل تمہارا اسیر ہو جائے گا۔" ارمغان کی سرگوشی پہ زینہ نے پلکوں کی جھالر فوراً گرائی تھی۔

"تم صرف ایسی باتیں کرتے ہو۔" زینہ کے لبوں نے دھیرے سے شکوہ کیا تھا۔

ارمغان کے چہرے پر ڈمپل نمایاں ہوا تھا۔ اس نے دھیرے سے اس کے سنہری بالوں کو سمیٹتے ڈریس کو ان زپ کیا تھا۔ زینہ نے چونک کر اس کی بانہوں کے حصار سے نکلنا چاہا تھا۔ مگر ارمغان نے اس کی فرار کی کوشش ناکام بنادی تھی۔

"کی۔۔۔ کیا کر رہے ہو تم؟" زینہ شرم سے لال ہوتی اس کی گود سے اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"تمہاری شکایت دور کر رہا ہوں۔" ار مغان نے گہری ہوتی مسکراہٹ سے کہتے اس کی شرٹ سرکائی تھی۔

اس کی دودھیا جلد پر وہ سرخ نشان کافی حد تک ہلکا ہو گیا تھا۔ ار مغان نے اپنے لبوں سے اسے چھوا تھا۔
زینہ کے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی تھیں۔

"چھو۔۔۔ رُو۔۔۔ ارم۔۔۔ مغان۔۔۔" زینہ پھر سے اس سے دور جانے کی سعی کرنے لگی تھی۔
اس نے ایک ہاتھ سے کندھے سے ڈھلکتی شرٹ کو تھاما تھا اور دوسرے سے ار مغان کے چوڑے سینے پہ ہاتھ رکھتی وہ خود کے اور اس کے درمیان فاصلہ بنانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔
ار مغان اسے کمر سے تھامے اچانک ہی بیڈ پر دراز ہوا تھا۔ زینہ اس کے اوپر گری تھی۔
اس کے سنہری بال بستر پر پھیلے تھے، جبکہ کمر پر ار مغان کی انگلیاں استحقاق سے حرکت کر رہی تھیں۔
زینہ نے مٹھیوں میں ار مغان کی شرٹ پکڑ کر خود کو اس کے اوپر سے اٹھانا چاہا تھا۔
اس کی نظریں شرم سے اٹھ ہی نہیں رہیں تھیں۔ ار مغان کی آنکھوں میں اس کا گریز دیکھ کر اور چمک آئی تھی۔ وہ اس کی تھوڑی پکڑتا اسے نظریں اٹھانے پر مجبور کرتا ترک زبان میں کچھ کہہ رہا تھا۔

"Sen benim hayatımsın

Sen benim aşkımsın

خمار عشق نادر خان

Sen varsan ben de varım

Ey arzunun ruhu! "

"کیا؟" زینہ نے سرگوشی میں پوچھا تھا۔

"تمہارے سوال کا جواب۔" ارمغان نے زینہ کی حیرت سے محفوظ ہوتے کہا تھا۔

"مجھے ترکش نہیں آتی۔" زینہ نے کئی بار کی کہی بات پھر سے دہرائی تھی۔

"ہیم۔۔۔ یہی تو مسئلہ ہے۔۔" ارمغان کی انگلیاں اب زینہ کی ریڑھ کی ہڈی پر سرک رہی تھیں۔

زینہ کی حسیات پوری طرح سے اس کے لمس کی حدت کو محسوس کر رہی تھیں۔

"تت۔۔۔ تم نے۔۔۔ ی۔۔۔ یہی۔۔۔ کہا ہو گا کہ تمہیں مجھ سے۔۔۔ نفرت ہے۔۔۔" زینہ نے

اس کی پوروں کی حرکت کے باعث بہ مشکل اپنی بات مکمل کی تھی۔

"کیا تمہیں واقعی ایسا لگتا ہے کہ میں تم سے نفرت کرتا ہوں؟"

ارمغان نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے اچانک پوچھا تھا۔

"مجھے کیا لگتا ہے یہ معنی نہیں رکھتا، تم نے تھوڑی دیر پہلے جو کہا اور کیا وہ تو یہی بتا رہا تھا۔" زینہ کی

آنکھوں میں پھر سے نمی تیری تھی۔ ارمغان کی بدسلوکی نے اسے بری طرح ہرٹ کیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"تو پھر اب جو میں کروں گا وہ یاد رکھنا۔" ار مغان کے جملے پر زینہ نے چونک کر اپنی شہد رنگ آنکھوں سے اس کی نیلی آنکھوں میں جھانکا تھا۔ وہاں جل رہی جوت کی تپش زینہ کو اپنے سینے میں جلتی محسوس ہوئی تھی۔

ار مغان نے بغیر وقت ضائع کیے اس کے گلابی لبوں کو اپنے قبضے میں لیا تھا۔ زینہ کی آنکھیں ایک لمحے کے لیے حیرت سے پھیلی تھیں لیکن اس کے ہونٹوں کے بڑھتے دباؤ نے اسے سب کچھ فراموش کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

وہ آنکھیں موندے اس کے سیٹ کیے ہوئے ردھم میں رسیانڈ کرنے لگی۔ ار مغان نے ایک ہاتھ زینہ کے سر کی پشت پر ٹکاتے اسے خود سے لگائے ہی کروٹ لی تھی۔

زینہ کے ہاتھ اپنی من مانیاں کرتے ار مغان کے گلے کا ہار بنے تھے۔ اس کے سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیتیں سلب ہو گئیں تھیں۔ صرف اس کا لمس تھا جو اس کے ہوش کھوتا اسے دہکار ہاتھ۔ وہ اب اپنے لبوں کی حدت اس کی گردن پر بکھیر رہا تھا۔

زینہ کے بدن میں لرزش طاری ہوئی تھی اور اس نے اپنے ہاتھوں سے ار مغان کو دور کرنے کی کمزور سی کوشش کی تھی۔

خمار عشق نادر خان

ارمغان نے سراٹھا کر اس کے چہرے پر نظر ٹکائی تھی۔ زینہ کا چہرہ لال انار ہو رہا تھا، اس کے لبوں کا لہو چھلکا تا رنگ ان لمحوں کی شدت کی کہانی صاف کہہ رہا تھا، زینہ کی نظریں اس سے ملی تھیں اور اس نے فوراً ہی آنکھیں بند کرتے اس کی نظروں کی تپش سے بچنا چاہا تھا۔

ارمغان کا دل اس وقت سینے سے باہر آنے کے لئے مچل رہا تھا۔ اس کی قربت میں وہ اتنا مخمور تھا کہ وہ خود پر لگائے پہروں پر بھی آج اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔

"ادھر دیکھو زینہ" وہ سرگوشی کرتا اسے آنکھیں کھولنے پر مجبور کر گیا تھا۔
زینہ نے دھیرے سے پلکیں اٹھائیں تھیں۔

"کیا اب بھی تمہارا وہی خیال ہے؟" اس نے آنچ دیتے لہجے میں سوال کیا تھا بلا ارادہ ہی زینہ کا سر نفی میں ہلاتا تھا۔ وہ اس کے چہرے پہ چھائے رنگ دیکھتا ایک بار پھر سے اس کے لبوں پر اپنے لب رکھ گیا تھا۔



اسکندر ایمپائر کے کارپوریٹ ہیڈ کوارٹرز کی سب سے اوپری منزل پر اس وقت ایک بہت اہم میٹنگ کی تیاری ہو رہی تھی۔ یہ دس منزلہ عمارت شہر کے وسط میں واقع تھی۔ اپنی اعلیٰ طرز کے ڈیزائن اور آرکیٹیکچر کی وجہ سے اسکندر ایمپائر کی یہ عمارت کاروباری حلقے میں بہت مقبول تھی۔
اس کی مقبولیت کی ایک وجہ صدر کرسی پر بیٹھا وہ شخص بھی تھا۔

خمار عشق نادر خان

عرشمان اسکندر اس وقت ایک نفیس گرے تھری پیس سوٹ میں ملبوس اسکندر ایمپائر کے ایگزیکٹو بورڈ روم میں اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ جلوہ افروز تھا۔

اس کی سیاہ آنکھوں میں ذہانت کی چمک تھی، سیاہ بال جیل لگا کر قرینے سے سیٹ کیے گئے تھے۔ آفس میں موجود دائیں طرف کی دیواروں پر قدِ آدم شیشے کی کھڑکیاں نصب تھیں، ایک نظر ڈالنے سے ہی پورا شہر نظر آ جاتا تھا۔

کمرے کے وسط میں اخروٹ کی لکڑی کی بنی لمبی میز تھی جس کے دائیں بائیں کاروباری حلقے کی چند جانی مانی ہستیاں تشریف فرما تھیں۔

حریم شاہ، گہرے نیلے بزنس کوٹ اور اسکرٹ میں اپنے بالوں کو جوڑے میں قید کیے عرشمان کی بائیں جانب بیٹھی تھی۔ وہ ایک سمجھدار بزنس وومن تھی تب ہی اس کی حرکتوں سے نالاں ہونے کے باوجود عرشمان اسے کام کی حد تک برداشت کر لیتا تھا۔

"مسٹر عرشمان، ہماری کمپنی رونی ٹیکسٹائل آپ کی کمپنی کے ڈیزائنز سے کافی متاثر ہوئی ہے۔ اگر آپ ہمارے ساتھ یہ ڈیل کریں گے تو ہمیں بہت خوشی ہوگی۔" یہ آواز ساحر رونی کی تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نامہ خان

"مسٹر ساحر ہماری شرط اب بھی وہی ہے۔ ہم آپ کو اپنے ڈیزائنز دیں گے لیکن ہم آپ کے بکنی کلکیشن کو سپورٹ نہیں کریں گے۔ ہماری کمپنی کے کچھ اصول ہیں اور میرا خیال ہے کہ ان سے سارے کاروباری حلقے واقف ہی ہیں۔" عریشان نے دو ٹوک بات کی تھی۔

ساحر کچھ کہنے ہی والا تھا تب ہی حریم شاہ نے مداخلت کی تھی۔

"اوہ پلیز مسٹر ساحر، اگر آپ اس کلکیشن کو صرف لاؤنچ ویئر تک ہی محدود کر لیں گے تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ ہم آپ کو جو پرنٹس دے رہے ہیں۔ وہ بہت ہی یونیک ہیں۔ یہ پروجیکٹ آپ کو انٹرنیشنل مارکیٹ میں بھی بہت فیم دے گا۔" حریم نے اپنی بات سلیقے سے اسے سمجھائی تھی۔

ساحر کی سمجھ میں یہی آیا کہ فی الوقت اس بات کو مان لینے میں کوئی حرج نہیں۔ جب ان کی ٹیکسٹائل کمپنی یہ فیبرک پرنٹ کر لے گی تو پھر وہ جو چاہے ڈیزائن کرے اسکندر ایمپائر پھر کیا کر سکے گا۔

اس نے اپنی ٹیم سے مشاورت کے لیے کچھ وقت مانگا۔

عریشان کی نظریں حریم سے ملی تھیں اور ان دونوں نے ہی سر ہلایا تھا۔ دونوں پارٹیز کی رضامندی کے بعد کانٹریکٹ پر دستخط کر دیے گئے۔

عریشان اپنے آفس کی جانب بڑھ گیا جو کہ اسی منزل پر تھا۔ حریم بھی سیکریٹری کو اشارہ کرتی عریشان کے پیچھے لپکی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"عرشمان۔۔۔"

وہ اس کے روم میں داخل ہوتی اس کے عقب میں آئی تھی۔

"جی حریم؟"

عرشمان نے ابرو اٹھائے اسے دیکھا تھا۔

حریم نے اس کے وجہہ سراپے کو آنکھوں میں بسایا تھا۔

"میں دراصل تم سے ممی کے اس دن کے رویے کی معافی مانگنا چاہتی تھی۔ پتہ نہیں انہیں کیا ہو گیا

تھا۔۔۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔" وہ اپنی آنکھیں پٹیٹاتی عرشمان کے نزدیک آئی تھی۔

"حریم! آپ جانتی ہیں کہ میں آفس میں ذاتی گفتگو کو پسند نہیں کرتا۔" عرشمان اس سے فاصلہ بنانا اپنی کرسی پر جا بیٹھا تھا۔

حریم نے اس کے بازوؤں کے مسلز کو لپٹائی نگاہوں سے دیکھا تھا۔

یہ خوبصورت مرد اس کے قابو میں ہی نہیں آتا تھا۔ وہ حریم شاہ کی طلب کو نظر انداز کر دیتا تھا۔ وہ اسی

مرد کی خاطر اپنے باپ کی کمپنی چھوڑ کر یہاں کام کر رہی تھی۔

حریم ایک اداسے مسکرائی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"میں جانتی ہوں عریشان لیکن ہمارے مراسم بھی تو ایسے ہیں۔ خیر جانے دو۔ میں تم سے کچھ ڈیٹیلز
ڈسکس کرنے آئی تھی۔"

حریم نے فوراً ہی یہاں رکنے کا جواز تراشا تھا۔ وہ اپنی ٹیبلٹ پر ایک فائل کھولتی عریشان کے سامنے کرسی
پر بیٹھ گئی تھی۔

اس کے نتھنوں سے عریشان کے کلون کی مہک ٹکرائی تھی۔ اور وہ گہری سانس کھینچتی عریشان کو کلائنٹ
کے بارے میں بتانے لگی تھی۔



"نیشا! مجھے اپنی اکاؤنٹ ڈیٹیلز دو پلیز۔" نیشا بھی ابھی شاور لے کر نکلی تھی۔ جب التان نے اسے
سوال کیا تھا۔

"بینک ڈیٹیلز؟ التان میرا تو کوئی اکاؤنٹ ہی نہیں ہے۔" نیشا نے اپنے بالوں کو تولیے کی قید سے آزاد
کرتے کہا تھا۔

التان کی توجہ اس کی زلفوں سے ٹپکتی پانی کی بوندوں نے اپنی طرف کھینچی تھی۔

"ہیم۔۔۔ اچھا چلو شناختی کارڈ دو مجھے۔"

"وہ تو چچی اپنے پاس رکھتی تھیں۔"

خمار عشق نادر خان

ینیشا نے برش بالوں میں پھیرتے جواب دیا تھا۔

"تو۔۔۔ ایسا کرتے ہیں کہ۔۔۔" التان کے خیالات اس کی زلفوں میں الجھ رہے تھے۔

اس کی نارنجی قمیض پشت سے بھیگ گئی تھی۔ ینیشا اس سے انجان اپنے بالوں کو سلجھانے میں مگن تھی۔

"کیا؟" اس نے التان کے عکس کو آئینہ میں دیکھتے استفسار کیا۔

"ایک تو تم میرا دھیان بٹانا بند کرو۔" التان نے اس کے عقب میں آتے کہا تھا۔

"میں کب کچھ کر رہی ہوں؟" ینیشا نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

التان نے اس کے ہاتھوں سے برش لیا تھا۔

"تمہاری زلفیں مجھے ہوش میں رہنے دیں تو کوئی کام کی بات ہو۔" اس کی پر تپش نگاہوں پر ینیشا بلش

ہوئی تھی۔ التان نرمی سے اس کے بال سلجھانے لگا۔

"میرے بینک اکاؤنٹ کا کرنا کیا تھا؟" ینیشا نے پوچھا۔

"میری بیوی کے اکاؤنٹ میں حق مہر کی رقم ٹرانسفر کرنی ہے۔ جو بلاوجہ ڈیلے ہو رہی ہے۔ اور تمہارے

اس ماہ کے خرچے کے پیسے بھی تو دینے ہیں۔" التان نے اسے پشت سے تھامتے اس کا رخ اپنی جانب

گھمایا تھا۔

"التان۔۔۔ میں کیا کروں گی پیسوں کا؟" ینیشا تو اتنے سارے پیسوں کا سوچ کر ہی پریشان ہو گئی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"کیا مطلب کیا کرو گی؟ خرچ کرنا۔" التان نے اس کے گالوں کو نرمی سے چھوا تھا۔

"کہاں خرچ کروں گی بھلا؟ اس دن آنے نے مجھے سب شاپنگ کروادی تھی۔ گھر پر بھی میں بس فیس کے پیسے لیتی تھی۔" نیشا نے پرسوج انداز میں کہا۔

"تم نے کیا پڑھا ہے نیشا؟" التان کو جاننے کا اشتیاق ہوا۔

"میں نے کامرس میں انٹر کیا ہے۔" نیشا نے بتایا۔

"تم نے آئی کام کیا ہے؟ تمہیں بزنس میں انٹر سٹ ہے؟" التان نے دلچسپی سے پوچھا۔

"ہاں۔ میرے پاپا بہت اچھے بزنس مین تھے۔ مجھے بھی بہت شوق ہے۔۔۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ تھا کہ میں ان کی طرح اپنی کمپنی سنبھالوں۔۔۔۔۔" نیشا اتنا کہہ کر مبہم سا مسکرائی۔

"ایسے ہی شوق تھا التان، مجھے پتہ ہے کہ اب یہ ممکن نہیں ہے۔" نیشا نے اپنی بات مکمل کرتے برش التان کے ہاتھ سے لیا تھا۔

"کیوں ممکن نہیں ہے؟" التان نے پوچھا تھا۔

"اب میری شادی ہو گئی ہے نہ۔۔۔۔۔" نیشا نے نظریں جھکائے جواب دیا تھا۔ اس کے شرمانے پر التان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔

خمار عشق نامر خان

"اوہ اچھا۔۔ میری بیوی کی شادی ہو گئی ہے۔۔" التان نے اس کی ناک دبائی تھی اور نیشانے اسے مصنوعی خفگی سے گھورا تھا۔

"التان۔۔"

"چلو اچھا تیار ہو جاؤ۔ آج میرے ساتھ باہر چلو۔" التان اس کی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکاتا کہہ رہا تھا۔



جاری ہے۔

